



USSG.

P 27-1-10

Title - ISHATIUS SUNNATIN NABAWIYAH.

(ISHATIUS SUNNAT) member.

Question - Alata Sneed Mould. Hussein.

In English - Victoria Press (Belmore).

Rec'd - 1879.

Rec'd - 164.

Rec'd -

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U556

# اشاعت السنۃ النبویہ

على صلواتها الصلوة والسلام

نمبر چارم و پنجم و ششم ۱۱۰ معہ ۵۱

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب دین اہل السنۃ

CHECKED

Date.....

## قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عوامی سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خاص (رو ساء) اور عوامی غایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سر جنکی آمدنی چالیس روپیہ یا ہوا  
لے روپیہ لے جاتے ہیں۔ جنکی آمدنی اس روپیہ سے زیادہ نہیں  
روپیہ یا ہوا بھی آمدنی نہیں کہتے پر علی بضاعت رکھتے ہیں اور اس  
ہیں اون کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے  
تین روپیہ ہے خاص چھ روپیہ۔ رعایتی عید۔ اوئی ۱۳

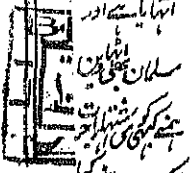
ابو سعید محمد حسین۔ مہتمم رسالہ اشاعت السنۃ

## اشاعت السنۃ کی غیر حاضری پر عذر آوری

رسالہ نمبر ۳ جلد ۹ کے بعد جواہر جولائی میں شائع ہوا  
تھا و سب سے پہلے اس سالہ اور اس کے ضمیمہ کا کوئی  
پرچہ شائع نہیں ہو سکا جبکی وجہ یہ ہے کہ خاکسار ایڈیٹر  
۱۵ اگست ۱۹۴۷ نو بمبک بھارتی فی خدمات و ضروریات میں  
ایسا ضرور کار مضمون سالہ کا ایک دن نہیں کھ سکا۔  
اسی شامیں شائع کا سفر پیش گیا۔ اس سفر میں اکثر روزانہ  
گشت رشتا تھا تمام ایام  
ہفتہ خالی نہ گذرنا تھا کہ  
گو یا کہ



درجہ سہم کو دور  
بھی تجربہ ہو گیا ہے  
جو صاحب ہمارے  
تجربہ و بیان کو  
مجھے سمجھ میں ہوا  
کتبہ کا جلد ہلاک  
کریں یہ موسم ہا  
اس کو استعمال  
کے لئے عمدہ ہے  
ہے۔ نالہ نہیں  
مولوی جلد ہلاک  
صاحب ہمارے  
ضلع کفرنگر  
قیمت فی شام  
یہ اعلام مرکب  
خیر خواہی اہل  
اسلام کی نظر سے  
ہو رہی اور ہر شے  
چاہا کہ جیسا اس  
کتبہ سے چھٹے  
اٹھا یا ہے اور  
مسلمان اہل دین  
ہیں کہ شہادت  
لیکھ دوچ رسالہ



یہ کیفیت پڑھ کر ہلکا امید ہی ہمارے ناظرین و خریدار الہدیت ہلکا معذرت سمجھ کر اس عرصہ کی غمِ حاضری کو معاف فرمائیں گے خصوصاً اس وقت جبکہ ہماری اس ٹانگ و دو کا عمدہ و مفید نتیجہ فقیرِ شاد بہ ننگے اسوقت تو ہلکا اپنے قد ران معاد لون و خریداروں سے یہ بھی امید ہے کہ ہلکا آئندہ خدمت سہری کر کے پیش کش مستحق سمجھینگے اور ہمارے کسی وقت کی غمِ حاضری پر کبھی آشفتہ خاطر نہ ہوگا وہ وقت ظہورِ نتیجہ فقیرِ شاد بہ ننگے و من اللہ التوفیق۔

## معاونین کی خدمت میں ضروری التماسات اول

باقیات شدہ کر لئے جنوری ۱۹۵۵ء سے یاد دہانی ہو رہی ہے۔ جس پر اکثر حضرات کی توجہ نہیں ہوئی۔ اور ظفر یہ کہ آخری یاد دہانی جو گٹ ۱۸۵۵ء سے ہوئی ہے ہرگز خطوط کے ذریعہ سے عمل میں آئی ہے۔ اس سے بھی ان حضرات کو تاخیر نہ ہوئی۔ اکثر صاحبوں سے نہ روپیہ ارسال کیا نہ جواب خط دیا نہ بجز تکیہ و جھکا کر کہنے خط بزرگ واپس کیا ان حضرات کی خدمت میں ہم سودا باز التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ قیمت دینا اور آئندہ پرچہ لینا نہیں چاہتے تو ہلکا اسی امر پر آگاہ کریں۔ ہم ان پر پچھلے حساب کو لوٹم الحساب پر چھوڑتے ہیں اور ان کو زیر باری رسالہ سے بیکدوش کرتے ہیں۔ اور اگر ادائیگی قیمت کی نیت ہی تو براہِ مہربانی ہماری خطوط کا جواب دیں۔ اور اس میں ادائیگی قیمت کا قبضہ لے لیا جائے۔ عہدہ مقرر کریں۔ اس التماس پر بھی وہ کوئی اختیار کریں تو ان کے نام ہرگز خطوں کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اور جس خریدار سے ہمارے ہرگز خط ریفوڈ کر کے واپس کیا رسالہ بند ہوگا۔

## التماس دوم

نمبر اول صاحبِ انگریزی رسالہ اشاعت السنۃ کی (صہایچ مہمون) الہدیت کو دہائی کہنے پر اعتراض "میں صہایچ و سو کامیاب چھپوائی گئی تھیں۔ ان کا بڑا تقریباً ایک سو کاپی تو بلا قیمت تقسیم ہوئی جہین سے ایک ٹلٹ سے زائد حصہ کوئی نہ لے لیا اور ان کو فروخت کیجئے تھیں پیش ہوا۔ باقی ماندہ سو سو (۵۵) کامیاب خریداروں کے نام روانہ کی گئیں۔ ان (۹) خریداروں نے (جن کو قیام گاہ یہ موضع میں۔ وزیر آباد۔ کراچی۔ چھانگنا گا۔ اپنی سڑکوں

کا کوٹہ - ناہنہ - کھوڑی - کوٹہ منصوری (ارادہ خریداری) و معاوضت ظاہر کیا۔ اور بعض محضون نے  
زارعانت بھی ارسال فرمایا ہے \*

(۴۰) خریداروں نے بشمول چند اشخاص غیر خریدار و مالوں کو جنکے مواضع قیام یہ ہیں لاہور - لوڈانہ - انبالہ  
پونڈی پور - دہلی - ناگپور - جیلپور - سارہ - بنارس - بنی - سملہ (سابق ڈیرہ سمیلخان) - سنور (حال کوٹہ)  
غازی پور - دیہ دون - کچھ روپیہ ارسال کیا ہے۔ مگر وہ صرف نمبر اول کی قیمت ہی یا اسی نمبر کے متعلق ایک  
خاص ضرورت کے لئے جو کو فرینڈگان جانتے ہیں غایت ہے اس سے انکا آئندہ کر لئے خریدار یا مالوں پر چہ ہونا  
مفہوم نہیں ہوتا اور (۲) صاحبونج (جنکی مواضع سکونت) - جیم آباد - پورٹ بلیسہ - وعدہ قیمت یا  
معاوضت پر چہ کیا ہے اس سے بھی انکی آئندہ خریداری و معاوضت کا حال معلوم نہیں ہوتا یا باقیانہ ۴۴ خریداروں  
نے جنکے محل قیامت یہ تمام ہیں۔ مدراس - مردان - بنگلور - راولپنڈی - جو پور - میانمیر (حال مدراس)  
پٹنہ - شکر گڑھ - حیدر آباد کن - عدنان - مظفر گڑھ - ملتان - پٹنہ - اراکلی - لاہور - علی گڑھ -  
ننگر - پٹنہ - کٹوٹ - مالیر کوٹہ - کرنول - پٹنہ - امرت - سر محض کوٹ اختیار کیا ہے۔ نہ زر  
قیمت یا معاوضت پر چہ ارسال کیا نہ آئندہ خریداری کی نسبت ارادہ ظاہر فرمایا ہے \*

لہذا حصہ انگریزی کا دوسرا نمبر میں مضمون "نواب صاحب بہوپال اور ان کے اسلامی یا ملکی بہائی"  
درج ہے اور وہ (۵۱) صفحہ میں تیار ہو کر شائع ہوا ہے صرف نو اشخاص (معاوضین قسم اول) کے متعلق  
روانہ ہوا ہے۔ باقیانہ (۴۶) اشخاص (معاوضین قسم ثلثہ) کی خدمت میں واپسی  
نمبر سے انکے ارادہ خریداری معلوم نہ ہونے کے سبب توقف ہوا ہے اور آئندہ بھی جب تک ان کی  
طرف سے مطالبہ نہ ہوگا توقف رہیگا \*

لہذا جو صاحب خریداری حصہ انگریزی کا شوق دار ارادہ رکھتے ہیں وہ اپنے شوق دار ارادہ  
ہم کو جلد آگاہ کریں \*

در صورت توقف ہم نمبر اول کی جو خریداروں کو وصول ہو چکا ہے قیمت  
خریداران ان کے حساب میں درج کریں گے اور آئندہ ان خریداروں کو لئے جن کی

نہ چھوٹکی کوئی کاپی نہ چھوٹا تین کے صرف ان چند کاپیوں کے چھوٹے پر (جو کوئی نہ  
میں پیش کرتے یا موجودہ خریداروں کو تقسیم کر نیکی لئے مکتفی ہوں اکتفا کریں گے۔  
پھر جو صاحب خریداری حصہ انگریزی کا شوق دار اور ظاہر فرمائیں گے وہ اپنا مطلوب نپاٹینگے  
اس رسالہ کا مضمون ”الحديث پرانا خطاب ہے“ انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کا  
طبع ہونا خریداروں کی طرف سے ہماری التماس کے جواباً ہے۔ یہ موقوف ہے وہ بہر حال اس التماس کے  
جواب میں جو کچھ مناسب سمجھیں جلد ظاہر کریں۔ صوم سکوت اختیار نہ فرمائیں کہ اس میں ان چند  
شائقین کا جو ارادہ خریداری ظاہر کر چکے ہیں اور اس قومی ضرورت کا جبکہ لئے وہ مضمون ترجمہ  
کیا گیا ہے حج متصور ہے۔

### التماس سوم

ہماری التماس معروضہ نمبر ۱ جلد ۹ صفحہ ۳۴ سطر ۹ و ۱۰ کو صرف بعض حضرات معاہدین نے  
توجہ سے ملاحظہ فرمایا ہے اور قیمت رسالہ کو حسب حیثیت خود بڑا دیا یا کوئی معقول حد جس سے  
ہمو بجز تسلیم چارہ نہوا پیش کیا۔ اکثر حضرات نے اس میں کوتاہی اختیار فرمایا ہے۔ ان کی خدمت  
میں التماس نہ کرنا فقرہ اخیر دوبارہ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ جسکی آمدنی چالیس روپہ ہوا سے زیادہ  
معلوم ہوگی اس کے نام ایک روپہ یا ہوا کے حساب سے بل جاری ہوگا اس میں جو صاحب کچھ مذکر کرنا چاہو  
میں وہ بغور ملاحظہ التماس نہ کریں۔ ورنہ اپنی آپ کو ایک روپہ یا ہوا کا (جو اس سال کی عام قیمت ہے)  
خرید کر سمجھیں، اس دوبارہ عرض پر بھی ان کا سکوت نہ تو ان کو عام قیمت پر راضی سمجھا جائیگا  
اور نہ اسے اس حساب کے مطابق اسے مطالبہ قیمت ہوگا۔ جن صاحبوں کا روپہ یا ہوا بابت مسئلہ آیا  
ہے اور وہ ان کی حیثیت آمدنی کے موافق نہیں ہے ان کا روپہ یا ہوا تصفیہ معاملہ درج حساب  
نہوگا وہ صاحب اپنے معاملہ کا تصفیہ کریں تو ہم ان کا روپہ یا ہوا درج حساب کر کے ان کے نام کی

## گورنٹ کالج لاہور

### اہل اسلام کو مژدہ اور مشورہ

{ قَالَ بِنِیَا صَلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللہَ }  
 { ہمارے پیغمبر کا قول ہے جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا بھی نہیں } \*

۴۹ شاعر سے ہم اپنی غفلت میں سوئے والی قوم (اہل اسلام) کو جگا اور ہلاک ہے میں اور اپنی رسالہ کے متعدد مضامین میں یہ لکھ چکے ہیں کہ مذہب و معاشرت الہیہ میں تلامذہ ہیں۔ مسلمانوں نے معاشرت کو مذہب سے الگ کیا تو اسلام کا تنزل شروع ہوا۔ (۱۲) اور دنیاوی ترقی بڑا لاپرواہی ہے۔ کب تجارت۔ زراعت وغیرہ مذہب اسلام کے مخالف نہیں۔ بلکہ ترقی و عروج اسلام کا ایک بڑا بہاری سبب ہے۔ (۱۳) اور انگریزی زبان کا سیکھنا جو اس زمانہ میں عروج دنیاوی کے لئے ایک

یہ مضامین اشاعت النہ میں جلد دوم سے جلد ششم کے متعدد پرچوں میں مرقوم ہیں اس مقام میں ان مضامین سے چند فقرات بغرض تقریر و تشوین ان ناظرین کے جنہوں نے وہ جلدیں ملاحظہ نہیں کیں نقل کئے جاتے ہیں۔ ان فقرات کے ملاحظہ سے ان صاحبوں کو اصل مضامین کا شوق پیدا ہو تو ان کی خدمت میں وہ پرچے جن میں اصل مضامین درج ہیں بحساب فی پرچہ قیمت ارسال ہو سکتے ہیں۔

جلد اول اشاعت النہ میں صفحہ ۳۲۵ یہ دعویٰ کر کے کہ مذہب و معاشرت پس منجیب جکڑے ہوئے ہیں اور ایک زنجیر سے بندھے ہوئے اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادت کہاں نے کو آئے ہیں یہی معاملات و طرز معاشرت بتائے کہ تشریف لائے ہیں اس کے ثبوت میں چند آیات و احادیث نقل کر کے اسکی تخیل میں صفحہ ۳۴۴ لغات ۳۴۵ وہ احکام شریعت بیان کئے

سیرجی ہے مسلمانوں کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ اور اہل اسلام کے لئے اقوام غیر کی نوکری بہر حال اور مطلقاً منع نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان مضامین نے ہم کو امید ہے (چنانچہ سماع و مشاہدہ میں ہی آپکا ہے) بہت لوگوں پر اثر کیا ہوگا اور ان کو تحصیل اسباب حسن معاشرت اور ترقی دنیاوی کی طرف جو ترقی دین کا ذریعہ ہے متوجہ کر دیا ہوگا۔ اس قسم کے مضمون ہم قارئین اور لکھنا چاہتے ہیں۔ خبکی تحریر کا

میں جو دیوانی۔ فوجداری کلگری ٹوڈیکل وغیرہ معاملات دنیاوی کے متعلق ہیں۔

اور جلد سوم میں نہر شتم کے ضمیمہ میں بصفہ (۲) کہا ہے۔ ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے متعلق ہو) کو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کر سکتا ہے مگر جمہوری کام کا اتمام بدون جمہوری اتباع و معاونت کے ممکن نہیں ہے مثلاً ایک شخص اپنی ذات سے عابد یا زاہد بنا چاہے تو کسی مسجد کے حجرہ میں وہ شکست ہو کر عابد یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا مادی یا ربی بنا چاہے تو اس امر کے لئے مفسد حجرہ اور اسکی ذات کافی نہیں ہے بلکہ اور انصار و اعوان کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ بادی النظر کا فتوے ہے اور اگر نظر غائب سے دیکھا جاتا ہے تو جن کاموں کو ذاتی خیال کیا جاتا ہے ان کا اتمام و حسن انجام بھی بدون جمہوری معاونت کے ممکن نہیں ہے۔

اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ میں دوسرا شخص کہانا نہ پہنچائے تو چند روز میں اسکو اعتکاف توڑنا پڑے۔ اسکی عبادت کے لئے کپڑا۔ بودیا۔ کوزہ کوئی بہیم نہ پہنچائے تو عبادت کا قافیہ تنگ ہو جاوے۔ تہہ اسکا یہ ہے کہ انسان بدنی الطبع ہے اسلئے وہ اپنے ہر کمال میں (ذاتی بخواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن کے لوازم سے محتاج ہے۔

اور جلد چہارم میں بصفہ ۱۱۲ کہا ہے۔ پہلی صدیوں کے مسلمان جو اصلی اسلام پر تھے انہوں نے وہ ترقیاں حاصل کی ہیں کہ اقوام غیر نے انکی ترقی و کمالات کو تسلیم کر لیا ہے۔

دنیائے اسلامیہ صفحہ ۹۱

ہم جلد ۹ وغیرہ کے متعدد نمبروں میں وعدہ دے چکے ہیں۔ ایک مضمون ”وٹیا گیس میں ہم یثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا جسکی مذمت دین اسلام میں وارد ہوئے چاندی ثروت و شوکت جاہ و حشمت کا نام نہیں کہ وہ اہل اسلام کے لئے ناموزون و نامناسب ہو۔ بلکہ دنیا وہ ہر جو خدا سے اور آخرت سے غافل کہے۔“

حیث و دنیا از خدا غافل ہیں \* بنے قماش و فقرہ و نثر و وزن

اور ان کی شاکردی کو اختیار کیا ہے۔ پچھلے زمانہ کے مسلمانوں میں اوام باطلہ و خیال فاسد پھیل گئے تو ان توہمات و تصورات نے انکو ترقی و کمالات سے روکا اصل مذہب اسلام کسی طرح معاشرت میں خلل انداز نہیں ہے۔“

پہر صفحہ ۲۲۷ | بحوالہ کلام غیر کہا ہے۔ ”علوم کو اگلے مسلمانوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی تہذیب پہنچایا تھا۔ ہمارے مذہب کے بانی نے تحصیل علم کھریف و متعطل سے لوگوں کو رغبت دلائی تھی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی دوسری صدی میں مسلمانوں نے علوم کھریف و متعطل کی اور جہانگ آنگو ملا و انہوں نے علم اخذ کیا اور چند روز میں اور قوموں کے لئے استاد ہونے کی عزت حاصل کی۔ مشرٹ جرمن کے مورخ نے نہایت انصاف سے یہ بات لکھی ہے کہ مسلمانوں نے اور قوموں سے کتنا ہی کچھ کیوں نہ سیکھا ہو مگر انہوں نے اپنی قابلیت و لیاقت سے اسکو بہت کچھ ترقی دی۔“

ایسا ہی کئی ایک مشہور عیدانی مورخوں سے منقول ہے۔ ایک فرانسیسی عالم کا یہ قول ہے کہ عرب کی قوموں کو خدا نے دنیا میں اسلئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور باب تمدن اور مختلف قوموں تک پہنچا دیں جو فزات کے کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کیتریک پھیل رہی ہیں چنانچہ ان تمام قوموں نے جبکہ کمالات اس قوم عرب سے حاصل کئے۔

فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیوں کے بڑے بڑے شہر دن میں جا کر بخوبی حاصل کیا تھا اور پھر خود اسکو ترقی دی تھی۔ مارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک

تفصیل کے ساتھ

یہی سبب دنیا اگر خدا کے قرب اور آخرت کے یاد کا ذریعہ ہوں تو یہ سراسر دین مبین۔ بلکہ جو دنیا میں آیا ہے اس کے لئے دنیا ہی ایک وسیلہ ہے جس سے وہ خدا کو مل سکتا ہے۔ دنیا اور باب دنیاوی کو چھوڑ کر وہ کسی کام کا نہیں رہتا نہ خدا کا نہ رسول کا نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔ ”دوسرا مضمون ”اقسام علمائے امت“ جس میں ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کی مغز نور کیا تحصیل دہی اگر اسٹنٹی۔ جی وغیرہ کیا حکم رکھتی ہیں۔

گھڑی بلور تحفہ کے شمار میں بادشاہ ونگٹان کی جو اسکاڑا دوت تھا بھی تھی اور جسکا ذکر ایچن ٹارڈ صاحب نے کیا ہے۔ مسلمانوں کے فنون و دستکاری میں ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہے \* \* \* مسلمانوں کی معاشرت کو طریقے بننے بننے کے قاعدے بھی نہایت عمدہ تھے غرضکہ انہوں صدی سے لیکر نوین صدی تک مسلمانوں کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ یورپ نے مسلمانوں ہی کی معاشرت و تمدن کو دیکھ کر اس میں ترقی کی۔ گیارہویں کے آخری تیرہویں صدی تک جو صلیح و لڑائیاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں بیت المقدس میں ہی ہیں انکی نسبت یورپ کے مورخوں کا قول ہو کہ گوان لڑائیوں سے بیشمار آدمی ضائع ہوئے اور بہت سافیس مال بغیر کسی فائدہ کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یورپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے ان مشرقی قوموں سے سیکھے اور شہریوں کی عادات اختیار کی اور دنیا کے حالات تحقیق کرنے کے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہ کہ یورپ کی قوموں کو تمدن کے طریقے اسی وقت سے معلوم ہوئے جب سے وہ مسلمانوں کی ان قوموں سے ملے جو تمدن اور جن معاشرت اور علوم فنون اور شہر و کمالات میں ان سے فائق تھیں۔

تجارت اور زراعت میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی انکو ہمیشہ سفر کی طرف رغبت رہی جب انکی سلطنت فرانس اور اسپین کے پہاڑوں کے پیچ سے گزر کر ہمالیہ تک پہنچی تو اسوقت وہ دنیا کے بڑے تاجروں میں ہو گئے اور فن زراعت میں توشل

تیسرا مضمون تعلیم انگریزی جہن یہ بیان ہو گا کہ تعلیم انگریزی میں کیا کیا فوائد ہیں اور کیا کیا مضار اور ان کے مضار کا علاج ہے۔

یہ مضامین تحریر میں اگر شائع ہوں گے تو امید ہے کہ ان مضامین کے پڑھنے کے بعد ایسے لوگ بہت ہی کم رہ جائیں گے۔ جو دنیاوی ترقی کو مخالف اسلام سمجھ کر اس میں سہی نہ کریں۔

ان کے کوئی نہ تھا۔

اور جلد پنجم میں صفحہ ۱۶۶ کہا ہے۔ بعض لوگوں (منتصب مولیوں یا جاہل صوفیوں) کا یہ خیال و مقال ہے کہ انگریزی پڑھنی گناہ ہے۔ پھر اس انگریزی کے ذریعہ سے لوگ ریاں کرنا اور دنیا میں عزت و ترقی پیدا کرنا اور بھی سخت گناہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف دینی علوم پڑھیں۔ اور علم پڑھ کر خدا کی یاد و عبادت میں لگے۔ دین نہ کب کریں نہ تجارت کریں نہ نوکریوں کی بلا میں پڑیں۔ پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانوں کے لئے انگریزی پڑھنے اور دنیاوی ترقی میں کوشش کرنے کے لئے یہ سامان ہتیا کرتے ہیں وہ انکے بدخواہ ہیں جو ان کو بلاؤں میں پہناتے ہیں غیر خواہ ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔

اس خیال و مقال کے دو جواب میں اول یہ کہ (جو باہمی رائے پر مبنی ہے) کہ اس شخص نے ان لوگوں کے لئے انگریزی پڑھنے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و فائزیت حاصل کرنے کے تجویز و تائید نہیں کی جو دینی علوم پڑھتے پڑھتے ہیں اور رات دن قال اللہ قال الرسول اور خدا کی ذکر و یاد میں مصروف ہیں نہ انکو تجارت سے کام ہے نہ لاکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام میں لگے ہوئے ہیں خدا ان کے کام اور دن سے کر دیتا ہے اور سچی پچھائی ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ تجویز و تائید ان لوگوں کے لئے ہے جنکی تہمت رات دن دنیا و اسباب دنیا کی طرف لگی رہتی ہے۔ ان لوگوں کو انجن ہمدردی ہے یہ تجویز بتائی (اور ایسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دنیا ہی کے طالب ہیں تو اس کی

فیضانِ حیات

یعنی انجن ہمدردی اسلامی اور دنیا کا ہر مقام میں انشاء اللہ میں ذکر ہے

اس مضمون شکر و مشورہ میں ہم اپنے سست و سست بہائموں کے (جو اپنی قصور کا الزام مذہب یا قضا و قدر کے ذمہ لگانا اپنا مذہبی ورثہ سمجھ رہے ہیں اور باین خیال وہ مائع پائون ہلا نا عجبت یا معصیت جانتے ہیں) اس خام عذر کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا انگریزی زبان سیکھنا اور سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے لئے تک دو دو کرنا کیا نتیجہ دیتا ہے جس حالت میں سرکاری نوکریان اقوام غیر ہندو وغیرہ کے ہاتھ میں ہیں جو اس وقت ذلیل

ذلیل طور پر اور ذلیل ہو کر حاصل نہ کریں بلکہ ایسے طور سے حاصل کریں جس میں وہ خود بھی آسائش و عزت سے عمر بسر کریں اور اپنے اور اپنے جنس (خصوصاً ان مولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بھی سلوک کر سکیں۔

دو روپیہ ماہوار کی سہائشی یا پانچ روپیہ کی چیراس کی نوکری یا دس روپیہ کی منشی گری پر اکتفا نہ کریں بلکہ انگریزی علوم (جنکی اس وقت دنیا میں قدر و منزلت ہے) حاصل کر کے سو دو سو روپیہ کی ملازمت شروع جمین ظلم و معصیت کی صریح معاونت نہ ہو حاصل کریں جس سے وہ عمدہ عمدہ کام کر سکتے ہیں۔

دوسرا جواب (جو نظر غائر سے پیدا ہوا ہے) یہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبان دنیا کے اور لوگوں کو بھی انگریزی پڑھنے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفعت حاصل کر نیکی رغبت دلائی جاوے تو اس میں بھی گناہ خواہ خواہ دانگیا نہیں ہوتا بلکہ اس میں ثواب اخروی و رضا الہی کا حصول بھی ممکن و متوقع ہے۔

مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے سیکھنے یا پڑھنے کی ممانعت شرع میں کہیں وارد نہیں ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگر انہیں کسے خیال میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ کافروں کی زبان ہے تو یہ وجہ محض فضول ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی پڑھنی اور سیکھنی بھی منع ہو جاوے اس لئے کہ ہندی دراصل ہندوؤں کی زبان ہے۔ فارسی اپنی آتش پرستی

۹۰  
انہی صاحبان صفحہ ۹۰

اور شرک و سلطنت میں۔

وہ جواب یہ فرمادہ ہے کہ ہائیوہر اکیٹنس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل وائسرائے کی فیاض کورنٹ نے تمہارے اس عذر کو بھی اٹھایا دیا اور تمہارا ماتھے اپنے ماتھے میں بکڑ کر تکتا جھڑپٹا افسانہ مذلت سے نکالنا چاہتا ہے چنانچہ اپنے (انڈیا گورنٹ کے) رٹرو لیوشن نوٹ ۱۵ جولائی کے بائیسویں فقرہ میں ہذا کیلنسی نے صاف فرما دیا ہے کہ "ہمت سے عہدہ"

مسلمان کے استعمال میں یوں زبانیں پیچھے کر آئی ہیں۔

عربی زبان ہی اگرچہ انحضرت صلیع کے زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانوں کے استعمال میں آئی ہے مگر پہلے تو وہ بھی کافروں (ابو جہل و ابولہب) کی زبان تھی۔ ان لوگوں کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان میں جس کو کافروں نے تھے نازل فرماتا۔ قرآن پر کیا حصر ہے یہی کتابیں آسمانی ہر ایک نبی پر ایسی باطن نازل ہوئی ہیں جو اس نبی کی قوم کی (کافروں کیوں نہ ہو) زبان تھی چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ انکے پاس ہمارے وحی

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیدین لہم۔ (ابراہیم ۱۶)

واحکام بیان کرے۔

خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا اور قرآن مجید وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان میں اتارنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو (کافروں کے کیوں نہ ہو) استعمال میں لانا گناہ نہیں ہے انحضرت صلیع کے حکم و عمل کو دیکھا جاوے تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کی زبان سیکھنی منع نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں بطور تعلیق۔ اور تاریخ بخاری میں باسناد پر ثبت سمر وایت ہو کہ انحضرت صلیع نے انکو حکم دیا کہ یہودیوں کی خط و کتابت سیکھ لیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیکھ لی یہاں تک کہ

عن زید بن ثابت ان النبی صلیع امر ان يتعلم کتاب الیہود حتی کتبت لہنی صلیع

بیتنا حاشیہ صفحہ ۹۰

اس قسم کے مہین کے جنگی شیش لوکل گورنٹوں عدالت مانی کورٹ اور لوکل انفرن کے ہاتھ میں ہے۔ عالیجناب گورنر جنرل بہادر خواہش رکھتے ہیں کہ ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کو سرکاری نوکری کا واجبی حق نہیں ملتا ہے لوکل گورنٹیں اور عدالت ہائے مانی کورٹ حسب مواقع اس ہوائی تعداد کو برابر کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اختیارات انفرن کو تاکہ کریگی کہ جب وہ عہدہ ہائے مذکورہ بالا کے لئے امیدوار منتخب کریں تو اس امر کا ضروری خیال رکھیں

کتبہ و اختتامہ کتبہم۔ (بخاری ص ۱۳۱)	میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے لئے خط لکھ دیتا
اور اپنے خط پڑھنا اور اگر وہی لغات اور زبانوں کا واضح (بنائے والد) خدا تعالیٰ کو تسلیم کیا	جاوے چنانچہ شیخ ابو الحسن شیری کا قول ہے جو کتب
وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (بقمر ۳۱) -	اصول و تفاسیر میں منقول ہے ان آیات قرآن کا کہ
وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَخْتَلَفَ فِي أَلْسِنَتِكُمْ وَالْأَلْوَانِكُمْ - (مريم ۳۶)	خدا تعالیٰ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام کہا جو
فیہا کتبہ ص ۹۰	اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف خدا تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے یہی اسی طرف اشارہ ہے
	چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا فضل کا بیان کیا ہے * * * تو اس صورت میں آسانی ہو
	جگہ طے ہوتا ہے کیونکہ اس تقدیر پر بھی زبانیں خدا کی زبانیں ہوتی ہیں۔ پھر اسکی بنی اور صفی
	آدم علیہ السلام کہیں۔ کسی کا فوکے کفر کا اسمین وصل نہوا۔
	اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان بچپن کی شے میں کوئی
ممانعت نہیں ہے۔ انگریزی اس حکم جو از تعلیم میں بعینہ ایسی ہے جیسی کہ ہندی فارسی عربی۔	* * * * *
* * * * *	جن سے لوگوں کے عقائد مسلمہ خراب ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑھتے
ہیں پابندی عرب چوڑ دیتے ہیں۔ مگر اسکا علاج یہ نہیں کہ انگریزی پڑھنے سے لوگوں کو منع	کیا جاوے یہ علاج تب کارگر ہو سکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگوں کی غرض دنیاوی نہ ہو
اور منع کر دینا انگریزی نہ پڑھنا متوقع ہو۔ بلکہ اسکا علاج یہ ہے کہ اس انگریزی کو ساتھ مذہبی	

گورنمنٹ کے ماتحت دفتر و نیشن میں مسلمان کتنے مقرر ہیں۔ اسکی کیفیت صوبہ جات کی سالانہ رپورٹ میں درج کرنے سے نفع حاصل ہوگا۔

اسی رزلویشن کی پیروی کرنے اور ہر ایک میلنس کی دلی خواہش پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ بنگال نے رزلویشن مورخہ ۱۸۔ اکتوبر شائع کیا ہے جس میں فقرات منقولہ بالا رزلویشن انڈیا گورنمنٹ کو نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے۔ ”انڈیا گورنمنٹ کی خواہشوں کو

تعلیم کو بھی شامل کر دین اور ان لوگوں کے لئے جو انگریزی پڑھنا چاہتے ہیں مذہبی تعلیم کے اسباب و وسائل ہی ہم پہنچا دیں۔ جبکہ ذریعہ سے ان کے عقائد خراب ہونے سے بچ سکیں۔“ x x x x ان لوگوں کا یہ خیال کہ نوکریاں دنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہے۔ اور ہر ایک کو سب ذکر و عبادت اور کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے سراسر جہالت کا نتیجہ ہے جس پر کوئی شہادت و دلالت کتاب و سنت و آثار سلف ائمہ میں پائے نہیں جاتے۔

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگوں کے ہاتھ سے دین اسلام اس درجہ ضعیف و غریب کو پہنچا ہے۔ انہی حضرات کے اغوار سے اہل اسلام کی ایسی حالت نکلتا ہے کہ وہ یہی ہے جبکہ بیان کی ضرورت نہیں۔ الحق یہ لوگ باوجود دعویٰ دینی و غیر دعویٰ اسلام۔ اسلام کے سخت دشمن ہیں اور کیوں نہیں مثل مشہور ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرر رسان ہے۔ انہی لوگوں کے مین و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ اپنا کوئی قومی کام شاعت دین اسلام بے دخل نہیں کر سکتے۔ قومی کیا شخصی کاموں میں بھی عاجز اور در ماندہ ہیں۔ پھر اس کی تصدیق و تائید میں چند حالات و واقعات کا بیان کر دیا ہے کہ اگر سبھی لوگ اس دنیا سے دست بردار ہو کر مفلوک ہو جائیں اور کسب و تجارت چھوڑ کر ان کی طرح تنگ ہو جائیں تو ان حضرات کو اپنے خیال کی غلطی کا یقین ہو جائے جبکہ ان کو ہر

بر لائن کے لئے بنگال گورنمنٹ نے رونیو بورڈ، فسران صیغہ جات سرکاری اور کوکل فسران سے استدعا کی تھی کہ سرکاری عہدوں پر مسلمانوں کے تقرر کی کیا حالت ہے اس کو وہ دریافت کر کے رپورٹ کریں اور یہ بھی لکھیں کہ جس مقام میں مختلف فرقہ کے سرکاری ملازمان کی تعداد میں ناہمواری ہے اسکو برابر کرنے کے لئے کیسے مواقع پیش آتے ہیں اور آیا تقرر کے موجودہ ضوابط و قواعد کسی طرح پر مسلمان امیدواروں کے لئے

روزانہ اور فی سبیل امداد نمایاں بند ہو جائیں۔“

اور جلد پنجم میں صفحہ ۵۳۱ بجواب اس سوال کے کہ کفار کی نوکری مسلمان کو جائز ہے یا ناجائز۔ اور مسلمان اور کافر کی نوکری میں کچھ فرق ہی یا نہیں؟ لکھا ہے جو کام مسلمانوں کو بجائے خود کرنا جائز ہے اس میں انکو نوکری (مسلمان کی ہو خواہ اور مذاہب والوں کی) بھی درست ہے اور جو کام بجائے خود کرنا مردار ہے اس میں کسی کی (مسلمان ہو یا غیر) نوکری بھی جائز نہیں۔ اس میں کفر و اسلام کو کچھ دخل نہیں اور مسلمان اور غیر مسلمان میں کچھ فرق نہیں۔ جو از و عدم جواز کا مدار وضاحت اصل کام کا جائز یا ناجائز ہونا ہے۔ پہر جس کام کو ناجائز قرار دین اس کا بالیقین ناجائز ہونا ضروری ہے عدم جواز کا تحمل ہونا کافی نہیں لہذا جو کام چھ از و عدم جواز و دلو کا احتمال رکھتا ہے اور مسلمان کو اسکے عدم جواز کا علم نہیں ہے وہ کام اسکو بجائے خود یا کسی نوکری سے کرنا ناجائز نہ ہوگا۔“

پھر اسکی مثالیں کتاب وسنت سے اور سپر ولیلین بکثرت نقل کی ہیں جو ۲۶

صفحہ میں تمام ہوئی ہیں۔

اور جلد ششم میں ایک حکیم کے اقوال نقل کر کے اسکے نتائج کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا اور بطرف ۶۴ کہا ہے۔ مسلمان (جو بکوتا کی طرف توجہ دلانا مد نظر ہے) بلحاظ دنیاوی حالت دو فریق ہیں۔ ایک تو وہ

نتیجہ حاشیہ صفحہ ۹۷

گر انبار میں یا نہیں

شق اول کی نسبت جو کیفیت پہنچی گئی ہے وہ نامکمل ہے۔ کیونکہ چند افسروں نے مسلمان ملازمین کی تعداد ہی نہیں پہنچی ہے۔ بہر حال کافی طور پر یہ بات دریافت ہو چکی ہے کہ سرکاری ملازمت کے چند صیغوں میں اور بہت سے اضلاع میں مسلمانوں کو سرکاری نوکری کا وہ حصہ نہیں ملتا ہے جس کے وہ بلحاظ لیاقت و قابلیت مستحق ہیں۔

جو تارک الدنیا کہلاتے ہیں اور زاہد عابد اور طالب آخرت سمجھے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد و نماز یا خانقاہوں میں عزت گزین و خلوت نشین ہیں اور اپنی اوقات شبانہ روزی ذکر و عبادت و تعلم و تسلیم علوم و مینیہ میں صرف کرتے ہیں دو سرے وہ طالب دنیا کہلاتے ہیں اور شب و روز تحصیل دنیا اور اسکے وسائل میں سرگرم ہیں یہ عام دنیا دار ہیں جو حرفت، تجارت، ملازمت، تحصیل علم دنیاوی میں مصروف ہیں خصوصاً وہ لوگ جو نئی روشنی واسلے چٹکدین کہلاتے ہیں۔ ان مواعظ و نصائح میں دو نوافل کے لئے مفید نتائج ہیں اگر وہ توجہ کریں۔

فریق اول کو ان سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ مسلمان اپنے دینی اشغال اور علوم کی تکمیل کے ساتھ دنیاوی علوم کی طرف بھی توجہ کریں اور یہ جان لیں کہ جب تک وہ اپنی دنیاوی موجودہ حالت کو ترقی نہ دینگے انکے مذہب و قومیت کا قیام بھی نامکن ہے۔

اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ سبھی مسلمان علماء و مشائخ انگریزی پڑھنا شروع کر دیں یا ہر مرد و عورت خانقاہ میں جہاں صحیح بخاری کا درس یا قرآن کی تلاوت ہو وہاں انگریزی کا بھی ایک سبق ہوا کرے بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ قوم مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ضرور بکثرت موجود ہوں جو اپنے دینی علم و عمل کی تکمیل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷

بڑکال کے ۲۴ پرگنہ کے مالی سرشتہ میں ۲۱۵ مال میں جن میں مسلمان صرف چھ ہیں۔ ہوگلی  
برودان اور دوسرے چند اضلاع میں بھی یہی کیفیت ہے۔ حج ضلع جیکے ماتحت دفترون  
میں (۱۱۰) ہندو مقرر ہیں جن میں مسلمان صرف ۹ ہیں۔ دفاتر کلکتہ میں سے ایک پٹر جیل  
کسٹم ہوس اسٹامپ و اسٹیشنری اور شیڈنگ ماسٹرون کے دفترون میں رپورٹ پہنچی ہے۔  
ان دفترون میں مسلمان ایک بھی نہیں۔

تعمیل کے ساتھ ان علوم کی طرف بھی توجہ کریں۔ جیکے ذریعہ سے وہ لوگ صاحب ثروت  
و شوکت و شریک سلطنت ہو سکیں اور اسکے وسیلہ سے وہ اپنے مذہب و قومیت کو  
قائم رکھیں مذہب و قومیت کا قائم رہنا ہرگز ممکن و متصور نہیں جب تک کہ قوم  
میں صاحب ثروت و شوکت و شریک سلطنت پیدا نہ ہوں۔  
ایک زاہد پارسی کسی خالقاہ کے زاویہ میں یا ایک فقیہ محدث کسی مسجد کی گوشہ  
میں تب ہی درد اور درس میں شمول رہ سکتا ہے جبکہ اسکی قوم ایسی صاحب ثروت  
شوکت ہو جسکی معاضمت سے وہ فارغ البال رہے اقوام غیر کی مزاحمت سے مطمئن نہ  
ہوں۔ اور جس حالت میں اسکی قوم کو فقر و ادبار نے گھیر لیا ہو تو اسکو ذکر و درس کے  
خلوت میں رہنا کہاں ممکن ہے۔ اور اس کی طمانیت کب تصور قوم کے لوگ فقر و  
ادبار سے خود ہی قومیت کی خارج ہونے لگے تو اسکے امن و طمانیت کا کفیل و ذمہ دار  
کون ہوگا۔

**فریق مالی** کو ان مواظف و نصائح سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ ان صاحب دروز تحصیل علوم  
و وسائل دنیا میں مصروف رہنا اور علوم دینی کی تحصیل و تکمیل اور مذہب اسلام کی  
محافظت میں اسکا عشر عشر کو شش نکڑنا قومی ترقی کے مخالف ہو اور یہ یقین کرنا  
چاہیے کہ مذہب قومیت کا جز یا شرط ہے۔ لہذا جس قدر مذہب میں نقصان رہے گا بقدر  
قومیت میں نقصان متصور ہوگا۔

فقہ حنفیہ ص ۹۰

ناہمواری تعداد کا سبب خود مسلمانوں کی رغبت میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ فارسی اور عربی سیکھنے کو جو اس وقت سرکاری کام کے انجام میں بہت کم تائید پہنچاتا ہے۔ انگریزی سیکھنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو لوگ اپنے لڑکوں کو عہد طفولیت سے انگریزی پڑھاتے ہیں۔ نیز وہ مسلمان جو اسکول اور کالج میں تعلیم پاتے ہیں اپنی زبان بھی سیکھتے ہیں اور اسلئے بکارتاد علم میں زیادہ وقت صرف نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ عادت ایسے خیالات پر مبنی ہے کہ جکا وہ واجب طور پر فخر کر سکتے ہیں مگر اسکی تاثیر زوال پذیر ہوتی جاتی ہے اور نیو بورڈ نے لکھا ہے کہ ششہائے تک بی اسے کی ڈگری پائے والوں میں سے مسلمان کی تعداد فیصدی ڈھائی سے کم تھی اور بی ایل کی ڈگری پائے والوں میں فیصدی دوسے کچھ زیادہ تھی مگر ششہائے عین بی اسے میں انکی تعداد سو اچھ سے زیادہ تھی۔ اور بی ایل کی سوانح کو کچھ کم تھی۔ اغلب ہو کہ درجہ اوسط کی تعلیم میں ان لوگوں نے اور زاید ترقی کی ہوگی۔ اور سرکاری ملازمت کے قابل امیدواروں کی تعداد چوگنی ہوگئی ہے۔

ناہمواری تعداد برابر کرنے کا امکان صوبہ بہار میں دکھلایا گیا ہے۔ پہلی تمام عہدوں پر بنگالی مقرر کئے جاتے تھے۔ حالانکہ وہ لوگ وہاں کی زبان سے کامل واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اور اس اصول کی تائید میں یہ کہا جاتا تھا کہ قابل امیدوار دستیاب نہیں ہوتے تھے۔ جناب لفٹنٹ گورنر بہار کو یہ عذر پسند نہیں تھا۔ اور اسلئے جناب مدد دے تھوڑے وقت کے بعد اس صوبہ کے تمام عہدوں پر وہاں کے لوگوں کو مقرر فرمایا جس سے نہ صرف سرکاری ملازمت نفع پہنچا بلکہ حکومت کی خوشنمائی ہوئی۔ بہار میں اب بہت عہدوں پر مسلمان مقرر ہیں۔

بلکہ اس فقرہ رد و لیٹرن پر صاحب ڈیپارٹمنٹ آف انڈسٹریز نے الفاؤڈیل بیکار کیا ہے لیکن لفٹنٹ گورنر کے بیان کی نسبت کہ بہار میں مسلمانوں کی خرابیہ اور سرکاری ملازمت میں داخل ہونے میں تاخیر کہ انکو منجھ جڑ نہیں ملی ہو اس جیسے ہم نے دیکھا کہ لفٹنٹ گورنر براہ مہربانی بارہ میں کیفیتیں طلب فرمائیگی اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس ذریعہ سے اصل حالت منکشف ہو جائیگی۔

کئی افسروں نے رپورٹ کی ہے کہ سرکاری ملازمت میں داخل ہونے کا یہ قانون کہ کوئی شخص ۵ برس کی عمر کے بعد داخل نہیں کیا جاوے گا مسلمانوں کے حق میں کیس قدر بریم کیا جاوے گا کیونکہ تحصیل علم میں ان کا زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ یہ قانون مالی وجوہات پر اور اس نیت پر کہ پشن خواروں کی تعداد زیادہ بڑھنے نہ پادھی بنایا گیا ہے۔ انڈیا گورنمنٹ کی پالیسی کے عملدرآمد کے لئے دوسری تحریک یہ کی گئی ہے کہ چند حالتوں میں ان امیدواروں کو ترجیح دینی چاہئے کہ جو فارسی پڑھنی اور لکھنی جانتے ہیں۔ مسلمان امیدواروں کی جو سرکاری نوکری کے قابل ہیں ایک بہت تیار کر لی چاہئے اور تمام حکام کے پاس بھیجی جائے۔ بہر حال جناب لفٹ گورنر بہادر اس وقت صہبہ انڈیا گورنمنٹ کے احکام کی طرف ان افسروں کی توجہ رجوع کرنا چاہتے ہیں جو سرکاری عہدوں پر امیدواروں کے تقرر یا انتخاب کا اختیار رکھتے ہیں جن دفتروں میں بالفعل کوئی مسلمان نہیں ہے وہاں کے افسر کو چاہئے کہ قابل و متقی مسلمان کو مقرر کریں اور خبر کر ان رہیں کہ بعد تقرر کے کسی قسم کی بدسلوکی ان کے ساتھ نہ کی جاوے۔ جو لوگ تقرر کا اختیار رکھتے ہیں ان کو خیال رکھنا چاہئے کہ ضرورت وقت کے سوا اور امور میں بھی پیش نظر رکھے جاویں یعنی سرکاری ملازمت کی بہتری کے سوا یہ بھی ضروری ہے کہ عہدوں کی تقسیم کا مناسب خیال رکھا جاوے تاکہ ایک بڑی اور با اختیار جماعت و رطہ زوال میں نہ گرے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ وہ جماعت منافع عام حکومت کے لئے تائید کرے۔

گورنمنٹ کے ان رزولوشنوں پر جس میں ول شکر گدار مین - اور اپنے تمام اسلامی بھائیوں پر حکم اس قول اپنے پیغمبر کے جس کو ہم اپنے مضمون کا ریب عنوان کر چکے ہیں اس احسان گورنمنٹ کا کہ اس نے ہمارا واجبی حق ہکو دینا چاہا ہے شکریہ ادا کرنا ان کا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری ملک کی اسلامی انجمنیں - انجمن اسلامیہ - انجمن ہمدردی اسلامی لاہور وغیرہ وغیرہ اس شکریہ کے متضمن گورنمنٹ کی خدمت میں اڈریس پیش کریں گی۔ اسکے ساتھ ہی ہم اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں

اصحاہ الناس کرتے ہیں کہ اب تو اپنا آپ سبھا لیں اور اپنے آپ کو گرداب مذلت و افلاس سے نکالیں۔ اس مضمون اور ان رزولوشنوں کو پڑھنے کے بعد بھی وہ ماتھے پاؤں نہ ہلائیے اور اپنے حق کو پہنچنے کے سامان (علوم کارآمد ملازمت یکمنا اور سرکاری ملازمت حاصل کرنا) بہم پہنچانے میں کوششیں عمل میں نہ لائیں گے اور اپنے تصور (کاہلی وستی) کا الزام گورنٹ یا اپنے مذہب یا دبران قضا و قدر کے ذریعہ گائیں گے تو ان کی مرض کا کوئی علاج نہیں رزولوشن گورنٹ بنگال کے متعلق ہمارے ایک معزز و محترم شخصہ منہدی نے بطور رپارک کچھ تقریر کی ہے اور اس میں اپنے منصب کو تو الی و احتساب کے مطابق جہول و عذر اور دیکھی خوب خبر لی ہے۔ اس مقام میں اس تقریر کا نقل کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

آپ نے اپنے پرچہ مطبوعہ یکم نومبر میں فرمایا ہے۔ ”جو اصل اسلام انگریزی تعلیم کو کفر اور زندہ سبھتے ہیں۔ یہ بھی شاید یقین کرتے ہوں گے کہ وہ دنیا ہی میں ہیں اور دنیوی ضرورتیں اور حاجتیں انکے پیچھے لگی ہیں۔ اول تو وہ خود دنیا کو نہیں چھوڑ سکتے وہ طلب دنیا میں رات دن سرسیمہ ہیں اور اگر چھوڑیں بھی تو دنیا انکو نہیں چھوڑ سکتی وہ دنیا کی دولت سمیٹ کر اس سے اپنی کوٹھے کھیلے بھڑا چاہتے ہیں لیکن کالی سوجور میں شب کو خواب میں بال و دولت کی خیالی بہشت دیکھتے ہیں اور جب انکھ کھلتی ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔“

تھا خواب میں خیال کو ہم سے معاملہ جب انکھ کھل گئی تو زیان تھا نہ سود تھا کاہلی نے بالکل اہل اسلام کے سامنے عصمت بی بی ازبچاوری کی تصویر کشیدی ہے۔ اسلام دنیا میں مسلمانوں کو مفلس اور فقیر بنانے کے لئے نہیں آیا۔ اس نے جسطرح معاد کی راہ کھولی ہے اسی طرح معاش کے راستے بھی دکھاوئے۔ دنیا کے میدان میں تمام قومیں سرگرم جو لان ہو کر بڑھ رہی ہیں سب سے بہتر ہیں تو ہماری اہل اسلام چھتے چھتے گیلے بیٹھے گئے۔ لکھتے لکھتے قلم گھس گئی مگر ہماری بہائی پارٹی کی طرح گرے تو پھر اٹھنا محال۔

مسلمان شکایت کریں کہ انگریزی عہد سلطنت میں انکو ملازمت کا ملنا محال ہو گیا ہے لیکن یہ استحال انہوں نے خود اپنے ہاتھوں جائز اور قائم کیا ہے۔ انگلش گورنمنٹ ہرگز بخیل نہیں۔ اسکے لیے ایسے ہاتھ مسلمانوں کو سرکاری ملازمت کے لئے دوسری بنیادیں ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اعضاء سستی اور کاہلی یا تعصب کی حماقت سے چوکر کشل ہو گئے ہیں اسلئے ان میں گورنمنٹ تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں رہی۔ وہ اپنی مزاج کی اصلاح کریں تعصب کے سودا دی و دون کا تنقیہ کریں تو گورنمنٹ تک پہنچنے کے لائق ہوں۔

ذیل میں ہزار ہوں لوگوں میں صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگال کے ایک رزولوشن کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کو سرکاری ملازمت دینے کی نسبت ہے۔ اس رزولوشن میں گورنمنٹی نواب گورنر جنرل بہادر و ایسے ہند کے فقرات بھی اہل اسلام کو سرکاری ملازمت ملنے کی نسبت کفدر زور دے رہے ہیں۔ بنگال کے ۲۷ پرگنوں کے مالی سرشتون میں ۲۱۵ عمال ہیں جن میں مسلمان صرف چھ ہیں۔ حج ضلع کے تحت وفترون میں (۱۱۰) ہندو اور (۹) مسلمان۔ کیا یہ بات شرم کے قابل نہیں؟ ہندو میں اہل اسلام کو کون سی بات زیادہ ہے۔ بلکہ عموماً اہل اسلام قابلیت جو دت ذہن و ذکاوت میں ہندو سے بڑی ہو کر ہیں۔ لیکن انیسویں صدی میں ہندو ان سے بڑھ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے کائناتس کچھ ایسی چیزیں ہو گئی ہیں کہ ان میں حرص اور غبطہ رشک اور غیبت سے بھی متاثر ہونے کی صلاحیت نہیں رہی اور زوال و ادبار کی یہی علامت ہے۔

فارسی عربی وغیرہ علوم دین کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ کی تعلیم میں کون سی عقلی و عقلی قیادت ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال بھی ایسی کوریج ہے ہیں۔ مسلمانوں کی موجودہ غفلت میں پرچی ہیں اور جن لوگوں نے اپنا پیش بہادقت ضائع کر دیا ہے یا عموماً مغربی تعلیم سے نفرت کی وہ آج کفایتوں میں ہیں دو لوگوں کی حالت افسوس کو قابل ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری حالت پر رحم کرے۔

یہ قیادت کوئی نہیں ہے چنانچہ اشعۃ السنۃ ص ۱۵۷ میں لائل عقلی و عقلی (قرآن و حدیث) ثابت ہو چکا ہے۔ یہ کچھ نیکر بہانہ ہیں۔ کیا اچھا کہیں کہہ سکتے ہیں؟ دہلی لائسنس وصال پری مرخان، کچھ گرفت و غفلت سے بہانہ ساخت

## انسداد فساد ہندو مسلمانوں کی تجویز

(لایق توجہ گورنمنٹ)

امبات کو ہندو اخباروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ جو فسادات ہندو مسلمانوں میں مختلف مقامات (ہوشیار پور - لودھانہ - دہلی - اٹارہ وغیرہ) میں محرم دسہرہ پر ہوئے ہیں ان کا منشا دسہرہ اور محرم کا ایک ساتھ آنا نہیں ہے بلکہ اسکا اصلی منشا مسلمانوں کی گاوٹ کشی ہے۔

یہی امر ہکو ترین عقل و قیاس معلوم ہوتا ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہیں کہ ہیشہ مختلف و متفق اقوام میں غم و خوشی کے موقعے اکٹھے ہوتے ہیں پھر ایک دوسرے سے کبھی مزا کرتے ہیں کرتا کہ ہمارے گھر میں آج خوشی ہے تم اپنے ماتم پر کیوں چنچیں راتے ہو، یا ہمارے گھر میں آج غم ہے تم اپنے بیاہ میں کیوں خوشیاں مناتے اور وھول بجاتے ہو، اور اگر کوئی کسی سے اس قسم کی عزت کرتا ہے تو اہل عقل کے نزدیک وہ بے وقوف قرار دیا جاتا ہے۔

قانون قدرت بھی ہکو ہی دکھاتا ہے کہ تمام صفیہ ہستی پر ایک گھر غم و الم کے سامان و پیش ہیں اور اسکے ہمایہ (قریب یا صید) میں باب حدیثن طرب ہتیا۔ پھر ایک قانون خداوندی کو توڑنے اور اٹھانے اور دوسروں سے اسکا خلاف کرانے کی جمہور خلافت سے کیونکہ جبروت ہو سکتی ہے۔

اس عقل قدرت کی شہادت سے ہکو ضرور ماننا پڑتا ہے کہ ان فسادات کا منشا دسہرہ و محرم کا یکجا آنا نہیں ہے۔ بلکہ وہی گاوٹ کشی ہے جسکو عموماً ہندو مسلمان اخبار تجویز تسلیم کر چکے ہیں یا کچھ اور۔

واقعات نفس الامریہ کی طرف ہم رجوع لاتے ہیں تو ان میں بھی ایسی امر پر شہادت پاتے ہیں جسپر عموماً اخبار متفق ہیں اور عقل و قانون قدرت اس کے مجوز و معقدق۔

ان واقعات سے سروسا ہم دو واقعہ پیش کرنا چاہتے ہیں جنہیں ایک پُرانا واقعہ ہے اور ایک تازہ پیش آمد۔

پُرانا واقعہ یہ ہے کہ آریہ کے پریسٹ یا لیڈر سوامی دیانند سروسٹی نے اپنی زندگی میں (جنے ان سے جلد قطع تعلق کیا) یہ غزم مصمم کیا تھا کہ ملک ہندوستان کو گاؤکشی کا اثر نشان مٹا دیں اور اس امر پر گورنٹ کو مجبور کریں۔ اس امر کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ایک میموریل تیار کرنا چاہا تھا جس پر پانچ کروڑ اشخاص ہندوستان کی شہادت ثبت ہونے سے وہ پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا۔ اور ان کے خیال میں (جسکی تائید ان کے کسی یوٹروپسٹ نے بھی کی تھی جو پارلیمنٹ کا ممبر تھا) وہ میموریل گورنٹ کو ان کی درخواست قبول کرنے پر مجبور کر دینے والا تھا۔

اس میموریل پر ان کی زندگی میں بہت سے اشخاص ہندوستان نے جن میں بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی شامل تھے دستخط کئے مگر وہ دستخط منور کو مذموم مفروضہ کو پہنچے تھے کہ سوامی صاحب اسے پارلیمنٹ میں بٹائے گئے اور آریہ لوگ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہوئے۔

ان کے زائد وفات سے اب تک ان کے بچے اور دلاور پیر و اسی دھرم میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح ہو سکے گاؤکشی کو ہندوستان سے اٹھا دیں اور اپنے پیشوا کے غزم الجزم کو پورا کریں مگر اس غزم کے پورا کرنے میں وہ موجودہ چال چل رہی ہیں۔

اس چال میں انکا یہ خیال ہے جس پر واقعات شاہد ہیں کہ گورنٹ پر (جو گاؤکشی کو جائز کرتی ہے اور اپنی قوم کے لئے اسکو بوجھ سمجھتی ہے) تو بد دن جھیت پانچ کروڑ اشخاص کے (جو بھارتیہ غزم و عقیدہ اور ذمی رعب پیشوا کی خصوصیت تھی) جبر اور پس چل نہیں سکتا چلو بالفضل گورنٹ کے ہم خیال وہم عمل کمزور علایا مسلمانوں کو (جو زور رکھتے ہیں مذہب و زبانہی اتفاق و اتحاد) دباؤ اور ستاؤ۔ یہ ہماری ہر سال کی رپٹ اور عدالت کی وارڈ گریجوانوں

اور جلیانوالہ سے اور بھی کمزور ہو کر گاؤں گشتی چھوڑ دیں گے تو پھر ہم گورنمنٹ سے بھی تباہی کاؤ گشتی چھوڑا دیں گے۔

تازہ واقعہ یہ ہے جو ہوشیار پور میں ہوا ہے۔ اسکو اخبار رفیق ہند لاہور طبع ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء سے نقل کیا جاتا ہے۔

ہوشیار پور میں ہندو مسلمانوں کے فساد کی تواریخ گذشتہ دو سال سے شروع ہوتی ہے۔ جب سے کہ ہندو اور مسلمان عہدہ داروں کی تعداد ضلع میں برابر رکھنے کے اصول سے قطع نظر کیا گیا۔ اور جس مسلمان عہدہ داروں نے اپنی خیر نہ دیکھ کر فی الفور اپنی تبدیلیاں کرالیں جن میں سے منصف غلام جیلانی اور منصف احمد شاہ صاحبان کا نام نمونہ کے طور پر لیا جاتا ہے۔ آپ ہوشیار پور میں میدان اور بھی صاف ہو گیا اور ہندوؤں کو موقع ملا کہ وہ اپنا معمولی جہگڑا کاؤ گشتی برپا کریں۔ اس پر پھر جو مقدمات شروع ہوئے انکا ڈپٹی کٹنر صاحب نے معمولی خلاف ورزی قانون کی تہدید میں خفیف سزاؤں پر ختم کیا۔ ان خفیف سزاؤں نے ہندو پارٹی میں اور بھی برا فروغ دینا پیدا کیا اور انکا جذبہ انتقام اور بھی بڑ گیا۔ بھکا ثبوت صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جب باہم صلح و صفائی کی گفتگو شروع ہوئی تو اُس وقت ہندوؤں کی طرف سے اول یہ تجویز پیش کی گئی کہ مسلمانوں کی طرف سے ہوشیار پور میں بالکل گاؤ گشتی سد و کر دیئے کا عہد کیا جائے گو مسلمانوں نے اپنے آپ کو کم طاقت سمجھا۔ امر بھی منظور کر لیا تھا۔ مگر پھر بھی ہندوؤں کے صلاح کاروں نے اس امر پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے زور دیا کہ مسلمان اس اقرار کو لکھ کر بدین مضمون حلف کریں کہ وہ آئندہ گائے کے گوشت کو سونے کو گشت کی برابر مہین گئے۔ غرض کہ اسکے ساتھ ہی گذشتہ سال میں محرم اور دسمبرہ بجا واقع ہوا جس میں ایک معزز خاندان جیشملین شہزادہ فریدون انیکٹر پولیس پر ہندوؤں کی طرف سے حملے ہوئے۔ مگر ہندو پارٹی کی دباؤ سے اندرون کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ شہزادہ صاحب کو اس نالش کی پریزی سے دست برداری پر مجبور کریں۔ اس واقعہ سے ہندوؤں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے اور اسی اثنا میں ہندوؤں کے ایک شوالہ کا مقدمہ جو پیش ہوا تو اس نے اور بھی ان مخالفت کے خیالات کو

بڑا دیا۔ باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس پر کڑی نظر ثانی کے لئے ایسا ہوا۔ مگر غلبہ قومی نے ہندو صاحبان پر اسکا کچھ اثر نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کے ایما اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے حکم سے کمیٹی کو ہندوؤں پر نالش کرنی پڑی۔ اس مقدمہ کو ہندو پارٹی نے اپنا ایک مذہبی مقدمہ بنالیا تھا اسلئے یہ کوئی غیر متبرقہ بات نہ تھی کہ جو معزز مسلمان گواہ انکے برخلاف گذرے ان کی وجہ سے وہ عام مسلمانوں کی نسبت اپنے مخالفانہ خیالات کو اور بھی ترقی دینے کا موقع پائیں۔

یہ تو پچھلی تواریخ فساد کی تھی اب اس سال عید الضحیٰ کے موقع پر چند ہندو عہدہ داروں نے مرزا اعظم بیگ صاحب اسٹرا سٹنٹ کمشنر مال کو اپنے ساتھ شامل کر کے مسلمانوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ اس سال گائے کی قربانی نہ کریں۔ مرزا صاحب جو ایک سیدھو مادھو صلح کل انسان ہیں انہوں نے بڑے زور سے اپنے ہندوں ہم عصروں کے حکم کی تعمیل کرانی چاہی۔ وہ پہر ایک تو مسلمان اسکو سرکاری حکم خیال کرتے تھے۔ مگر جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے ایک مسلمان آزدولی نے صاحب بہادر سید قربانی گائے کی اجازت چاہی تو اسوقت صاحب موصوف کو اس مخالفت کا حال معلوم ہوا اور انہوں نے نظر عدالت گتیری پر حکم سجد یا کہ ہماری طرف سے گائے کی قربانی کی کوئی مانفت نہیں۔ اسوقت مسلمانوں نے چند گائیں قربانی کیں۔ اس واقعہ نے ہندوؤں کے غصہ کی جلتی آگ پر اور بھی تیل ڈال دیا۔ اور اس غصہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب محرم و دہرہ کے موقع پر انہوں نے چہر چارٹکا سلسلہ شروع کیا۔

یہ دو نو واقعات سچے ہیں اور گورنمنٹ کو ان کے سچے ہونے نہ ہونے کی تحقیق آسان ہے (تو اخبار نویسوں کی وہ رائے جہر عقل قانون قدرت کی بھی شہادت پائی جاتی ہے) لائق تسلیم گورنمنٹ ہے۔ اس صورت میں اس فساد کے انسداد کی ان دو صورتوں میں سے ایک ہی صورت ہے جو ذیل میں معروض ہیں

۱۔ دوسری واقعہ کے سچے ہونے پر مشورہ اس کے اس فیصلہ میں جو مقدمہ شیخ مہر علی کو تفویض شدہ ایک بابین انہوں نے (۲۰) نمبر کو تحریر کیا ہے کیس قدر ثبات پائی جاتی ہے۔

ان دو موروثین میں سے ہم اپنی طرف سے کوئی ایک صورت معین نہیں کرتے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور گاؤ کشی کے مجوز لہذا جو صورت ہم اپنے لئے سے معین کریں گے وہاں کو حق میں مفید ہوگی تو کی طرف اور رعایتی لئے بھی جا سکیگی۔ بلکہ گورنمنٹ کی خدمت میں دو نو صورتیں پیش کرتے ہیں ان دونوں میں سے جس ایک صورت کو گورنمنٹ مکن العمل اور اپنی پالیسی کے موافق سمجھو عمل میں لاوی۔

ایک صورت یہ کہ گاؤ کشی کو بالکل بند کر دیں مسلمانوں کے علاوہ اپنی فوجوں اور کٹر ٹرین میں بھی اسکی مخالفت کا حکم جاری کرے۔ اس صورت سے ہمارے زور آور اور صاحب زر ہم وطن خوش ہو جائیں گے۔ اور خوشی خاطر گورنمنٹ اور اپنے زیر دست ہم وطنوں (مسلمانوں) کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور بچارہ درآمدہ گو و سیرت مسلمان بھی جو اسوقت نہ زور رکھتے ہیں نہ زور نہ بکثرت شخصی وجاہت نہ قومیت اس حکم سے ناراض نہ ہونگے جبکہ وہ وجہ ہیں۔ اول یہی انکی کم زوری دے دست پائی۔ دوسری یہ کہ وہ اپنی اسی کم زوری کے سبب گاؤ کی جگہ بکری اونٹ سے کام لیں گے۔ کہ انہیں تو اکثر مسلمان پہلے ہی سے زور کے میں محل کی خاطر بکریوں سے کام لیتے ہیں قربانی کے لئے وہ گاؤ کی جگہ اونٹ بیچ کر لینگے۔ اونٹ کی قیمت سو چالیس روپیہ میرزا کی تو چار اس میں بھی بکریوں پر اکٹھا کرینگے۔

دوسری صورت یہ کہ گاؤ کشی کو ایسا وسیع کر دیں کہ ہندوؤں کو اسکے اندو و مو قوفی کی کسی عمل و تدبیر سے طمع نہ رہے۔ اس صورت میں ہمارے ہم وطن بہائی صاحب زر و زر (ہندو) مایوس ہو کر اپنے کم زور اور زیر دست ہم وطنوں سے صاف سینہ ہو جائیں گے اور یہ خیال فرمائیں گے کہ جب ہماری زیر دست ذرا قوم اس عمل کی حامی ہے اور اسکو ہندوستان سے اٹھا نا نہیں چاہتی تو ہمارے زیر دست آزاری سے کیا فائدہ۔

دوسری صورت یہ کہ ہمارے خیال میں چند ایسے طریق ہیں جن سے بلا احتمال کسی نقصان کے اسکی دست ہو سکتی ہو۔ ان طرق کو ہم اسوقت عرض کریں گے جبکہ صورت دوم کے طرف

گورنمنٹ کی توجہ دیکھیں گے۔

مردست ہم ایک طریق کے بیان کرنے سے رُک نہیں سکتے گو فنٹ صورت دوم (وسعت کا دکش) کو توجہ کی نگاہ سے دیکھئے خواہ ندیکھئے۔

اس طریق کے بیان سے ہماری وطنی بہائیوں (مہنوں) کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔  
 دوست گائیکشی کی صورت میں ہم گورنٹ سے اپنے حق سے زائد اور غیر واجبی امر کو  
 درخواست نہیں کرتے اور نہ اس میں مہندوں کے مذہب یا فعل سے کسی قسم کو تعرض  
 و مداخلت چاہتے ہیں۔

وہ طریق یہ ہے

توسیع کاؤنکشی کے لئے گورنمنٹ ایک اشتہار جاری کرے اور ایک علی کارروائی کرے

مضمون اشتہار یہ ہو

گورنٹ کے زمانہ حکومت میں گاؤں کشتی کا انسداد ناممکن امر ہے اور حکم جواز گاؤں کشتی  
 ناقابل تنبیخ ہے خواہ اس میں پانچ کروڑ نہیں دس کروڑ اشخاص کی طرف سے درخواست  
 انسداد پیش ہو۔ اس حکم جاری رکھنے پر گورنٹ کو وجوہات ذیل باعث ہیں۔

وجہ اوّل

انہذا لوگاؤ کشی میں مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی و بیجا مزاحمت پائی جاتی ہے جو گورنمنٹ کی نیوٹریلٹی کے مخالف ہے بخلاف انکار حکم کاؤ کشی کے کہ ہمیں ہندوؤں کے مذہب اور فعل سے مزاحمت نہیں ہے اور نہ انکو کسی امر خلاف مذہب پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ہندو اگر یہ خیال رکھتے ہیں کہ گائے کو کشتی ہمارے مذہب کے مخالف ہے جو گو اس کو مرتکب دوسری اقوام (اہل اسلام و عیسائی) میں اس لئے اسکا اہم اور ضروری ہے تو ایک ن شاید انکو یہ خیال بھی پیدا ہوگا کہ مسلمانوں کا اذان کہنا بتوں کی عبادت سمجھنا اور عیسائیوں کا

چرچوں میں نماز پڑھنا ہمارے اصول مذہب کے مخالف ہے یہ بھی بند ہوا ضرور ہے۔  
جو بکرم عقل و انصاف و اصول سلطنت خام خیال ہے۔ اور تو جو لحاظ گورنمنٹ کا  
مستحق نہیں ہے۔ ایسا ہی ان کا وہ خیال ہے اگر انکو وہ خیال ہے

وہ وہ وہ

گورنمنٹ کی قوم اہل دیرپ کے لئے جو ہندوستان میں آباد ہیں گائے کا گوشت  
ایسا ضروری اور شرط صحت و دیر زندگی ہے جیسا ہندوؤں کے لئے گائے وغیرہ کا  
دودھ اور گھی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تیز آگاہ کشی کے انسداد میں اہل اسلام کو مذہب  
میں ایجاد اخلت کے علاوہ گورنمنٹ کی قوم کی زندگی اور صحت کے خطرناک ہونیکا بھی  
یقین ہے۔

ان وجوہات کی نظر سے حکم جواز کا وگشتی کو ہمیشہ کے لئے قائم و ناقابل نسخ قرار دیکر  
اعلان عام کیا جاتا ہے کہ جو شخص زندہ کسی جلسہ عام یا کسی اخبار میں اس حکم کو منٹ کے  
مقابلہ میں انسداد وگشتی کا کوئی مضمون بیان یا تحریر میں لائے گا وہ مفید و باغی قرار  
دیا جائے گا اور اسکی تحریر و تقریر کو اس غرض پر مبنی قرار دیا جائے گا کہ وہ ملک میں  
فضو قائم کرنا اور گورنمنٹ پر بیجا دباؤ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور اس جرم کے بدلے وہ مفید  
(حب قدر گورنمنٹ مناسب سمجھو) سزا کا مستوجب ہوگا۔

عملی کارروائی یہ ہے کہ جس وقت اور جس مکان میں (بیابندی قواعد سابق) مسلمان اپنے کہانے یا قربانی کرنے کو گائے بیچ کر ناجا میں اس وقت اور اس مکان میں گورنٹ مسلمانوں کو خاص طور پر مدد دی اور فراہمیت ہندوؤں سے انکی پیشگی حفاظت کرے۔

اس ہتھار اور علمی کارروائی سے گانگشی کی ایسی وسعت تصور ہے جس میں کہیں  
قسم کا مذہب یا فعل منہو سے تعرض پایا جاتا ہے نہ مسلمانوں کی کوئی ناواقبی رعایت

[illegible]

اسمیں موجود ہے لہذا اس سے ہندؤن کی طرف سے کسی قسم کی واجبی شکایت یا فساد پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے بلکہ گاؤ گشتی کے انداز سے ان کو مایوس ہونے اور اس مایوسی کے سبب ان کی طرف سے فساد موقوف ہونے اور ملک میں امن قائم ہونے کی کامل امید ہے۔

## اہل حدیث کا خطاب (اہل بیٹ) پرانا خطاب اور یہ کہ اسلامی فرقوں کی دل آزر دگی کا باعث نہیں ہو سکتا

لایق توجہ گورنمنٹ و اعلیٰ اسلامی مذاہب

جو لوگ بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے اور اہلحدیث کہلاتے ہیں ان کا قدیم سے چلا آتا اور ان کے اس عمل کا زمانہ قدیم میں پایا جاتا ہے ہم اپنے مضمون اہل حدیث قدیم میں یا جدید، بعضین کے نمبر ۱۲ جلد ۸ ثابت کر چکے ہیں۔

اس مضمون میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ خطاب بھی ویسا ہی قدیم ہے جیسا کہ ان کا وجود و عمل قدیم ہے اور اس خطاب سے کسی اسلامی فرقہ کی دل آزر دگی متصور نہیں ہے۔ اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ خطاب اب نیا تجویز ہوا ہے اور زمانہ قدیم میں کوئی خاص فرقہ اہلحدیث کے نام سے نامزد و مشہور نہ تھا ان ہی فقہاء مذاہب اربعہ کو اہلحدیث کہا جاتا تھا اور اب کسی فرقہ کو اہل حدیث کہنے میں دوسرے اسلامی فرقوں کے اہل حدیث ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو ان کی دل آزر دگی کا موجب ہو، وہ اسلامی تاریخ اور اسلامی مذاہب سے ناواقف ہیں اور غور و تامل سے کام نہیں لیتے۔

اس دعا کے ثبوت کے لئے ہم ہر دست تین دلائل پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ یہ خطاب ”ابوہریرہؓ“ ایک گروہ خاص کے لئے خود ان ہی مذاہب کے اکابر و اعیان نے (جسکا اس خطاب سے دل آزر وہ ہونا فرض و خیال کیا گیا ہے) تجویز کیا ہے اور اس خطاب سے پہلے فقہار مذاہب کو مراد نہیں ٹھہرایا ہے (جیسا کہ بعض نادان فقہوں کو وہم ہوا ہے) بلکہ ان فقہار کے مقابل میں ایک جداگانہ گروہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ پھر کنوینکشن و تصور ہے کہ اس خطاب سے انبی یا ان کے پیروان و تقلیدین کی دل آزر دہی ہوگی۔

اس دلیل کی تفصیل میں ہم چند کتب معتبرہ حنفیہ وغیرہ کی عبارات پیش کرتے ہیں۔  
فتاویٰ حامدیہ میں بذیل کتاب حدود و اور ر و المحتسب مطبوعہ مصر کی جلد ۳ میں تصنیف

۹۰ نقل کیا ہے کہ ابو بکر جو ربانی کے عہد میں امام ابو حنیفہؒ کے ایک پیروئے ایک ابوہریرہؓ کی بیٹی کا نکاح چاہا تو اس نے کہا تو اپنا مذہب حنفی چھوڑ دے اور نماز میں رفع الیدین اور امین بالچہ کرے تو میں تجھے لڑکی کا نکاح کر دوں گا اس نے ایسا کیا تو اس کا معاملہ شیخ ابو بکر جو ربانی کے سامنے پیش ہوا۔ تا آخر۔

حکمی از سچلاس اصحاب ابی حنیفہؒ  
خطب الی رجل من اصحاب الحدیث  
ابنت فی عہد ابی بکر ابو جریانی قالی الا  
ان یترک مذہبہ فیکرم خلف الامام  
یرفع یدہ عند الانحطاط ولخوذ لک  
فاجابہ فزوجہ فقال الشیخ بعد سئل  
عن ہذہ واطبق راسہ النکاح جائز۔  
(فتاویٰ حامدیہ ورحمۃ اللہ علیہ جلد ۳)

اور ر و المحتسب جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ کہتا ہے کہ علامہ اکمل کی شرح اصول بزودی

میں ہے کہ ہمارے اکثر ہم مذہب (حنفیہ) اور امام شافعیؒ کے اکثر پیرواسل مر کے قایل ہیں کہ جن چیزوں کی جواز یا حاکفست کی نسبت شرع کا کوئی حکم وار و نہ ہوہ مباح الاصل

وفی شرح اصول البزودی للعلامة الاکمل  
قال اکثر اصحابنا واکثر اصحاب الشافعی  
ان الاشیاء التي یجوز ان یرد الشرع  
بابا احتیاد وحرمتها قبل ودرہ علی الابلیۃ

وہی الاصل فیہا حتی ابیع لمن لم یبلغہ  
الشرع ان یا کل ما شاء والیہ اشار  
محمد فی الاکراہ حیث قال اکل المیتۃ  
وشرب الخمر لم یحرم الا بالانہی فجعل  
الایباحۃ اصلاً والحرمۃ بعارض  
الذی وہو قول الجبائی والی ہاشم  
واصحاب الطاہر قال بعض اصحابنا و  
بعض اصحاب الشافعی ومعتزلہ بغداد  
انہما علی الخضر قالت الاشعریہ وعامة  
اہل الحدیث انہما علی الوقف حتی ان من  
لم یبلغہ الشرع یتوقف ولا یتناول شیئاً  
(مرآۃ المختار جلد ۲ ص ۲۵۵)

میں ان کے نزدیک اس شخص کو جسکو شریعت  
نہ پہنچے سب کچھ کہا لینا مباح ہے۔ اسی کی طرف  
امام محمد کے اس قول کا کہ مرد اور خنیر کو  
شرع ہی نے حرام کیا ہے اشارہ پایا جاتا ہے  
انہوں نے سب چیزوں کو مباح الاصل قرار  
دیا ہے اور حرمت اشیا کو نہی شرع کو سب سے  
عارضی ٹھہرایا ہے یہی جبائی اور ابو ہاشم اور  
طاہریہ کا قول ہے اور ہمارے بعض اہل  
مذہب اور امام شافعی کے بعض پیرو اور بغداد  
کے معتزلہ قائل ہیں کہ اصل حکم چیزوں  
میں ممانعت ہے اشعریہ اور اکثر اہل حدیث کا  
مذہب توقف ہے وہ کہتے ہیں جسکو کسی چیز

کی نسبت شرع سے جواز کا حکم نہ پہنچے وہ اُسکے کمانے سے توقف کرے۔

یسا ہی حکم الثبوت کے متن اور حاشیہ منہیہ اور ملازمین کے حاشیہ مسلم میں  
تمام چیزوں کے اصلی حکم حرمت یا اباحت کی نسبت علماء کا اختلاف بیان کیا اور اس میں  
مذہب الحدیث کو مذہب حنفیہ و شافعیہ کے  
مقابلہ میں ذکر کیا ہے اس مقام میں حاشیہ  
ملازمین کی عبارت با ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔  
اہل سنت کا یہ اختلاف کہ اصلی حکم اباحت ہے  
جسکے عمل پر نہ ثواب ہو نہ عذاب جیسے اکثر  
حنفیہ و شافعیہ کا مذہب ہے مصنف لرحاشیہ

واما الخلاف المنقول عن اهل السنة  
ان الاصل فی الاحکام الاباحۃ ای  
لیس فی الفعل ثواب ولا فی التروک عقاب  
لما ہوا فی الاصل الاباحۃ فحدا اکثر  
الحنفیہ والشافعیہ قال الحاشیۃ منہم  
العراقیون قالوا والیہ اشار محمد فہم

بالقفل علی اکل المیتة وشرب الخمر فی الفعل  
حتی قتل بقوله خفت ان يكون آثمًا لان  
اکل المیتة وشرب الخمر لم یحرم الا بالنی فی فعل  
الایاحة اصلاً والحكمة بعامرض النبی  
کذا فی التقریرات فی او الاصل المحظ  
لما ذهب الیه ای الی المحظ غیرهم ای غیر  
اکثر الخفیة والشافعية قال فی المعاشیة  
منهم ابو منصور لما تریدی وضاجب  
الحدایة وهامة اهل الحدیث  
(جائز یہ مسئلہ الامتین)

مین کہا ہے کہ عراقی فقہاء حنفیہ اسی مذہب  
والان مین مین وہ کہتے مین اسی مذہب اباحت  
کی طرف امام محمد نے بھی اپنے اس قول مین  
اشارہ کیا ہے کہ جسکو مروار کھانے یا شراب  
پینے پر قتل سے کوئی ڈراوے اور وہ مروار  
نہ کھائے اور شراب نہ پیے تو مجھے خوف ہے  
وہ گناہگار ہوگا۔ کیونکہ مروار و شراب تو  
صرف حکم شرع سے حرام ہوئے مین اس  
قول مین انہوں نے اباحت کو اصلی ٹھہرایا  
ہے اور حرمت کو عارضی۔ یادہ اصل حکم

ممانعت ہے چنانچہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے سوا اور لوگ قائل مین۔ ان کی تفسیل میں مصنف  
نے حاشیہ منہیہ مین کہا ہے کہ انہی امام ابو منصور ما تریدی اور صاحب بدایہ مین اور  
اکثر الحدیث۔

(۶) اشباہ والنظائر اور دعویٰ شریع اشباہ والنظائر مطبوعہ کلکتہ مین بصفحہ ۱۰۰  
لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث نے کہا ہے کہ اصل حکم شریع کا حرمیت ہے ان کی  
دلیل یہ ہے کہ ملک غیر مین بلا اذن لوگو  
تصرف جائز نہیں ہے۔  
(۷) اشباہ والنظائر اور دعویٰ شریع اشباہ والنظائر مطبوعہ مصر کی

وقال بعض اهل الحدیث الاصل فیها المحظ  
وذلك لئلا ان التصرف من ملک الغير یغیر  
اذنہ لا یجوز۔  
(جمہوری شریع اشباہ والنظائر ص ۱۰۰)

کتاب الذباج مین بصفحہ ۳۵ لکھا ہے اگر  
کوئی مشرک کہے کہ تمکو اپنا (اہل سنت حنفیہ شافعیہ وغیرہ کا) سید ہے زاہد پر ہونا کیونکہ  
معلوم ہوا حالانکہ ہر ایک اسلامی فرقہ میں غائبی وغیرہ بھی دعویٰ کرتے مین اس کے

فان قلت ما وقفك على انك على صراط مستقيم  
وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت  
ليس لك بالادعاء والتشبه باستقلالهم  
الموهوم القاصر القول الزاعم بل بالنقل عن جماعة  
هذه الصنف علماء اهل الحديث الذين جمعوا  
الاحاديث في موطئ رسول الله صلى الله عليه وآله  
افعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة  
والمهاجرين والانصار الذين اتبعوه هم  
باحسان مثل امام البخاري ومسلم وغيرهما  
من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل  
المشرق والمغرب على صحة ما اوردوا في  
كتبهم من مود النبي صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه رضي الله عنهم

جواب میں میں کہوں گا کہ یہ بات صرف  
دعویٰ اور وہم کے ساتھ ترک کرنے سے  
نہیں ہے بلکہ اس امر کے پرکھنے والوں اور  
اہل حدیث کی نقل کی شہادت سے ہے  
جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم و صحابہ و تابعین کے احوال  
افعال و اقوال میں حدیثیں جمع کی  
ہیں۔

اور مآ علی قاری کی شرح  
فقہ اکبر میں ہے کہ از انجند  
ایک یہ مسئلہ ہے کہ مقلد کا وجود خدا  
کو بلا دلیل مانے (ایمان معتبر و درست  
ہے امام حنیفہ و سفیان ثوری و امام مالک و داؤد اعرجی و شافعی و احمد اور اکثر فقہاء  
اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ اسکا ایمان صحیح  
ہے مگر وہ مقلد ترک بدلیل کے ترک کر نہیں  
گناہگار ہے۔

اور ر و المنہار جلد ۳ میں صفحہ ۲۹۳

منہا ان ایمان المقلد الذي لا دليل عليه  
ابو حنيفة وسفيان الثوري ومالك وداؤد اعرجي  
والشافعي ائمة الفقهاء واهل الحديث  
وكن عاصرون الاستدلال الخ (شرح فقہ اکبر)

صفحہ ۹۰ شرح القدر ہے نقل کیا ہے کہ خوارج جو مسلمانوں کی غوزیزی اور

وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يقتلون  
وما من المسلمين واما هم وليقتل من الصحابة  
حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث

مالوں کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر  
بتاتے ہیں اکثر فقہاء اور اہل حدیث کے  
نزدیک باغیوں کے حکم میں ہیں بعض

حکم البغاة وذهب بعض اہل الحديث الى انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا علم احد اوافق اهل الحديث على كفيهم وهذا يقتضي نقل اجماع الفقهاء۔  
(رد المحتار ص ۲۹۳ وقت جلد ۲۰)

الحدیث کی کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہیں امام ابن المنذر فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان الہدیت کا اس تکفیر خوارج میں کوئی اور موافق وہم خیال گذرا ہو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کا عدم تکفیر راجع ہے۔  
(۱۱۱)

لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ينسقم وبه قال جماعة من اهل الحديث وحملوا عليه حديث ابى جعفر عن انس ما زال يقنت حتى فارق الدنيا اي عند النوازل (فتح القدير ص ۱۸۸)

اور فتح القدير جلد اول مکتوبہ لکھنو میں بصفحو ۸۰ (۱۱۱) کہا ہے کہ حوادث کے وقت نمازوں میں دعا قنوت پڑھنا برابر جاری رہا ہے اور منسوخ نہیں ہوا۔ اور اسی امر کی ایک جماعت الہدیت قائل ہے اور انہوں نے

حدیث انس کو کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہوئے اس قنوت حوادث پر محمول کیا ہے۔

اور بحوالہ الرائق کی جلد اول میں بصفحو ۶۴ (۱۱۲) کہا ہے کہ شرح نقایہ میں بحوالہ غایۃ بیان کیا ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی حادثہ واقع ہو تو امام جہری نمازوں میں دعا قنوت پڑھو اور یہی سفیان ثوری اور امام احمد حنبل کا قول ہے اور اکثر الہدیت کا یہی مذہب ہے کہ حوادث کے وقت یہی نمازوں میں

فی شرح النقایہ معنیاً الى النایة وان فرق المسلمین نازلة قنوت الامام فی صلوة الجہود وهو قول الثوری واحمد قال جمہور اهل الحديث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوة کما۔  
(بحر الرائق ص ۲۶۴)

سری ہوں خواہ دعا قنوت مشروع ہے۔

اور مستمل کی جلد اول میں بصفحو ۴۴ (۱۱۳) غنی مذہب میں بجز وتر دعا قنوت کا مسنون نہونا بیان کر کے کہا ہے کہ قنوت کا

ادھیل علی قنوت النوازل کما اختارہ

بعض اہل الحدیث انہ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام لم یزل یقنع فی النوازل  
(مسئلتی ص ۲۸)

ذکر حدیث میں ہے اس سے وہ قنوت مراد ہے  
جو عادت کے وقت پڑھا جاتا ہے چنانچہ  
اہل حدیث کا مذہب ہے۔

وقیل فی الکمل قد علمت ان هذا السم  
یقل بہ الا الشافعی وعزاه فی البحر الی  
جمہور اہل الحدیث مکان یتبعی عنہ  
الیہم لتلاویہم انہ قول فی المذہب  
(در المختار و طحاوی)

اور رد المحتار مطبوعہ مصر کی جلد اول میں صفحہ ۴۵۱۔ اور طحاوی مطبوعہ مصر کی جلد  
اول میں صفحہ ۴۴۴ کہا ہے کہ یہ جو مختار  
میں کہا ہے کہ بقول بعض یہی نمازوں میں  
(سری ہون خواہ جہری) قنوت پڑھتا ہے  
اس کے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول  
بھی حنفی مذہب میں ہے مگر یہ تو جان چکا ہو

کہ اس مسئلہ کا مجتہد شافعی کوئی امام قائل نہیں۔ اور بحر الرائق میں اس مسئلہ کو جمہور المجتہدین  
کی طرف منسوب کیا ہے اس صورت میں صاحب در مختار کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو امام  
شافعی اور المجتہدین کی طرف منسوب کرتا تا کہ اسکے کلام سے یہ وہم نہ ہو تا کہ یہ حنفی مذہب  
میں ایک قول ہے۔

العاشرۃ الاشارہ بالسباۃ کاہل  
المحدث (خلاصہ کیدانی)

اور خلاصہ کیدانی میں ہے نماز میں وسوان فعل مرام (حنفی مذہب میں)  
انکلی سے اشارہ کرنا ہے جیسے اہل حدیث  
کرتے ہیں۔

علامہ تقی زانی کی شرح خلاصہ کیدانی میں ہے رفع یدین اس محل میں جہاں  
رفع یدین کا حکم نہیں اس سے رکوع کے بعد قومہ میں  
رفع یدین کرنے کی جیسا کہ شافعی اور اہل حدیث  
کرتے ہیں نفی کرنا مراد ہے۔ کیونکہ وہی  
لوگ قومہ میں ہستینہ تک قبلہ کی طرف تھکھاتے

رفع الیدین فی غیر ما شرح  
اسرارہ نفی الرفع بعد رکوع فی القنۃ  
الی الصدق لہو القبلۃ لکما یرفع للادعاء  
(شرح خلاصہ کیدانی)

میں جیسے دھارمیں ابھاسے جاتے ہیں۔

یہ سوا کتب مذہب حنفی کی عبارتیں ہیں جن میں متوفی علما حنفیہ متقدمین و متاخرین کی اس امر پر شہادتیں ملتی جاتی ہیں کہ ان علماء نے ایک خاص فرقہ کو جو حنفی کہلاتا نہ تھا حنفی ہی کہہ دیا ہے اور حنفیہ و شافعیہ وغیرہ اہل مذاہب کے مقابلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ایسی ہی مینے موجودہ علماء حنفیہ ہندوستان و پنجاب کے (جن میں بعض علماء کا حنفی مذہب میں پیشہ ہونا تمام ہندوستان میں مسلم ہے اور بعض علماء کا پنجاب میں) شہادتیں حاصل کی ہیں۔ ان علماء کے نام نامی ہم تب ظاہر و مشہر کرینگے جب ان کے فتوے کی نسبت اور علماء حنفیہ کی بلا رو سے رعایت رائے حاصل کر لیں گے۔ اور ان کے انصاف سے تعصبی کا امتحان کریں گے۔ بالفعل صرف ان کا فتویٰ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

### سوال

المحدث قدیم ہیں یا جدید اور ان کا یہ خطاب فقہاء حنفیہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں مسلم رکھا ہے یا نہیں۔

### جواب

المحدث قدیم ہیں جبکہ اکابر امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہیں۔ اور یہ خطاب ان کے لئے ہمارے فقہاء مذاہب نے تسلیم کیا ہے اور اپنی پڑائی کتابوں میں ان کے حق میں استعمال کیا ہے شرح نقایہ۔ بحر الرائق۔ طحاوی۔ فتح القدیر۔ اشباہ والنظائر۔ مستملی وغیرہ میں بذیل مسئلہ فتوت نوازل۔ اور فتاویٰ حامدین میں بعض کتاب الحدود۔ اور طحاوی میں بذیل کتاب الذبیح۔ اور حاشیہ تہذیب میں بعض مسئلہ حکم قبل بخت۔ در والمختار۔ و شامی۔ و صراط المستقیم وغیرہ میں اس گروہ کو المحدث کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

ان شہادتوں کو پرکھ کر یا نہ کر موجودہ مسلمانان ہندوستان و پنجاب سے جو غالباً حنفی المذہب

بین ہرگز ممکن و متوقع نہیں ہے کہ وہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے پر دل آزر وہ ہوں اور ان کے اس خطاب میں اپنے اہلحدیث ہونے کی طرف اشارہ سمجھیں یہ ہوتا تو وہ اس خطاب کو اپنے لئے مقرر کرتے اور اپنے سوا کسی کو اہلحدیث نہ کہتے خصوصاً بالمقابلہ میں وہ اپنے آپ کو فقہاء و حنفی و شافعی کہتے ہیں اور اپنے مقابلہ میں ایک فرقہ کو اہلحدیث کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سہ کس ذاکس کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکھتا ہو یقیناً سمجھیں آسکتا ہے کہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے سے وہ اپنی قومیں نہیں سمجھتے۔

ایک شہادت اس مقام میں ایسے شخص کی پیش کی جاتی ہے جو نہ حنفی کہلاتا ہے نہ شافعی بلکہ عام مسلمانوں میں اسکا مذہبی خطاب کچھ اور ہی ہے و لہذا اسکی شہادت عام اہل اسلام پر مؤثر نہیں لیکن چونکہ اسکی رائے گورنٹ کی نظر میں وقعت و اعتبار سے دیکھی جاتی اور وہ ایک اسلامی رائے سمجھی جاتی ہے۔ لہذا اس کی شہادت اس مقام میں پیش کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔

وہ آزاہیل سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی میں جو اپنے رسالہ جواب اکثر میں صاف فرماتے ہیں کہ اہل حدیث اس گروہ پرانا کا نام ہے۔ جس سے وہ زمانہ تقریر مذاہب اربعہ میں مشہور تھے۔

## اصل کلام آزاہیل بھی ہے

مذہب اسلام ابتداء میں بہت سے برسوں تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشأ صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کی دوسری صدی میں جبکہ اسکے اصول کی نسبت علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اس کے چار فرقہ قائم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقوں میں سے جس کسی کے مسئلہ کو چاہیں پسند کریں اور اسکی پیروی کریں لیکن جب نبی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوئے

تو انہوں نے ایک حکم تمام مسلمانوں کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقوں میں کو  
کسی ایک فرقہ کی تمام سلوک کو قبول کر لیں چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکے خلاف کرتے  
تھے انکو سزا دی جاتی تھی چنانچہ اسی جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رائے کا اظہار سدود  
ہو گیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور شور ہوا مگر اس وقت میں بھی بہت سے آدمی ایسے  
تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہر اُن کی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند معتقد  
آدمیوں کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کریں اور ایسے لوگ اس زمانہ میں اہل حدیث کہلاتے  
تھے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے متفقہ تھے اور مندرجہ  
بالا چاروں فرقوں کے مسلمانوں کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکورۃ الصدرا اور زیادہ  
تشدد کے ساتھ جاری کیا گیا یہاں تک کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانوں کے مذہب کا  
ایک بڑا اصول ہو گیا اور پھر المحدث سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے  
لگے اور اصول شریع میں سچے مسلمانوں کے نزدیک وہ قابل طاعت قرار دیے  
گئے۔ غرض کہ تشدد کے شروع تک تمام مسلمان کی بھی حالت ایسی۔

اس شہادت سے بھی ہمارے دعویٰ کا جزا دل کہ ”اس گروہ کا یہ خطاب قریم ہے“  
جنوبی ثابت ہے گو اسکا جز ثانی کا کہ اس خطاب سے آزر و نکی دل آزر و کی متصور نہیں  
اس میں صیح ثبوت نہیں ہے

باجملہ اس بیان سے ہماری پہلی دلیل کی کافی تفصیل ہوئی اور یہ بات بخوبی  
ثابت ہو گئی کہ اس گروہ کا خطاب المحدث خود ان ہی لوگوں کے پُرانی اور نئے کتب  
مذہبی میں تجویز و تسلیم ہو چکا ہے جنکی دل آزر و کی کا اندیشہ و خطرہ نادانوں کے خیال  
میں گذرتا ہے۔ اور درحقیقت یہ خطاب ان کی دل آزر و کی کا باعث نہیں ہو سکتا  
اگر وہ اپنے کتب و مذہب کے پابند رہیں اور اپنے مقدادوں کو عزت و تسلیم کی  
نگاہوں سے دیکھیں۔

## دوسری دلیل

اہلحدیث کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہنا اس غرض و مراد سے نہیں کہ حدیث نبوی سے  
خاص کر ان ہی لوگوں کو تعلق ہے۔ دوسرے اسلامی گروہ حنفی شافعی وغیرہ حدیث کی  
سرکار نہیں رکھتے (جس سے ان گروہوں کی دل آزرگی متصور ہو) بلکہ ان کا  
اہلحدیث کہلانا اس نیت و مراد سے ہے کہ وہ زیادہ تر نقل و روایت حدیث سے  
مشغول رہتے ہیں۔ اور استنباط مسائل فقہیہ کی طرف توجہ کم رکھتے ہیں۔ اور ترجیح اقوال  
ایمہ مذاہب سے کام نہیں لیتے اور بلا واسطہ ایمہ مجتہدین ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں  
اور کسی ذہب حنفی شافعی کی طرف مستوی ہونے کو ضروری نہیں جانتے۔ جیسا کہ دوسری  
اسلامی فرقہ جو فقہاء اہل اہل سنت کہلاتے ہیں زیادہ تر استنباط و ترجیح سے مشغول  
ہوتے ہیں اور نقل و روایت حدیث کی طرف کم توجہ رکھتے ہیں اور حدیث پر بواستہ  
مجتہدین عمل کرتے ہیں اور مجتہدین کے اقوال سے ترجیح مسائل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے  
وہ اپنے آپ کو مجتہدین کی طرف منسوب کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے اور ان ہی القاب  
کو اپنا مذہبی خطاب ٹھہراتے ہیں۔ بجائے ان خطابات کے وہ اہلحدیث کہلانا نہیں چاہتے  
اور نہ کہلاتے ہیں۔

اس بیان کی تصدیق و تائید میں ہم ایسے شخص کی شہادت پیش کرتے ہیں جسکو  
ہندوستان کے سبھی اہل مذاہب سنیہ کیا اہلحدیث اور کیا حنفیہ وغیرہ اپنا مقتدا  
پیشوا سمجھتے ہیں اور ان کی تحقیق و کلام کو مستند خیال کرتے ہیں۔ وہ حضرت شاہ  
ولی اللہ محدث و فقیہ دہلوی ہیں۔ جو حنفی مآخذ ان میں ہوئے۔ اور فقہ و حدیث  
دونوں میں اعلیٰ رتبہ کمال کو پہنچے۔ اور اسی وجہ سے اہلحدیث و اہل فقہ دونوں گروہ میں امام  
تسلیم کئے گئے ہیں۔

اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں صفحہ ۵۲ سے صفحہ ۵۴ تک ایسی تقریر

کی ہے جو ہمارے بیان کے نقطہ بلفظ مصدق ہے بلکہ سچ پوچھو تو ہمارا کلام اسی بیان سے متفاوٹ ہے۔

ہم اس کلام کو اپنے ضخیمہ اشاعت السنۃ جلد اول کے متعدد نمبروں (۸-۹-۱۰) میں بتامز نقل کر چکے ہیں۔ اس مقام میں اپنی عادت عدم تکرار کے موافق اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں جن شائقین کو ملاحظہ تمام کلام کا شوق ہو وہ مجتہد البانہ ملاحظہ کریں وہ میسر ہو تو ضخیمہ اشاعت السنۃ نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مدوح بصفہ ۱۰۵ کتاب مذکور فرماتے ہیں۔ اہل حدیث و اصحاب الراہین فرق کا بیان۔ جو علماء سعید بن سب

باب الفرق بین اہل الحدیث و اصحاب الراہیۃ اعلیٰ انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن السیب و ابراہیم و الزہری و فی عصر مالک و سفیان و بعد ذلک قوم یکہون الخوض بالراہیۃ و ینابون الفتیاء و الاستنباط الا لضرۃ لا یجدون منها بدًّا او کان اکبر ہمہ مرایۃ حدیث رسول ﷺ x x x فوقہ شیعیۃ تدوین الحدیث و لا تدفی بلدان الاسلام و کتابہ الصحف و النسخ من حاجتہم لموقع عظیم فطاف من ادراک من عظامہم ذلک الزمان بلاد الحجاز و الشام و العراق و مصر و الیمن و الخراسان و

وزہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے و سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتویٰ کو پسند نہ رکھتے تھے۔ انکا خیال بہت اس طرف رہتا کہ جب کوئی ان کے سوال کرتا اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے ++ پہر احادیث کی تصنیف و تالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر علماء ملک حجاز۔ شام عراق۔ مصر۔ یمن کے شہروں میں پہنچے اور کتب احادیث ہم پہنچ کر تالیف کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثیں جمع ہوئیں جو پہلو نہ تھیں اور حدیث کی اسناد میں اس قدر کثرت

وجہوا لکتاب وتبعوا النسخ واجتمع  
 باہتمام اولئک من الحدیث والاثار  
 ما لم یجتمع لاحد قبلہم ونیسر لہم ما لم  
 یتسر لاحد قبلہم وخلص الیہم من  
 طرق الحدیث شئی کثیر حتی کان بکثیر  
 من الاحادیث عندہم ما یتفرق  
 فافوتھا وظهر علیہم احادیث صحیحۃ  
 کثیرۃ لم تظہر علی اہل التقوی من  
 قبل - \* \* \* \* \* فکان روس<sup>۱۵۴</sup>  
 ہوا عبد الرحمن بن مہدی و یحیی  
 بن سعید القطان و یزید بن ہارون  
 و عبد الرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ  
 و مسدد و ہناد و احمد بن حنبل و  
 اسحاق بن راہویہ و الفضل بن  
 وکین و علی بن المدینی و اقرانہم  
 و ہذہ الطبقة ہی البطار الاول من  
 طبقات المحدثین فرجع المحققون  
 منہم بعد احکام فن الراویۃ و معرفۃ  
 مراتب الاحادیث الی الفقہ فلم یکن  
 عندہم من الرائی ان یشیع علی تقلید  
 رجل من ماضی مع ما یرون من الاحادیث

ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سوتے سے ہم  
 پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ ہی  
 یا مشہور انکو معلوم ہوا اور ان کو بہت سی  
 ایسی حدیثیں صحیح معلوم ہوئیں جو پہلے اہل  
 فتویٰ پر مخفی تھیں \* \* \* \* \* اس  
 طبقہ کے سردار یہ لوگ تھے عبد الرحمن بن  
 مہدی - یحییٰ ابن سعید - یزید بن ہارون  
 عبد الرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ -  
 مسدد - ہناد - احمد بن حنبل - اسحاق بن  
 راہویہ - فضل بن وکین - علی بن مدینی  
 وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے طبقات سے  
 اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ  
 فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب  
 حدیث پہنچانے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ  
 ہوئے ان کے نزدیک فقہ اسکا نام نہ تھا  
 کہ کسی ایک شخص کی تقلید کیجاوے یا جو ویکہ  
 مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث  
 و آثار متناقضہ نظر آتے ہیں - پس وہ  
 کتاب اللہ و سنت رسول و آثار صحابہ و  
 اقوال تابعین و مجتہدین کے سبقتے اہل  
 ذیل تفحص کرنے لگے -

<p>(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن ناطق پاتے تو پھر کسی کی طرف توجہ نہ کرتے۔ اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن کا فیصلہ حدیث سے کرتے۔</p> <p>(۲) جب کتاب اسد میں کوئی حکم نہ پاتا تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لے لیا خواہ وہ حدیث فقہاء میں مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگوں سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول ہوئی خواہ نہ ہوتی جب وہ کسی مسئلہ میں حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی واجتہاد مجتہد (جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے جاتے۔</p> <p>(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال کو لیتے بلاخصیصہ اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گہر کے لوگ ہوں جیسا کہ ان سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔</p> <p>پس جس امر پر اکثر خلفاء و فقہاء کے اقوال متفق ہوئے اس پر اعتما ذکر کرتے اگر کسی امر میں علماء کا اختلاف پاتے تو ان میں جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ ہوتا اسکو قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ میں</p>	<p>والا تامل التناقض في كل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا يتبعون احاديث النبي صلى الله عليه وآله والصحابه والتابعين والمجتهدين على قواعد حكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في كلمات يسيرة كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كانا للقرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا سنة رسول الله صلى الله عليه وآله كان مستفيضاً دايراً بين الفقهاء او يكون مختصاً باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء هل بالصحة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلاف اثر من الاثام ولا اجتهد احد من المجتهدين واذا افرغوا جمد هم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثاً اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يفتيدون</p>
---	--

بقوم دون قوم ولا یلک دون بلاد  
 کما کان یفعل من قبلہم فان اتفق جمیع  
 الخلفاء والفقهاء علی شئ فهو القبح  
 وان اختلفوا اخذوا بحديثنا علمہم  
 داود رحمہم ورمہاوا اکثر ضبطاً او ما اشتهر  
 عنہم فان وجدوا شیئاً یستوی فیہ  
 قولان فی مسئلہ ذات قولین فان  
 عجزوا عن ذلك ایضاً تاملوا فی عمومۃ  
 الکتاب والسنتہ وایما عانتہما واقضتہما  
 حلوا نظیر المسئلہ علیہا فی الجواب  
 اذا کان متقاربین بادی الواش  
 لا یعتدون فی ذلك علوقاً عد من  
 الاصول ولکن علی ما یخص الی الفہم  
 ویثلج بہ الصدہ کما انہ لیس میزان  
 التواتر عدد الراۃ ولا حالہم ولکن  
 الیقین الذی یعقبہ فی قلوب الناس  
 کما بنہا علی ذلك فی بیان حال الصغۃ  
 وکانت ہذہ الاصول مستخرجہ  
 عن صنیع الاولی وتصریحاً بقہم۔  
 ۱۵۵  
 وکان ترتیب الفقہ علی ہذا الوجه  
 یتوقف علی جمع شئی کثیر من الاحادیث

روقول مساوی پائے اسکو و طرح کا  
 مسئلہ قرار دیتے۔  
 (۴) دور اگر ایسا مسئلہ بھی پائے تو کتاب  
 وسنت کے عموم و اشارہ واقضتہما وغیرہ  
 میں تامل کرتے پس جو نص سے سمجھ میں  
 آتا اس کی نظیر کو اس پر محمول کرتے اگر دونوں  
 کو باہمی الراس میں باہم ملتا جلتا دیکھتے  
 اسباب میں وہ قواعد اصولی پر بہرہ ور  
 نہ کرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان  
 پر اعتما کرتے چنانچہ تو اثر میں مار صدق  
 واعتبار راویوں کی کثرت اور عدالت  
 نہیں بلکہ طمانیت ولیقین قلب ہے جیسا کہ  
 ہم نے تفصیل حال صحابہ کے ضمن میں  
 بیان کیا ہے اور اس طور پر فقہ بنا نہایت  
 سی جہت احادیث و آثار پر موقوف ہے  
 یہاں تک کہ امام احمد حنبل سے کسی نے  
 پوچھا کہ فتویٰ دینی کے لئے انسان کو  
 ایک لاکھ حدیث کافی ہے یا آپ نے  
 فرمایا نہیں ہے آخر کہا گیا کہ پانچ لاکھ حدیث  
 کافی ہے۔ آپ بوسے ثمان امید کرتا ہوں  
 ایسا ہی کتاب غایۃ المذاق میں بیان کیا ہے

والا نأرجو حتى مثل احمد كفى للرجل مائة  
الف حديث حتى يقضى قال لا حتى قيل  
خمس مائة الف قال ابو بكر انى غاية  
المتقى ومراعاة الاقواء على هذا الاصل  
ثم انشأ الله تعالى خزانة اخر فطر واصحابهم  
قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد  
الفقه على اصولهم فتفرعوا الفنون  
الخرى كتميز الحديث الصحيح الجهم عليه  
بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن  
هارث بن يحيى بن سعيد القطان واحمد  
واسحاق واحزابهم وجميع احاديث  
الفقه التى بنى عليها فقهاء الامصار  
وعلماء البلدان من اهلهم وكما تحكم على  
كل حديث بما يستحقه من الشاذ والفاذ  
من الاحاديث التى لم يروها او طرقها  
التى لم يخرجوا من حديثها الا وابل مما فيه  
النصائل او علوسنن وراية فقيه عن  
فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك  
من المطالب العلميه - وهو لاهم  
التحري ومسلم وابوداؤد وعبد بن  
حميد والدارمي وابن ماجه وابويلى

اس سوانحى مراد ان اصول وقواعد کے  
موافق فتوى دینا ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا  
ہے۔

انکے بعد خدا تعالیٰ نے اور (محدث)  
لوگوں کو پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ  
ہم سے پہلے محدثوں نے حدیث کو جمع کر دیا  
ہے اور قواعد اہل حدیث کے موافق فقہ  
کی بناء بھی قائم کر دی ہے تو انہوں نے  
اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام  
کیا جیسے حدیث صحیح کو جبر اکابر الحدیث  
(امثال یزید بن ہارون و یحیی بن حمید  
واحمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ) کا  
اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و تمیز کرنا اور ان  
احکامی و فقہی احادیث کو غیر مجتہدین  
و فقہاء ربلاؤ نے اپنے مذہب کی بناء قائم  
کی ہے اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکو  
موافق حکم لگانا اور شاذ و نادر حدیثوں کو  
جسکو پہلوں سے روایت نہیں کیا یا انکی  
خاص اسنادوں سے تعرض نہیں کیا۔ اور  
ان میں اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ  
سے یا حافظ الحدیث کے حافظ الحدیث سے

والترمذی والنسائی والارقطنی المحکم  
والبیہقی والخطیب والدیلمی وابن عبد البر  
وامثالہم وكان اوسعہم علماً عندی  
والفہم تصنیفاً واشہرہم ذکرًا رجال  
اربعة متقاربون فی العصر الاول  
ابو عبد اللہ البخاری وثانیہم مسلم  
الیشاپوری وثالثہم ابو داود  
السجستانی ورابعہم ابو عیسی الترمذی  
\* \* \* \* \* وكان بازاء هولاء فی  
عصرہم الثالث وسفیان وبعدهم قوم لا یرو  
المسائل ولا یماہون الفتیاء ویقولون  
علی الفقہ بناء الدین فلا ید من  
اشاعته ویماہون رواية حدیث  
رسول صلعم والوفع الیہ حتی قال الشعبي  
علی من دون النبی صلعم احب الینا  
فان کان فیہم زیادة او نقصان کان  
علی من دون النبی صلعم وقال ابراہیم  
اقول قال عبد اللہ وقال علقمة احب  
الینا۔ وكان ابن مسعود اذا حدث  
عن رسول اللہ صلعم ترید وجہہ و  
قال هکذا او نحو هکذا او نحوه۔

روایت پائی جاتی ہے یا ایسے ہی اور علمی  
مطالب انکو بیان کرنا۔ وہ لوگ یہ آئمہ  
ہیں امام بخاری۔ مسلم۔ ابو داود۔ عبد  
بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلیٰ  
ترمذی۔ نسائی۔ وارقطنی۔ حاکم بیہقی  
خطیب (بغدادی) دیلمی ابن عبد البر  
اور ان کے امثال و اقربان ان سب میں  
سے ہمارے خیال بڑے وسیع العلم اور  
تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور مشہور  
چار شخص ہیں جو باہم قریب زمانہ تھے۔  
اول ابو عبد بخاری و دوم امام مسلم نیشاپوری  
تیسرے امام ابو داود السجستانی۔ چوتھے  
امام ابو عیسیٰ ترمذی۔ \* \* \* \* \*  
ان لوگوں کے مقابلہ میں امام مالک اور  
سفیان کے زمانہ میں اور ان کے پیچھے ایسے  
لوگ بھی ہوئے (جو استنباط و اجتہادی)  
مسائل نہانے اور فتویٰ دینے سے نہ ڈرتے  
اور یہ خیال کرے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد)  
پر ہے اسکی شاعت ضرور چاہیے اور آنحضرت  
سے حدیث کرنے سے ڈرتے شعبی کا قول  
ہے کہ آنحضرت سے دوسے کسی اور کا قول

× × × فوقہ تدوین الحدیث والفقہ  
والمسائل من حاجتہم بموقع من وجہ آخر  
وذالک انہم لیکن عندهم من الاحادیث  
والاثار ما یقدرن بہ علی استنباط  
الفقہ علی الاصول التی اختارہا اہل  
الحدیث ولم تنشرح صدہم للنظر فی اقوال  
علماء البلدان وجہہا والبعث عنہا واتہوا  
لنفسہم فی ذلک وکالوا اعتقد انی ائمتہم  
انہم فی دجۃ العلیام من التحقیق وکان قلوبہم امیل شی  
الی اصحابہم × × × فہد والفقہ  
علی قاعدۃ التخیج وذلک ان یحفظ کل حد  
کتاب من ہولسان اصحابہ واعرفہم باقوال  
القوم واصحہم نظر انی الذبحیم فیئامل فی  
کل مسئلۃ وجہ حکم فکلمہا شل عن شی  
واحتاج الی شی رائی فیما یحفظ من تصحیحات  
اصحابہ فان وجدنا بحواب فیہا والا  
نظر الی عموم کلامہم فاجزاه علی ہذہ  
الصورتی او اشارۃ ضمیمۃ کلامہم فاستنبط  
منہا ودرہا کان لبعض الکلام ایماء و  
اقتضاء یفہم المقصود ودرہا کان  
للمسئلۃ المصرح بہا نظیر یحل علیہا ودرہا

بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اس میں کمی بیشی  
بھی ہو جائے تو اسی (دوسرے) شخص پر  
ہوگی نہ رسول اللہ پر ابراہیم کا قول ہے کہ میں  
جواب مسائل میں صرف یہ کہہ دوں کہ عبد اللہ  
نے یوں کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے۔  
اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت  
کرتے آپکا چہرہ (کی) بیشی ہو جانے کے خوف  
سے (متغیر) ہو جاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے  
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکی اور کچھ ×  
× پس حدیث اور فقہ اور مسائل کی  
تصنیف اپنی حاجت کے مطابق اور طور سے  
ہوئے جسکا بیان یہ ہے کہ ان کے پاس حدیث  
و آثار تو اسقدر نہ تھے جس سے وہ اہل حدیث  
کے اصول پر مستنبط مسائل فقہ کر سکتے اور  
علمائے اہل حق میں نظر اور بحث کرنا انہوں نے  
پسند نہ کیا اس امر میں وہ اپنی نسبت بدگمان  
ہے اور اپنے آپکو اس امر کے لائق نہ سمجھتے اور اپنی  
ائمہ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑی  
عالی رتبہ تحقیق پر تھے۔ اور ان کے دل  
ان کی طرف بہت مائل تھے۔ × × ×  
انہوں نے اس قاعدہ ترجیح (بات سہاوت خالصی)

نظر دانی علت المحکم المصحح به بالتخریج  
 او بالیسر الحدیث فاداروا حکمہ علی  
 غیر المصحح به و رہا کان لہ کلامان  
 لواجتماع علی ہتھ القیاس لاقتزائی  
 او الشرطی انتجا جواب المسئلة و رہا  
 کان فی کلامہ ما ہو معلوم بالمثال  
 والقسمۃ غیر معلوم بالحدیث اجماع  
 المانع فیرجعون الی اهل اللسان  
 یتکلفون فی تحصیل ذاتیہ و ترتیب  
 حد جامع مانع لہ و ضبط مبہمہ تمیز  
 مشککہ و رہا کان کلامہم محتملاً لوجہین  
 فینظرون فی ترجیح احد الممحلین و رہا  
 یکون تقریب الدلائل خفیاً فیینون  
 ذلک و رہا استدلال بعض المخرجین  
 من فعل ائمتہم و سکوتم و نحو ذلک  
 فہبدا ہوا تخرج ویقال لہ القول المخرج  
 لفلان کذا ویقال علی مذہب فلان  
 او علی اصل فلان او علی قول فلان  
 جواب المسئلة کذا و کذا ویقال لہو کلام  
 المجتہدین فی مذہب و معنی ہذا  
 الاجتہاد علی ہذا الاصل من قال من

پرفقہ کی پٹری جامی تخریج کی صورت میں ہے کہ  
 کسی ایسے شخص کی جو اقوال یا اسباب ائمہ سے خوب  
 واقف ہو کتاب کو یاد کر لیا اور ہندوین حکم کو جو  
 سوچ رکھا پس جب کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اگر  
 اس کتاب میں ایسے کا صریح قول پایا تو اس کا جواب  
 میں پڑھ سنا یا نہیں تو کسی قول کے عموم کو  
 دیکھا اس میں وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اس پر وہ حکم  
 جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ پایا  
 تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال میں کہیں  
 اقتضار دیا یا رجحانی جاتی ہے جس سے  
 مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض سائل  
 کی نظیر لجاتی ہے جس پر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہو  
 اور کہیں علماء رائیہ کے کسی صریح حکم سے علت  
 نکالتے ہیں اور اس پر اس کی نظیر کو قیاس کرتے ہیں  
 اور بعضے الامون کے ایسے و قول پائے جاتی  
 ہیں جنکو بطور قیاس اقتزائی یا شرطی مانا ہے  
 جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کہیں مجتہد کی  
 کلام میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بطور مثال  
 معلوم ہوتی ہیں انہی پوری حقیقت و تعریف  
 مذکور نہیں ہوتی۔ پس اس مجتہد کے پیرو  
 علماء ان باتوں کے جاننے میں محاورہ اہل

<p>حفظ المبسوط کان مجتہدا ای وان لم لیکن لہ علم بروایۃ اصلا ولا یحدیث واحد فوقع التخیج فی کل مذہب کثر (حجة الله البالغة ص ۱۰۰ وغیرہ)</p>	<p>زبان کی طرف رجوع کر کے اپنی طرف سے بخلاف انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہیں اور ان مثالوں کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہیں اور کہیں ان کے اقوال و روئے کے متخلی ہوتے ہیں تو</p>
<p>وہ ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کہیں انکی دلائل کا بیان و سیاق ضمنی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تخریج کرنے والے اپنے امور ان کے فعل محکوت سے کوئی بات نکال لیتے و علی ہذا القیاس تخریج اسی فعل کا نام ہے اور بات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخج و نکالی ہوئی بات (کہا جاتا ہے) اور اسکو یوں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلا نے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسے کہا ہے کہ جسے کتاب مبسوط یاد کرنی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی ہو۔ اس طور پر تخریج سب مذاہب میں ہو چکی ہے۔</p>	<p>وہ ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کہیں انکی دلائل کا بیان و سیاق ضمنی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تخریج کرنے والے اپنے امور ان کے فعل محکوت سے کوئی بات نکال لیتے و علی ہذا القیاس تخریج اسی فعل کا نام ہے اور بات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخج و نکالی ہوئی بات (کہا جاتا ہے) اور اسکو یوں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلا نے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسے کہا ہے کہ جسے کتاب مبسوط یاد کرنی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی ہو۔ اس طور پر تخریج سب مذاہب میں ہو چکی ہے۔</p>
<p>و منها (ای مسائل ضلت فی ہوا دیہا الافہام و ذلت الاقدام و طفت الاقدام) انی وجدت بعضهم یزعمون ان ہذا لک فقتین لا ثالث لہا اهل الظاہر و اهل الرائی و ان کل من قاس و استنبط فہو من اهل الرائی کلا و اللہ بل لیس المراد بالکرا نفس الفہم و العقل فان ذلک لا ینفک من احد من العلماء ولا الرائی الذی لا یعتد</p>	<p>اور جناب مدوح اس کتاب میں بصرف ۶۶۶ فرماتے ہیں کہ جن ان مسائل کے جنہیں فہم چوک گئی اور قدم پہل گئے اور قلم تیر گئی میں ایک پسند ہے کہ میں بعض علماء کو اس خیال پر پایا ہے کہ اہل سنت کے بیان و وہی فرقہ میں اہل ظاہر اور اہل الرائے تیسرا کوئی فرقہ نہیں ہے اور جسے قیاس یا استنباط مسائل کیا وہ اہل الرائی ہو گیا۔ اور درحقیقت سجد ایسا ہرگز نہیں ہے اور رائے سے صرف سمجھ اور عقل مراد نہیں اس سے کوئی بھی عالم خالی نہیں اور نہ وہ</p>

اعلیٰ سنۃ اصلاً فانہ لا ینتقلہ مسلم  
التبۃ ولا القدرۃ علی الاستنباط  
والقیاس فان احد واسلم بل الشافعی  
ایضاً لیسوا من اهل الراۃ بالاتفاق و  
ہم یستنبطون ویقیسون بل المراد من  
اهل الراۃ قوم توجہوا بعد المسائل  
المجموع علیہا بین المسلمین او بین جمہور  
ہم الی الخیر جم علی اصل جل من  
المتقدمین فکان اکثر اہم حل النظیر  
اعلیٰ النظر والذالی اصل من الاصول دون  
تبع الاحادیث والاثار والظاہری  
من لا یقول بالقیاس ولا باتار الصحابۃ  
والتابعین کلاؤدوا بن حزم و بینہما  
المحققون من اهل السنۃ کا حد و  
اسلمتی۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶۶)

مراد ہے جو حدیث کی طرف مستند ہو ایسی رائے  
کو تو کوئی بھی مسلمان نہیں لے سکتا اور نہ  
استنباط و مسائل اور قیاس پر قادر ہونے کا  
نام رائے ہے۔ یہ رائے تو امام احمد و اسحاق  
میں بھی پائی جاتی ہے جنکو بالاتفاق اہل الراۃ  
نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اہل الراۃ سے وہ لوگ  
مراد ہیں جو اتفاقی مسائل کے بعد متقدمین و  
متاخرین سے کسی ایک امام کے اقوال سے  
شیخ مسائل کی طرف متوجہ ہوئے انکا کام غالباً  
یہ تھا کہ ایک چیز کا حکم اسکی نظیر سے نکالیں اور  
انکو اصول کی طرف رجوع کریں نہ کہ احادیث  
و آثار کی تلاش میں لگیں اور ظاہری سے وہ  
شخص مراد ہے جو نہ قیاس کا قائل ہو نہ آثار صحابہ و  
تابعین کا قائل ہو جیسے داؤد اور ابن حزم  
تھے ان دونوں فرقوں اہل سنت کے مابین  
تیسرے فرقے بھی تھے (جو احادیث و آثار سے بھی ترک  
کرتے اور قیاس و استنباط کے بھی قائل تھے)۔

اس بیان سے ہماری دوسری دلیل کی بھی پوری تائید و تفصیل  
ہوئی۔ اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہل حدیث کا "اہل حدیث" کہلانا اور دوسرے  
لوگوں کو اہل الراۃ کہنا اس معنی و مراد سے نہیں جس سے دوسرے لوگوں کا حدیث  
سے بے تعلق ہونا اور رائے محض غیر مستند حدیث پر چلنا مفہوم ہوا اور اس سے ان

لوگوں کی دل آزر دگی متصور ہو۔ بلکہ اس معنی و مراد سے ہے جسکو دوسرے لوگ بخوشی تسلیم کرتے ہیں اور ان ہی معنی کی نظر سے وہ اصحاب ظواہر کو اہل حدیث کہتے ہیں اور خود بڑی فخر کے ساتھ اصحاب الرائے کہلاتے ہیں۔

**ہماری دلیل دوم** اور اسکی مودیات کو ہماری غائبانہ دوست ایڈیٹر سراج الاخبار جلیلم غور سے ملاحظہ فرمادیں اور اپنی اس سوزنی سے جو سراج الاخبار مورخہ ۱۰ مئی ۱۳۸۷ء میں ظاہر کر چکے ہیں و در فرماویں آپے منصب ریفاہ میشن کو پیش نظر رکھکر دشمنوں کو دوست بنائیں دوستوں کو دشمن نہ بنائیں و لنعم ما قیل

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا  
دل دشمنان ہم نکر دندنگ  
ترا کے میسر شود این مقام  
کہ با دو تانست خلاف است جنگ

## تیسری دلیل

نام میں اگر وہ بامعنی ہو یہ دعویٰ کیسے نہیں ہوتا اس کے معنی سے کے سوائے کسی دوسری میں اپنے نہیں جاتے اور اسپر اس معنی کا اطلاق صحیح نہیں اس میں صرف یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اس معنی کو اس شخص سے جسکا نام مقرر کیا گیا ہے تعلق ہے گو دوسری سے بھی اسکا تعلق ہو۔

مثلاً کوئی اسلامی سوسائٹی اپنا نام محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مقرر کرے تو اس کا دعویٰ و مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سوسائٹی کو محمدی مذہب سے تعلق ہے یہ دعویٰ و مقصود صریحاً نہیں ہوتا کہ اہل اسلام کی دوسری سوسائٹیاں جو اس شہر یا ملک میں قائم ہیں انکو محمدی مذہب سے تعلق نہیں ہے۔

ہم اسے شہر لاہور میں اس وقت تین اسلامی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ انجمن اسلامی۔ انجمن ہمدردی اسلامی۔ انجمن حمایت اسلام۔ اول کا اپنے نام میں یہ دعویٰ نہیں کہ دوسری

انجمن اسلامی نہیں۔ دوسری کا یہ دعویٰ نہیں کہ باقی میں ہمدردی نہیں یسیری کا یہ دعویٰ نہیں کہ دوسری دو میں حماقت اسلام نہیں۔ ایسا ہی باقی باہم سے اسکا کو سمجھنا چاہیے \*

بھی وجہ ہے کہ نام اور وجہ تسمیہ کا تعریف کی مثل جامع و مانع ہونا ضروری نہیں سمجھا جاتا اور کسی نام کی نیت اگر وہ نام سے ہو کوئی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ جس چیز میں اس نام کے لئے پائے جاوین اس پر اس نام کا اطلاق ضروری ہے اور جس فرد سے میں وہ معنی پائے جاوین اس پر اس نام کا اطلاق جائز نہیں ہے۔

بنائے علیہ خطاب ”الہدیٰ“ کا قدیم ہونا اور خود کتب حنفیہ و شافعیہ میں بھی الہدیٰ مستعمل ہونا (جو دلیل اقل میں بیان ہوا ہے) تسلیم نہ بھی کیا جاوے اور اس فرق اور وجہ تسمیہ الہدیٰ کو جسکا ذکر دلیل دوم میں ہوا ہے نیز صحیح نہ سمجھا جاوے تب بھی یہ نام و خطاب دوسرے فرقوں کے الہدیٰ نہ ہونے کی طرف مشعر اور ان کی دل آزر دگی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس نام و خطاب کا مفہوم و مفاد صرف بھی ہوتا ہے کہ اس فرقہ کو حدیث سے کوئی تعلق ہے گو وہ تعلق دوسرے فرقوں کو بھی ہو۔ ان دلائل ثلاثہ سے ہمارے دعویٰ کا کہ ”الہدیٰ“ پرانا خطاب ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقوں کی دل آزر دگی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک جز بخوبی ثابت ہوا۔ پہلی اور دوسری دلیل سے دونوں جز۔ اور تیسری دلیل سے جز دوم۔ اب ہم اپنے ناظرین (خصوصاً اپنے علاقائی بہائی سنیہ حنفیہ سے) انصاف کے طالب و منتظر ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اہل اسلام کی حالت ضعف و لغزش پر رحم فرما کر اور تنازعات جزئیہ سے جو فریقین کے مابین و مابین عاقبت اندیش و کیلون کی جانب سے برپا ہو رہے ہیں نظر اڑھا کر ہمارے دعویٰ اور اسکے دلائل ثلاثہ سے اتفاق رائے کریں گے۔ اور اس اتفاق سے اس باب منازعت کو بند کرائیں گے \*

اس مضمون کی تحریر اور گروہ عاملین کے لئے خطاب الہدیت کی تجویز سے ہمارا مقصود صرف باہمی اتحاد و امن قائم کرنا ہے اور تباہی باللقاب کو (کہ ایک فریق دوسرے کو دہائی و لاندہب یا غیر مقلد کہتا ہے) اور وہ دوسرا اسکو لہابی و بدعتی) دور کرنا۔ اگر ہمارے علاقائی بہائی حنفیہ وغیرہ اتباع فقہار نے گروہ عاملین بالحدیث کے لئے خطاب الہدیت پسند کر لیا جیسا کہ ان کے اکابر آئمہ مذاہب نے تسلیم و تجویز کیا ہو اسے تو جانب ثانی سے بھی انکا لقب سنی حنفی یا شافعی جسکو وہ برطسے فخر کے ساتھ اپنا لقب ٹھہرتے ہیں بخوشی تسلیم کر لیا جائے گا۔ پھر نہ کوئی کسیکو دہائی و لاندہب یا غیر مقلد کہے گا نہ کوئی کسیکو لہابی و بدعتی۔ چنانچہ اسوقت فریقین ایک دوسرے کو ان ہی مکروہ و ناجائز القاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور فریقین میں امن و اتحاد قائم ہوگا اور ہر ایک فریق دوسرے کو اپنا بہائی سمجھے گا۔ اور ایک کا دوسرے کے مذہب سے بے جا مقابلہ موقوف ہوگا۔ فردعات جزئہ میں اختلاف رہا تو اسی صورت و پیرایہ میں رہے گا جیسا کہ سلف صالحین میں تھا۔

اس رفع نزاع اور وقوع اتفاق کا جو نتیجہ ظاہر ہوگا وہ مخفی نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ اہل اسلام دین و دنیا میں تختانی درجہ انحطاط کو پہنچ گئے ہیں۔ اور باہمی تنازعات کے سبب ان کے جان و مال تباہ ہو رہے ہیں۔ ایسی باہمی تنازعات اور ان کے انحطاط کا نتیجہ ہے کہ وہ اس وقت دوسری اقدام کی نظروں میں ذلیل و خوار ہیں اور بہت سی تکالیف کے زیر بار۔

مسلمانوں میں باہمی اتحاد و ہوتنا اور اس اتفاق کے ذریعہ سے انکی دین و دنیا کو سر و ج ہوتا تو کیا ممکن تھا؟ کہ وہ ہندوؤں کے ہاتھوں سے جوتیان کہا دین مارین جادین اپنی جو رو بیٹیوں کی بے حرمتی کر آئیں پھر وہی عدالتوں سے مجرم قرار پا کر جیل خانہ کو بھروسہ کرین۔ چنانچہ آج کل پنجاب و ہندوستان کے متعدد

شہر دن (ہوشیار پور - ٹوڈا ناہ - انبالہ - دہلی - آٹا وہ وغیرہ) میں  
ہو رہا ہے ۔

یہی ہی باہمی تنازع ہے جا کا نتیجہ ہے جس سے بانی اسلام نے قرآن کی اس آیت  
ولا تغنا ذلک عنکم ولا تغنوا عنکم ولا تغنوا عنکم (انفال رکوع ۷)  
میں جس میں ارشاد ہے کہ تم آپس میں جھگڑو  
تم بڑول ہو جاؤ گے اور تمہاری باؤ (عزت)

جاتی ہوگی ۔ اس کی پیشین گوئی کی ہے ۔ آج بھی اہل اسلام اپنا آپ سنبھالیں اور چھپے  
تنازعات سے بچاؤ فراہم کر ڈالیں اور فروعات جزیئہ سے منظر اٹھا کر اصل اصول اسلام  
کی نظر سے باہمی اتحاد پیدا کریں تو پھر ان کو دہی جمعیت دہی شوکت دہی عزت دہی ثروت  
حاصل ہو سکتی ہے ۔ جو کسی زمانہ میں مسلم تھی ۔

ان مضامروں میں ہمارے اخوان دین الہدیت اور جنتیہ غور و انصاف  
سے سوچیں تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے اس مضمون میں اور اسی قسم کے دوسرے مضامین  
صلح آمیز میں نزاع کریں ۔ اور ان کی تائید و تصدیق میں ایک آن بھی توقف کریں ۔ گو  
اس میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی یا پوین ۔

اسلام کی پولیٹیکل ہدائیٹون و تعلیمون سے وہ آشنا ہوں تو اس علمی یا  
مذہبی غلطی کو بھی بالائے طاق رکھ کر نظر مصاحت وقت و مقتضائے حالت ہماری  
اس قسم کی تجویزوں سے اتفاق کریں اور اس غلطی پر پہلو دوسرے وقت میں اور کسی  
اوپر پیرایہ میں متنبہ کریں ۔ مگر جب تک توفیق رفیق ہو یہ بات ان کے خیال میں  
کب آتی ہے ۔

ہمارے خیال میں ہمارے بہائیوں کو اس مضمون میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی بخالہ  
کی گنجائش نہیں ۔ اس مضمون میں جو دعوے ہیں اور اسکے دلائل یہ سب مسلمات ہیں اس  
لایق ہیں کہ وہ انکو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں ۔ اس مضمون میں انکا عذر ہی تو یہی ہے

کہ زمانہ حال کے اہل حدیث ان اہل حدیث میں داخل نہیں جنکا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے اور ہماری کتب مذہبی میں انکو اہل حدیث کہا گیا ہے۔ مگر یہ غدار ہمارے دعویٰ اور اسکو دلائل کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اس میں اہل حدیث زمانہ حال سے خاص کر بحث و تعرض نہیں ہوا۔

وہند اس عذر کا جواب ہمارے پچھلے مضمون اہل حدیث قدیم میں یا جدید یا لغویین سالہ نمبر (۱۱) (جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ برآن ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہیں جسکو آئندہ ”اشیو“ میں شائع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہوگا کہ اس میں ہمارے بہائیوں کو سر ہو مقال کی مجال نہ ہوگی۔

اس مضمون حال سے پہلے بات تو ثابت ہو گئی کہ اہل اسلام میں کوئی فرقہ اہل حدیث ہی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذاہب مشہورہ خصوصاً حنفیہ نے اپنی اور دیگر اہل مذاہب اربعہ کے مقابلہ میں اہل حدیث کو خطاب سے یاد کیا ہے۔ اور یہ خطاب کسی دوسرے فرقہ کے حق میں (اس میں اہل حدیث زمانہ حال اہل ہون خواہ خارج) استعمال کرنا انکی دل آزدگی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ وہو المدعا۔

### سیرۃ چشم آریہ

یہ کتاب لاجواب مولف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جو بعض تحریریں پر یو یو مصنف عالی مہبت نے ہماری پاس بھیجوائی ہے اس میں جناب مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم دید پر بمقام ہوسٹیاں پور ہوا تھا۔ اس مباحثہ میں جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں آریہ سماج کی کتاب (دید) اور اسکی تعلیمات و عقاید (تساخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے۔ ہم بجای تحریریں یو یو اس کتاب کے بعض مطالب نقل اصل عبارت دریاہیز کرتے ہیں۔ وہ مطالب حکم ”منک انت کہ خود ہوید کہ عطار بگوید خود شہادت دینگے

کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہی ہوگی  
مصنف باخبر کے مباحثہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے اس مقدمہ میں لکھتی ہے کہ کتاب  
فرمایا۔ سمجھا جاوے کہ جو لوگ شق القمر کے معجزہ پر حملہ کرتے ہیں انکے پاس صرف یہی ایک تہیاء  
ہے اور وہ بھی ٹوٹا ہوا ہے کہ شق القمر قوانین قدرت کے برخلاف ہے اس لیے مناسب معلوم  
ہو کہ اول ہم انکے قانون قدرت کی کچھ تفتیش کر کے پھر وہ تاریخی ثبوت پیش کریں جو  
اس قدر کی صحت پر دلالت کرتے ہیں سو جاننا چاہیے کہ نیچر کے مانتے والے یعنی قانون قدرت  
کے پیرو کہلانے والے اس خیال پر زور دیتے ہیں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہاں تک انسان اپنی  
عقلی قوتوں سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہیں دیکھ سکتا  
و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے چاروں طرف یہی نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز مادی  
یا غیر مادی جو ہم میں اور ہمارے ارد گرد یا فوق و تحت میں موجود ہے وہ اپنے وجود اور قیام  
اور ترتیب آثار میں ایک سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اسکی ذات میں پایا جاتا  
ہے اور کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔ قدرت جس طرح پر جبکا ہونا بنا دیا بغیر غلطی کے اسی  
طرح ہوتا ہے اور اسی طرح ہر گاہ پس وہی سچ ہے اور اصول ہی وہی سچے ہیں جو اس کے  
مطابق ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ ہم سب سچے ہو گئے ہیں اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ قدرت  
الہی کے طریقے اور اس کے قانون اسی حد تک ہیں جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آچکے  
ہیں اس کو زیادہ نہیں۔ جس حالت میں الہی قدرتوں کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری  
سلسلہ ہے جو اسی سے نظام کارخانہ الوہیت وابستہ اور اسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے  
لیے دروازہ کھلا ہوا ہے تو پھر کس قدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہ ناکارہ محبت پیش کریں کہ  
جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے بھی باہر ہے بلکہ جس حالت  
میں ہم اپنے مذہب سے اقرار کر چکے ہیں کہ قوانین قدرت غیر متناہی اور غیر محدود ہیں تو پھر  
یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آوے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر ہوگی

اسکو روکرین بلکہ خوب متوجہ ہو کر اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اسکو بھی داخل کر لیں اور اگر وہ ثابت نہ ہو تو صرف اتنا کہہ دیں کہ ثابت نہیں مگر اس بات کے کہنے کے ہم ہرگز مجاز نہیں ہونگے کہ وہ امر قانون قدرت سے باہر ہے۔ بلکہ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لیے ہماری ہر چیز و ہر چیز کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین انسانی و ادبی پر محیط ہو جائیں اور انسانی ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تمام کرے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ذوالیہ کی ایک قدر تین ظاہر کریں اور آئندہ اپنے ادبی زمانہ میں کیا کیا قدر تین ظاہر کرے گا۔ کیا وہ جدید و جدید قدر تون کے ظاہر کرنے پر قادر ہو گا یا کوہ کے بل کی طرح انہیں چند قدر تون میں مقید اور محدود رہے گا جسکو ہم دیکھ چکے ہیں اور جنہر ہمارا بخوبی احاطہ ہے اور انہیں میں بعض اور محدود ہو گا تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت و قدرت اور طاقت کو یہ مقید اور محدود رہنا کس وجہ سے ہو گا کیا وہ آپ ہی وسیع قدر تون کے دکھانے سے عاجز آئیگا یا کسی دوسرے قاصر نے اس پر جبر کیا ہو گا یا اس کی خدائی کو انہیں چند قسم کی قدر تون سے قوت پہنچتی ہے اور وہ کی قدر تون کے ظاہر کرنے سے اس پر زوال آتا ہے۔ بہر حال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدر تون کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اسکی قدر تون پر احاطہ کرنے کی امید کریں کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہو سکے تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدا انسانی و ادبی کی تمام قدر تون کا احاطہ کرے تو والا ہو گا بلکہ ایک بڑا ہیاری نقص یہ بھی ہے کہ اسکی قدر تون کے محدود ہونے سے وہ خود بھی محدود ہو جائیگا اور پھر یہ کہنا چاہیگا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ حقیقت اور کائنات ہے ہم نے سب معلوم کر لی ہے اور اس کے گہرا اور تہ تک ہم پہنچ گئے ہیں اور اس کلمہ میں جہد کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی پوری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے حاجت بیان نہیں سو ایک محدود زمانہ کے محدود و محدود تجارب کو پورا پورا

قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غور و تنہا ہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کو نئے  
 اسرار کہنے سے نہ اس پر جو جانا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے خدائے ذوالجلال کو  
 جیسا کہ چاہیے شناخت نہیں کیا اور جو اپنی فطرت میں نہایت منقبض واقعہ ہو سکے ہیں  
 یا شک کہ ایک کنوینین کی میٹڈک ہو کہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ گویا ایک سمندر نا پیدا کنار  
 پر انکو عبور ہو گیا ہے تمام خوش سیان عارفوں کی اور تمام جہتیں علم زدوں کی اس میں ہر  
 کہ خدا استقامتی قدرتوں کا کن رہ لایڈرک ہر مین یہ نہیں کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت عقلی  
 یا آزمائشی یا تاریخی کسی نئی بات کو مان لو کیونکہ اس عادت سے بہت سے مطلب پائیں کا  
 ذخیرہ اکٹھا ہو جائے گا بلکہ مین یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذوالجلال کی تعظیم کر کے اس کے نئے  
 کاموں کی نسبت (جو بہت باری محدود نظروں میں نئے دکھائی دیتے ہیں) بیجا ضد بہت  
 کرو کیونکہ جیسا کہ مین بیان کر چکا ہوں خدا تعالیٰ کی عجائب قدرتوں اور فائق حکمتوں اور  
 پیچ در پیچ اسراروں کے ابھی تک انسان نے بجلی حد سبب نہیں کی اور نہ آگے کو اسکی  
 لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی ہے کہ اس مالک المہاک کے ویرا لور اور بیدون کی ایک  
 چوٹے سے رقبہ زمین کی طرح پیمائش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احاطہ  
 کر نیکادوم مار سکے بچھے ان صاحب وطن لوگوں کے آگے منطقی دلائل کی حاجت نہیں  
 جو اپنے اوس پیارے ملک سے ولی محبت رکھتے ہیں کیونکہ مین جانتا ہوں کہ خود کو وہی بھی  
 سچی محبت یہ طریق ادب سکھاوے گی کہ ذات جامع الکمالات حضرت احریت کے  
 علم کے ساتھ اپنے محدود علم کو برابر جانتا اور اسکی ازلی ابدی قدرتوں کو اپنے مشاہدات  
 یا معلومات سے زیادہ نہ سمجھنا بہت برا اور نالائق خیال ہے جو ادب اور تعلیم اور عجب  
 اور عبودیت کی حقیقت سے نہایت دور پڑا ہوا ہے لیکن مین ان خشک فلسفیوں کو جو  
 عشق الہی اور اسکی بزرگ ذات کی قدر شناسی سے غافل ہیں جہاں تک بھلا وقت عقلی  
 دہی گئی ہے بدلائل شافیہ راہ راست کی طرف منہ پیرنا چاہتا ہوں کیونکہ مین دیکھتا ہوں

کہ انکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہو گئی ہے اور انکی حیا آزادی اور صنف ایمانی بہت ہی  
 برا اثر انکے ارادہ باطنی اور انکی دینی اولوالعزمی اور انکی اندرون حالت پر ڈال رہا ہے  
 اور عجیب طور پر انہوں نے منکالت کو صداقت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ پھر ان فلسفیوں  
 کی فہمائش کے لیے صفحہ ۴۵ فرمایا ہے۔ کہ قانون قدرت کو کئی ایسی شے نہیں ہے  
 کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدا تعالیٰ کے ان  
 افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا  
 تعالیٰ اپنی قدرتوں کے دکھانے سے تنہا نہیں گیا ہے اور نہ یہ کہ اس قدرت  
 نمائی سے بے زور ہو گیا ہے یا کسی طرف کو ٹھہک گیا ہے یا کسی خارجی قاصر سے  
 مجبور کیا گیا ہے اور مجبور آئندہ کے عجائب کاموں کو دستکش ہو گیا ہے اور ہمارے  
 لیے وہی چند صدیوں کی کارگزاری یا اس سے کچھ زیادہ سمجھ لو چھوڑ گیا ہے اس لیے سارے  
 عقلمندانہ حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسپین ہے کہ ہم چند موجودہ مشہور  
 قدرتوں کو جن میں ابھی صدیوں کا اجمال باقی ہے مجموعہ قوانین قدرت خیال نہ کر  
 بیٹھیں اور اسپر نادان لوگوں کی طرح ضد بحیرین کہ ہمارے مشاہدات سے خدا تعالیٰ  
 کا فعل ہرگز متجاوز نہیں کر سکتا کیونکہ یہ صرف احمقانہ دعویٰ ہے جو ہرگز ثابت نہیں کیا  
 گیا اور نہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ سمجھنا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہیں ہے مگر یہ آپ  
 کیونکر ہم سے تسلیم کراتے ہیں کہ سب خواص نیچر پر انسان محیط ہو چکا ہے کیا اوسے کوئی  
 دلیل بھی ہے یا نہ الحکم ہی سے سد نہہ بند کرنا چاہتے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجار  
 و مشاہدات جو آج تک قلمبند ہو چکے ہیں صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکھتی  
 کی جگہ نہ رہتی حالانکہ آپ لوگ بھی کہا کرتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے  
 کھلا ہے میں سوچ میں ہوں کہ کیونکر ایسی چیزیں کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصد ائت  
 بامیزان الحق ٹھہر سکتی ہیں جنکے اپنے ہی کو پر طور کا کشف میں ابھی بہت سی منازل

باقی ہیں اور اس سچ در سچ ممانے یا نہ ہنگامہ کو خیر ان اور سرگردان کر رہا ہے کہ بعض  
 میں سے خالق ہشیار کے منکر ہی ہو گئے (منکرین خالق کا وہی گروہ ہے جسکو سوسنٹھا  
 کہتے ہیں) اور بعض ان میں سے یہ بھی کہہ گئے کہ اگرچہ خاص ہشیار ثابت ہیں تاہم  
 وہی طور پر ان کا ثبوت نہیں پایا جاتا یا ان آگ کو بچھا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی رضی  
 یا سادی تاثیر سے کوئی چشمہ یا دیکھا اس خاصیت سے باہر آجاوے آگ کھڑی کو جلا دیتی ہے  
 مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجدات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے  
 کیونکہ ایسی عجائب باتیں ہمیشہ ظہور میں آتی رہتی ہیں جس کا یہ بھی قول ہے کہ بعض تاثیرات  
 ارضی یا سادی ہزاروں بلکہ لاکھوں برسوں کے بعد ظہور میں آتی ہیں جو ناوقت  
 اور بے خبر لوگوں کو بطور خارق عادت معلوم دیتی ہیں اور کبھی کبھی کسی زمانہ میں  
 ایسا کچھ ہو رہتا ہے کہ کچھ عجائبات آسمان میں یا زمین میں ظاہر ہوتے ہیں جو بڑے بڑے  
 فیلسوفوں کو حیرت میں ڈالتے ہیں اور ہر فلسفی لوگ ان کے قطعی ثبوت اور شائدہ سے  
 خیر و شر متقدم ہو کر کچھ نہ کچھ تکلفات کر کے طبعی ماہیت میں انکو گھسیٹ دیتے ہیں تا ان کے  
 قانون قدرت میں کچھ فرق نہ آجائے ایسا ہی یہ لوگ ادھر کی اودھر لگا کر اودھنی باقون  
 کو کسی علمی قاعدہ میں جبراً بٹھا کر گزارہ کر لیتے ہیں جب تک پر دہار مچلی نہیں دیکھی گئی  
 تھی تب تک کوئی فلسفی اسکا قائل نہ ہوتا اور جب تک متواتر دم گئے کھنٹے سے دم کٹے  
 کتے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقرار ہی نہ ہوا اور جب تک بعض  
 زمینوں میں کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ بجلی کہ پتھروں کو گہلا دیتی تھی مگر  
 لکڑی کو جلا نہیں سکتی تھی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ میں ہونا خلاف  
 قانون قدرت سمجھتے رہے جب تک اسپرٹ کا آلہ نہیں نکلا تھا کس فلسفی کو  
 معلوم تھا کہ عمل ٹرینیشن فویشن آف بلڈ یعنی ایک انسان کا خون دوسرے انسان  
 میں داخل کرنا قانون قدرت میں داخل ہے پہلا اس فلاسفر کا نام لینا چاہیے جو ایک

مشین لینے بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اس بجلی لگانے کے عمل کا قائل تھا۔

فلسفی و اچھتم حق میں سخت ناہینا بود۔ گرچہ بیکین باشد و یا بونعلی سینا بود۔

یہاں ہر جگہ اور ہمیشہ شاہدہ میں آتا ہے کہ جو لوگ خواہ مخواہ قانون قدرت کے پابند کہلاتے ہیں وہ اپنی رائے میں بہت کچھ ہوتے ہیں اگر دس بیس معتبر اور محنت عقلمند اور انکے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات ہنسی کے طور پر ہی بیان کر دیں مثلاً یہ کہہ دیں کہ ہم ایک پتر دار آدمی کو کچشم خود دیکھ آئے ہیں یا ایک پتھر میں سے شہد مترشح ہوتا ہے تو ہم نے دیکھا کیا بلکہ کہا یا ہے یا آسمان سے ہم نے پھول برستے دیکھے اور پھولوں میں سے سونا نکلا یا شاید کوئی واقعہ صحیحہ ہی پیش آوے جیسے آجکل کے بعض اخباروں میں شائع کیا گیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک میں ایک پتھر میں سن دہائی پر ساجس میں بڈیان ہی ملی ہوئی ہیں شاید ان کی ٹڈیاں میں جو چاند کے کرہ میں رہنے والے ہیں تو نے انور ایک فلاسفر صاحب کے دل میں ایک دھڑکا سا شروع ہو جا بلوگا تو یہ دھڑکا اور اضطراب اس کم محنت کا اس کے نقصان عقل اور خضم پر صریح شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اسکاٹن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت میں انسان کہی تردد نہیں کر سکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہ کہیں کہ تو زندہ نہیں بلکہ مرا ہوا ہے۔ تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سچی اپنی زندگی سے شک میں نہیں پڑے گا بلکہ بے ہوشاں ہونے کا مجمع ہی اپنے حلقی گراہوں سے اسکو اضطراب میں نہیں ڈالے گا کیونکہ اسکو اپنی زندگی پر پورا پورا یقین ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ فلسفہ میں جو واقعی داناہین وہ تجارب فلسفہ پر بہت ہی کم یقین رکھتے ہیں کیونکہ انکے معلومات وسیم ہیں اور انکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے۔

علامہ شارح قانون جو طیب حافظ اور بڑا بہاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے جو یونانیوں میں بہت قصبہ بہت مشہور ہیں جو بعض عورتوں کو چاہتے ہیں

عقیدہ اور ساتھ نہیں بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے بہر علامہ موضوعات بطور  
 رائے کے لکھتا ہے کہ یہ قصبہ اکثر ارب محمول نہیں ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف  
 افراد اور مہندب قوموں میں ایسے دعاوی ہرگز منہر نہیں پاسکتے ہیں اور نہ عورتوں  
 کو جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت میں اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کریں جو  
 سے اور یہی مہنتی کرانیں اور ہمیں اس بات پر پتہ نہ ہو کہ ناچا ہے کہ خواہ مخواہ ایسی تمام  
 عورتوں پر لانا کا الزام لگائیں جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں ستور الحار  
 گزر چکی ہیں کیونکہ طبی قواعد کے روسے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ کہ بعض عورتیں جو  
 بہت ہی نادرا وجود ہیں باعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ انکی مہنتی دروڑوں  
 قوت فاعلی والفعالی رکھتے ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سر جنش میں اگر خود بخود  
 حمل ٹھہر نیکا موجب ہو جائے تو میں کہتا ہوں کہ ایسے قصہ ہندون میں ہی مشہور ہیں  
 سورج منی اور چاند منی خاندان کے انہیں قصوں پر بنیاد پائی جاتی ہے۔  
 غرض یہ خیال ہندون میں بھی پرانا چلا آتا ہے یہاں تک کہ رک وید میں  
 لکھا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا تھا  
 اور ایسا ہی شمس و قمر سے ہی شرف آریہ کی پاک دھن لڑکیوں کو حمل ہوتا رہا ہے اب  
 ان قصوں اور کہانیوں کو جو بکثرت مختلف قوموں میں پائی جاتی ہیں یک مرتبہ درود  
 اور باطل سمجھ کر باہر اعتبار سے ساقط کر دینا چکنا چارہ طریق نہیں ہے ملک حق تو یہ ہے کہ اگر ان  
 قصوں کو انکے زواید سے الگ کر کے دیکھا جائے تو انکے نیچے وہی ایک دقیق خاصہ  
 علم طبعی کا چہا پ ہوا نظر آتا ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اس بات پر چند  
 نہیں کرنی چاہیے کہ اگر یہ بات کچھ حقیقت رکھتی ہے تو پھر عام طور پر کیوں وقوع میں  
 نہیں آتی کیونکہ اول تو یہ سوانح ایسے نادرا الوقوع نہیں ہیں جیسے آجکل کے نئے فلسفی  
 انکو خیال کر رہے ہیں بلکہ مختلف قوموں میں ان کے آثار مسلسلہ وار چلے آئے

ہیں اگرچہ چیم انیون مین نورف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش میں بیان کیے گئے ہیں لیکن  
یونانیوں اور آریوں کی کتابوں میں اس کی نظیر بہت پائی جاتی ہیں۔ اور حال کے  
زمانہ اور اس کے قریب قریب ہی بعض ممالک کی عورتیں حملدار ہو کر اب کچھ بیان کرتی  
رہی ہیں اب ان سب قصوں کی نسبت گو کسی منکر کی کسی ہی رائے ہو مگر صرف ان  
کے مادی الواقع ہونے کی وجہ سے سب دہیں کیے جاسکتے اور ان کے ابطال پر کئی  
دلیل فلسفی قائم نہیں ہو سکتی بلکہ اکثر دینی فلسفی (آسمانوں کے مانتے والے) اور انہیں پر  
سے اقل اطول اور ارسطو ہی اس بات پر متفق ہیں کہ حادث چیزوں کی مبادی  
آسمانوں کی حرکتیں اور ان کے مختلف دورے ہیں۔ اسی جہت سے علمی اور عقلی چیزوں  
کی حکم اور حال مختلف ہو ہیں اور اسی بنا پر ان کے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک  
دور میں ایسی عجائب چیزیں یا عجائب شکلوں کے جانور پیدا ہوں کہ نہ تو دورہ سابق  
میں اور نہ دور لاحق میں انکی نظیر پائی جائے غرض نا دور الظہور اشیا کا سلسلہ اس  
وضع عالم کو لازمی پڑا ہوا ہے۔ اور علامہ موصوف نے اس مقام میں ایک نظر بہت  
اسی عمدہ لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع میں ہونے کی وجہ سے باہم  
مناسب الطبع واقع ہیں مگر ہر ہی اذن میں سے بعض کو نا دور طور پر کبھی کبھی کسی زمانہ  
میں خاص خاص طاقتیں یا کسی اعلیٰ درجہ کی قوتیں عطا ہوتی ہیں جو عام طور پر دوسرے  
میں نہیں پائی جاتیں جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ میں  
تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہی اور بعض کی موت حافظہ  
یا قوت نظر ایسے کمال درجہ کو پہنچی ہے جو اسکی نظر نہیں پائی گئی اور اس قسم کے  
لوگ بہت نادر الوجود ہوتے ہیں جو صدہ یا ہزاروں برسوں کے بعد کوئی فرد ان میں  
سے ظہور میں آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور سے  
ہوا کرتی ہے اور یہی ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ میں جو باتیں کثیر الوقوع اور متواتر

الطہور ہوں وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہیں اور انہیں کی سچائی پر ہر  
 اعتماد ہوتا ہے اس لیے دوسرے امور جو نادر الوقوع ہوتے ہیں وہ بمقابلہ امور کثیر الوقوع کے  
 نہایت مضحل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دیکھائی دیتے ہیں اس لیے جو امور عام کیا بلکہ  
 خاص کو ہی ان کے درمیان شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں سو بڑی غلطی جو حکما  
 کو پیش آتی ہے اور بڑی بیماری ٹھوکر جو اون کو آگے قدم رکھنے سے روکتی ہے یہ ہو کہ وہ ہر  
 کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہیں ہوتے اور جو کچھ ان کے آنا  
 چلے آئے ہیں انکو صرف قصور اور کہانیاں خیال کر کے اپنے سر پہ سے ٹال دیتے ہیں حالانکہ یہ  
 قدیم سے عادت امر ہے جو امور کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع عجائبات ہی کہی کہی ظہور  
 میں آتے رہتے رہتے ہیں اسکی نظیر بہت ہیں جنکا حکمنا موجب تقویٰ ہے اور حکیم بقصر  
 نے اپنی ایک طبی کتاب میں چند چشم دید بیماریوں کا ہی حال لکھا ہے جو قواعد طبی اور تجربہ  
 طب کا روضہ سے ہرگز قابل علاج نہیں تھے مگر ان بیماریوں نے عجیب طور پر شفا پائی جسکی نسبت  
 انکا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے۔ اس جگہ ہم اس قدر  
 اور کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بات صرف نوع انسان میں محدود نہیں کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع  
 خاص کا اس میں سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکھیں تو یہ دوسرا سلسلہ ہر ایک نوع  
 میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً نباتات میں سے اک کے درخت کو دیکھو کہ کیا تلخ اور زہراک ہوتا ہے  
 مگر کبھی مد توں اور برسوں کے بعد ایک مٹم کی نبات اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیرین  
 اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدر میٹھی کو دیکھا  
 آیا ہو بے شک وہ اس نبات کو ایک اسطبعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزوں  
 میں بھی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور میں آ جاتا ہے۔ پھر اس مقدمہ  
 کو ختم کرنے کے بعد اصل اعتراض مخالفین کا جو حیرت افک قانون قدرت کے مخالف ہوتا  
 ہے یہ کہ قوت میں اس پر شہادت پائی نہیں جاتی۔ یہ پہلی عقلی جواب دیا ہے اور بحوالہ مقدمہ

اسکا قانون قدرت کے مخالف نہ ہونا ثابت کیا ہے اس کے بعد اسپرٹاریہ یعنی شہادت  
کا ثبوت دیا اور پھر ہم نے کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے عام اور  
علانیہ طور پر یہ دعوے مشہور کر دیا تھا کہ میرے ماتھے پر معجزہ شق الفرواقع میں آگیا ہے اور  
کفار نے اسکو بچشم حوزہ دیکھ ہی لیا ہے مگر اسکو جادو قرار دیا ہے اس دعویٰ میں سچے  
نہیں تھے تو پھر کیوں مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ میں تھے جنکو یہ خبروں کو بالیقارہ کی  
آواز سے پہنچ چکی تھی چپ رہے اور کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا  
کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا اور کب ہم نے اسکو جادو کہا اور اسکو قبول  
کے عوض پہرہ اور کیوں اپنے مرتے دم تک خاموشی اختیار کی اور سو نہ بند رکھا یہاں تک  
اس عالم سے گزر گئے کیا انکی یہ خاموشی جو انکی مخالفانہ حالت اور جو شش مقابلہ کے بالکل  
مخلاف تھی اس بات کا یقین نہیں دلاتی کہ کوئی ایسی سخت روک تھام تھی جسکی وجہ سے کچھ  
بول نہیں سکتے تھے مگر پھر ظہور سچائی کے اور کون سی روک تھام تھی یہ معجزہ مکہ میں ظہور میں آگیا  
تھا۔ اور مسلمان ابھی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تھے پھر تعجب یہ کہ انکے بیٹوں یا پوتوں  
نے ہی انکار میں کچھ زبان کشائی کی حالانکہ اونپر وجہ لازم تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ اگر  
افترا محض تھا اور صدہا کو سون میں مشہور ہو گیا تھا اس کے رد میں کتابیں لکھتے اور دنیا  
میں پھیل گئے اور مشہور کرتے اور جب کہ لاکھوں آدمیوں علیا بیوں عربوں یہودیوں مجوسیوں  
وغیرہ میں سرور لکھنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تھے وہ علانیہ شہادوں  
آدمیوں کی رو برو چشم دید گو اسی دیتے رہے جسکی شہادتیں آج تک اس زمانہ کی کتابوں  
میں مندرج باقی جانی ہیں تو یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر شاہد  
کر چکے تھے اور رد لکھنے کے لیے کوئی ہی گنجائش باقی نہیں رہی تھی اور یہی بات تھی  
جس نے انکو منکرانہ مشورہ غوغا سے چپ رکھا تھا سو جب کہ اسی زمانہ میں کثرت مغلوطات  
میں شق القمر معجزہ شیعہ ہا گیا مگر ان لوگوں نے غلبت رنہ ہو کر اس کے مقابلہ پر دم

بھی نہ مارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق القہ کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی کیونکہ اس بات کا جواب مخالفین اسلام کے پاس کوئی نہیں کہ جس دعویٰ کا رد انہیں ضرور کرنا چاہیے تھا اور انہوں نے کیوں نہیں لکھا انحضرت کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہیں تھے تاہم عذر پیش کیا جائے کہ ایک فقیر صلح مشرب جس نے دوسرے مذہب پر کچھ جملہ نہیں کیا چشم پوشی کے لائق تھا بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تھے اس صورت میں مطلق طور پر چوبش پیدا ہونے کے موجبات موجود تھے۔ ماسوا کہ یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شق القمر چوبش کی سیڑ سے کچھ زیادہ نہیں تھا ہر ایک دلالت کے لوگ اطلاع باجاہلین کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدری تفاوت اور کسی جگہ مطلع ماصاف اور پرغبار ہونا اور کسی جگہ ابر ہونا ایسا ہی کما اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ سرفوت آسمان کی طرقت نظر لگائی ہے بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کرنا اور بعض مومنون میں اندیشہ کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پندون کی سبب کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے مہا بہارت کو دہرم پر بیان پاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھیل گیا تھا اور وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے پسوا متھرا کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہا بہارت و غیرہ پڑان کچھ قدیم اور پڑائے نہیں ہیں بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو اور نو سو برس مہا ہے اب قرین قیاس

ہے کہ مہاراجہ ہند یا اسکا واقعہ بعد شامہ واقعہ شوق القمر جو مجوزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا  
 لکھا گیا اور بسواصتر کا نام صرف بیجا طور کی تشریف پر چیا کہ قدیم سے ہندوؤں کی اپنی  
 بزرگوں کی نسبت عادت ہو درج کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت  
 ہندوؤں میں مولف تاریخ و شفقہ کی وقت میں بھی بہت کچھ پہلی ہوئی تھی کیونکہ اس نے  
 اپنی کتاب کے مقالہ یار دوم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے  
 کہ شہر دھار کہ جو قبل دریا کے پہنچل صوبہ مالوہ میں واقع ہے اب اسکو شاید دھار انگری  
 کہتے ہیں دان کاراجہ اپنے محل کی چہت پر بیٹھا تھا ایک باہرگی اوس نے دیکھا کہ چاند  
 دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر ملکیا اور بعد تفقیش اس راجہ پر کہل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہو گیا اس ملک کے لوگ اوس کے اسلام کی وجہ یہی  
 بیان کرتے تھے اور سرگرد نواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا جس  
 بنا پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا۔ تہہ حال جب آریہ دیس کے راجوں  
 تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبوں کے مہاراجہ تہہ میں درج بھی ہو گئی  
 اور ہڈت دیا نند صاحب پر انون کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانون  
 قدرت کی حقیقت بھی کہل چکی تو اگر اب بھی لالہ مرلید پر صاحب کو شوق القمر میں کچھ  
 مائل باقی ہو تو انکی سمجھ پر ہمیں بڑے بڑے ہندوس ہیں گے۔

پہلے صفحہ ۸۸ آریہ کے اصول تنازع پر دل چسپ بحث کی ہے پھر صفحہ ۹۱  
 سے ۱۰۰ تک آریہ کے اصول اعتقادات اور دین کی تعلیمات کے صحیح نہ ہونے پر بحث کی ہے  
 جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے

جو صاحب ان مباحث سو حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ اصل کتاب قیمتی عماد جناب  
 مصنف کے برتاوہ یا نسیع گورداس پور میں مقیم ہیں طلب فرما کر ملاحظہ فرمادیں۔  
 اور حمیت و حمايت اسلام تو بھی ہیں ہے۔ کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس

دس دین میں سے جو خرید کر ہندو مسلمانوں میں تقسیم کرے۔ آمین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہبِ آریہ کی برائی زیادہ شدید پائیگی۔ اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیوں کو جو اسلام کے مقابلہ میں وہ کرتے ہیں روک ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت سے دوسری تصانیف مرزا صاحب سراجِ منیر وغیرہ کے جلد چینی اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی۔

تیسرے سنا ہے کہ ہفت تک سراجِ منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی مرزا کے سبب مرزا التوا دین ہے اور اس کے مصارفِ طبع کے لیے آمدِ قیمت سیرۂ ختمِ آریہ کا انتظار ہے۔ چھ بات یہ ہے تو مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت میں تمام جہان کے اہل مذہب سے مقابلہ کے لیے وقف اور فدا ہو رہا ہے پھر اہل اسلام کا اس کاظم کی مالی معاونت میں یہ حال ہے۔ شاید ان خام خیالوں کو یہ خیال ہو گا کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائداد حبوا انہوں نے مخالفینِ اسلام کو مقابلہ پر الغامہ دینے کے لیے رکھا ہوا ہے فروخت کر کے صرف کر لین تو بیچ کر وہ انکو مالی مدد دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور یہی منوس کے لائق ہے۔ اس منوس پر بھی انکا یہی حال رہا اور انہوں نے بہت جلد سیرۂ ختمِ آریہ کو ہاتھ لیا تاہم انہا کے مصارفِ طبع سراجِ منیر کے لیے روپیہ بھیانک کر دیا تو ہم کو ان کے حال پر ہنسنا بہانا پڑے گا۔ اے خدا تعالیٰ تو ایسا نہ کر مسلمانوں کو دل بہت سماعت ہمدردی عطا فرما آمین ثم آمین۔

بقیہ مضمون

## نفس و تہاجر

(جو نمبر تین میں ناقص رہا ہے)

یہ بات محتاج ثبوت نہیں ہے کہ نفس و تہاجر باہمی تراحم کے مخالف ہی جیسا کہ اس آیت (نمبر ۴) میں معنی ارشاد ہے۔

(۵) اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ”خدا کو پوجو اور اس کا شریک کسی کو نہ بناؤ“

واعبدوا اللہ ولا تشربوا ابہ شیئاً بالوالدین  
احساناً و بذی القربى و المیتى و المساکین و الجار  
ذی القربى و الجار الجنب المصاحب بالجنب و  
ابو السبیل و ما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب  
کان محنتاً لا یخونکم (سلسلہ ص ۷۷)

اور قرابت والوں - اور یتیموں - اور  
مسکینوں - اور مساکینوں سے خیر دیکھا  
ہوں اور جو دور ہوں اور مسافروں  
اور غلاموں سے شکوہ نہ مالک ہوں  
کر و خدا ان سے خوش نہیں جو شکریہ

ہو اور بخیر کرے۔

یہ حکم احسان ایسا عام ہے کہ ناقابل ایل یا ن ترا تینوں و ہمایوں وغیرہ کے  
علاوہ کفار ہمایہ و قرائتین وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے و محتاج  
بیان نہیں ہے کہ تہاجر اس احسان کے مخالف ہی کیونکہ خوش خلقی سے کلام کرنا و  
خندہ پیشانی سے ملنا احسان کا اولی درجہ ہے۔

اس قسم کی بیسیوں عموماً قرآن میں جن سے عموماً اہل ایمان کے ساتھ (جن میں  
گنہگار مومن بھی داخل ہیں) پر احسان کا حکم ہے جو نفس و تہاجر کے صریح مخالف ہے  
اور اس مضمون کی احادیث نبوی و آثار سلفی بہت ہی کثرت سے وارد  
ہیں اور انجیل و تہاجر و احادیث و آثار کی نقل پر اقتصار کیا جاتا ہے۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ اوپر رحم نہ کرے  
عَنْ جَبْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ  
لَا يَرْحَمُ النَّاسَ - (بخاری ص ۱۶۹ مشکوٰۃ ص ۲۱۳ مسلم) کرتا۔

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ رحم والوں پر رحم کرتا  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَرْحَمُ اللَّهُ الرَّحْمَنَ الرَّحِيمَ مَنْ رَحِمَ مَنْ رَحِمَ اللَّهُ رَحْمَةً كَرِيمَةً  
فِي السَّمَاءِ - (ابوداؤد ص ۳۱۹ ترمذی ص ۵۱ جلد ۲) آسمان میں ہے۔

اس مضمون کی احادیث اور بہت بہین جنہیں عموماً خلق خدا پر رحم کا حکم ہے کسی مسلمان  
سے اسکی خصوصیت نہیں ہے بلکہ جس رحم کا ان احادیث میں ذکر ہے اس رحم کے  
مستحق زیادہ قریبی لوگ ہیں جو گناہوں کی بدلا میں مبتلا ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ نصف  
تہاجر اس رحم کے مخالف ہو جو رحم کا مقتضی ہے کہ انکو پیار سے ملین اور ملاحظت سے  
انکو گناہوں سے نکالین۔ نہ انکو مطرود اور مردود رہی دین۔ پس جو کسی مبتلا گناہ (مضبوط)  
مسلمان گنہگار) سے نصف اختیار کر کے بے پرواہ ہوا اس پر ترس کہنا کہ اسکی ہریت  
کا طالب ہو ان احادیث کا حیرت خلافت کیا۔ اس سبب انکا پر اسید شیخ کا قول (نمبر ۱۶) پر نقل کیا

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو مومنوں کو باہم رحم و محبت  
عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ كَمَثَلِ  
الْجَسَدِ إِذَا شَتَّى أَعْضَاؤُهُ لَهْ سَاوَى الْجَسَدِ بِالسَّحَرِ  
الْكُفَى - (بخاری ص ۱۶۹ مسلم ص ۳۲۱ جلد ۲) جس کا ایک عضو دیکھے تو تمام

جسم اسکی بھر دی میں بے خرابی و بخار میں شریک ہوتا ہے۔

پہلی دو حدیثیں عموماً خلق خدا پر رحم کو واجب کرتے ہیں اور یہ حدیث خاص کی بیوقوف

(جنین ال معاصی ہی شال میں اور وہ زیادہ تر رحم کا محل میں) کو باہم رحم دہا کرنا درست کرتی ہیں اور باہم بغض و ہتا جو سے مانع ہیں۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شے اوپر (مسلمان) بہائی سو ترک کلامی حلال نہیں ہے۔ ایک دوسرے کو لٹا ہے تو ایک اور سو نہ پہنچتا ہے دوسرا اور ہر آن دو ان سے اچھا وہ ہے جو پہلے سلام کرے

عن ابی جریب لا ضاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حدان فی جہنم احدا فوق ثلث لیل الیقینان فی عرض ہذا رجوع من ہذا وخیں ہما الدنیا بالسلام (بخاری مسند جلد ۱۲ ص ۱۲۹)

ایک روایت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے تین دن سے اوپر ترک کلامی کی اور وہ مر گیا تو آگ میں داخل ہوا۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہجر فوق ثلث فانیخل النار (احمد و ابوداؤد و ترمذی ج ۲ ص ۳۱۴)

اور ایک روایت میں فرمایا ایک برس تک بہائی سو ترک کلامی کرنا ایسا ہے۔ جیسے اس کی خزن ریزی کرنا۔

عن ابی حنبلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہجر احدا سنۃ فہو کسفل منہ (ابوداؤد و ترمذی ج ۲ ص ۳۱۴)

(۵) اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ظن سے بچو ظن بڑی جہنمی بات ہو اور کسی کی نیکی اور بدی تلاش نہ کرو اور کسی کو ضرر دینے کے لیے کبھی چیز کے دام نہ بڑھاؤ اور آپس میں صد عداوت قطع کلامی (یا بدگویی) نہ کرو اور خدایے بندے آپس میں بہائی

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحسوا الظن فان الظن اکذب الحدیث لا تحسوا فلا تحسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تباروا او کونوا عباد اللہ اخوانا بخاری جلد ۱۲ ص ۱۲۹ مسلم جلد ۱ ص ۱۲۹

مہو جاؤ۔

(۶) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا نے حکم بھیجا ہے

عن عیاض قال قال رسول الله صلی علیہ وسلم  
قال ان الله اوجی الی ان ذوا الضعوف حتی  
لا یفر احد علی احد ریاض الصالحین  
(مسلم جلد ۲)

کہ تم آپس میں فروتنی اختیار کرو اور ایک  
دوسرے پر غرور نہ کرے یعنی اپنے آپ کو  
اس سے اچھا نہ سمجھے

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے بہشت میں بنجائے گاجس کے دل میں ذرہ کی برابر تکبر ہوگا۔ کسی نے عرض

عن ابن مسعود قال قال رسول الله  
علیہ وسلم لا یدخل الجنة من كان  
فی قلبه مثقال ذرۃ من کبر فقال  
رجل ان الرجل یحب ان ینکون ثوبه  
حسنا وعلیہ حسنا قال الله تعالیٰ خلیل  
یحب البہمال الکبر بطراحتی وغطت الناس  
تومدی جلد ۲ و مشکوٰۃ ص ۲۴ و مسلم ج ۲

کیا یا رسول اللہ یہ تو سب کوئی چاہتا ہی  
کہ میرا کپڑا اچھا ہو اور میری جوتی اچھی ہو  
آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ یا جمال ہو و جمال  
(خوب صورتی) کو پسند کرتا ہی نہیں خوبصورتی  
تکبر نہیں ہے تکبر یہ کہ حق کے سامنے  
اتراوین اور لوگوں کو حقارت سے  
دیکھیں

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہی

من الی ہريرة قال قال رسول صلی علیہ وسلم  
المسلم اخو المسلم لا یخونہ ولا ینکذب  
ولا یخذلہ کل المسلم علی المسلم حرام  
عرضہ مالہ ودمہ التقویٰ ہما بحسب  
المرء من الشرائع یحقرا خاء  
(مسلم و ترمذی ص ۱۵ جلد ۲)

نہ وہ اس کی خیانت کرے نہ اسی سے  
جھوٹ کہے نہ اس کو ذلیل کرے مسلمان کا  
مسلمان پر سہی کچھ (اثر و خون اڑال)  
حرام ہے پرہیزگاری کا محل دل ہی انسان  
کو بڑا برہمن ہونے کے لئے یہی کافی ہے  
کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھو

اور یہ بات طاہر ہے کہ جو شخص کسی گناہ کے سبب دوسرے کو برا جانتا ہے اور  
اس کو برا سمجھ کر اس سے ترک کلامی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس کی بہتر جاننا ہی اور

اور اس پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اسکی مثل کسی گناہ کا مرتجب سمجھو تو اسکو ایک گناہ کے سبب مطلقاً برا نہ جانے اسکو اپنی مثل مبتلا گناہ سمجھ کر ترس کہائے اور پیار کے ساتھ شکو گناہ سے ہٹائے۔ حضرت مہج علیہ السلام کا قول جو نمبر (۲۱) پر منقول ہو گا ہمارے اس بیان کا بھی پورا موید ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باسلف صالحین نے کسی سے کسی گناہ کے سبب ترک کلامی کی ہے تو فخر و تکبر سے نہیں کی اور نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شخص ایک گناہ کو سبب مطلقاً برا ہو گیا ہے اپنی ترک کلامی صرف فی نفسہ و نہ ہر اثر تھیں چنانچہ ان احادیث کے جواب میں اسکی تفصیل ہو چکی ہے

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چہرہ حق ہیں مے تو سلام کرنا۔ دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرنا۔ کچھ پوچھے تو

خیر خواہی کی بات کہنا۔ چھینک مار کر حمد کہے تو رحمت کی دعا دینا۔ بیمار ہو تو دیکھ پوچھنا۔ مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست اذا لقته فسلم علیہ واذا عطش فحمد للہ فسمتہ واذا مرض فعدہ فادامات فابتعدہ (مسلم ملا جلد ۱)

ان احادیث میں جو مومن اور مسلم

کا ذکر اور اس کے حقوق کا بیان ہے یہ گناہگار اہل ایمان کو بھی اپنے عموم سے شامل ہے جو شخص گناہگار اہل ایمان کو مذہب خارج کا مقلد ہو کر دایرہ ایمان و اسلام کے خارج کر دے یا مذہب معتزلہ کے موافق انکے ایمان میں توقف کرے وہ ان دلائل کتاب و سنت کا جواب دے جسکو ہم مضمون ”کفر و کافر“ میں مضمون جلد چہارم بیان کر چکے ہیں

(۱۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کسی نیکی کو ہٹا دینی تو پورا نہ سمجھو اور نہ دین قوی ہے

عن ابی ذر قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سہی کہ اپنے بہائی (یعنی مسلمان) کو

لا تحقرن من المعروف شيئاً ولو ان تلقى  
اخاك بوجه طلق صحيح مسلم جلد ۲

خندہ پیشانی سے ملو۔

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس ایک شخص نے حاضر ہونا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اون دیا اور اس کے  
آنے سے پہلے فرمایا کہ یہ شخص بُرا ہے  
جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا تو آپ نے خندہ پیشانی  
اور خوش خلقی سے اس سے بات کی وہ  
چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا  
کہ اسے حضرت پہلو تو آپ نے اس کی  
نبت ایسا کہا اور جب وہ آیا تو اس سے  
خندہ پیشانی دینا ہوا ہے خطاب فرمایا۔  
آپ نے جواب دیا کہ اسے عائشہ  
تو نے مجھے بد خلق یا بد گو کہ پایا ہے  
قیامت کے دن سب سے جبرے درجہ  
میں وہ شخص ہو گا جس کو روکنا سکھائی یا

عن عائشة ان رجلا استاذن على  
النبي صلى الله عليه وسلم فقال انك  
له فبس اخو العشرة فلما جلس  
تطلق النبي صلى الله عليه وسلم في وجهه  
وامسك اليه فلما انطلق الرجل قالت  
عائشة يا رسول الله قلت له كذا وكذا  
ثم تطلقتني وجهه فامسك اليه  
فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
متى عاهدتني فاشان شر الناس  
عند الله منزلة يوم القيمة من تركه  
الناس افتاه شره - (بخاری ص ۵۹)  
مسلم جلد ۲

بدگوئی سے بچنے کے لئے چھوڑ رکھیں۔

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر کو فرمایا ہے خدا سے ڈر جان

کہیں ہو اور بدی کے پیچھے پہلائی کو  
لگا اس سے تو بدی کو مٹا دے گا اور  
لوگوں سے اچھے خلق کے ساتھ میل  
جول رکھ۔

حسن ابی ذر قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وآله وسلم ما كنت  
واشيع السيئة المحسنة  
تحميها وخلق الناس بخلق حسن -  
(ابن ماجه والترمذی ص ۱۷۱)



عن عائشة قالت دخل رمضان اليهود  
على رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فقد ادوا السام عليك ففهمتها فقلت  
عليكم السام والامنة فقال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم مد ايديها عائشة  
فان الله يحب الرقيق في الامركله -

(بخاری) وفی روایت قال یا عائشہ  
ان الله تعالى رقيق يحب الرقيق يعطي  
على الرقيق ما لا يعطي على العفو (مسلم)  
وفی روایت عليك بالرفق و اياك  
والعفو (مسلم) والمشكوة (مسلم)  
وعن جرير بن عجرم الرقيق يحرم الخير  
(مسلم) والمشكوة (مسلم)

نے جواب میں کہا کہ تم ہی پر موت اور  
لعنت ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے ان کو سخت گوی سے منع کیا اور  
فرمایا اسے عائشہ زہری کہ خداوند تعالیٰ سے  
زہری کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک حدیث میں  
ہے خدا تعالیٰ رقیق ہے وہ رقیق (زہری)  
پسند کرتا ہے۔ زہری پر وہ عنایت کرتا ہے  
جو سختی پر نہیں کرتا۔ ایک حدیث  
میں فرمایا اسے عائشہ زہری ختیا کہ زہری  
سزا اور توبہ کی شہید ہے جو زہری کو محروم ہونے سے  
سے محروم رہا۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ  
بغض و تہاجز اختیار کرتے ہیں ان کو  
مسلمان گناہگاروں کے ساتھ زہری و  
آسانی نہیں ہوتی جب وہ ان سے بولیں گے سخت کہیں گے اور جب انکو دیکھیں گے  
قہر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپس میں درستی نماز و روزہ

صدقہ سے بہتر ہے اور آپس میں فساد  
دین کو مؤثر ہے والا ہے اور ایک  
حدیث میں فرمایا کہ حسد اور بغض جلی  
اشتون کی مرض تم میں جلی آئی میں بغض  
مؤثر ہے والی چیز ہے میں یہ نہیں کہتا کہ

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله  
عليه وسلم الا خيركم بافضل من  
درجة الصيام والصدقة والصلوة  
قال قلنا بلى قال اصلاح ذات البين  
وفساد ذات البين هي الحالقة -

راہِ اوداؤد والترمذی ص ۸۳ جلد ۲

وعن النبی قال قال رسول اللہ صلیم علیہ وسلم

الیکم داء الاثم قبلکم الحمد والبغضاء

فی الجمالۃ لا اقول یخلق الشجر وکن یخلق

الدین راجحہ الترمذی ص ۸۳ جلد ۲

بال کو مؤنث تا ہے وہ تو وین کو مؤنث

ڈالتا ہے۔

(۱۹) حضرت علی المرتضیٰ کا قول

ہے۔ لوگوں میں ایسے ہو رہو جیسے

پزندوں میں شہد کی مکھیاں ہیں

جسکو سہی پزندہ حقیر سمجھتے ہیں۔ وہ اگر جانیں جو اپنے پیٹوں میں برکت (شہد) ہو تو

انکو حقیر سمجھیں۔ تم لوگوں کے

ساتھ زبانون اور جسموں سے ملے رہو

اور علموں سے اور دلوں سے (جیسے)

اگر وہ بد عمل بد اعتقاد ہوں، جدار ہو

ہر ایک کو اس کا بدلے گا جو اس نے

کمایا۔ اور ہر شخص قیامت کے دن

اسکے ساتھ ہوگا جس کو اس نے دل

سے دوست رکھا یعنی اسکے دلی اعتقاد اور اعمال کو پسند کیا۔

(۲۰) حضرت ابو الدرداء صحابی کا قول ہے ہم ایسے لوگوں سے ہنس نہیں

باتیں کرتے ہیں جن سے ہمارے دل

خوش نہیں ہوتے یا ان کو لعنت کرتے

ہیں۔

وینکر عن ابی الدرداء انما لتکثر فی وجوہ

اقوام وان قلوبنا لتلعنهم وتقلبهم

(بخاری ص ۹۰۵)

را اثم کہتا ہے وہ لوگ ایسے ہی ہوں گے جنہیں حضرت ابو الدرداء نے

کوئی وجہ محبت نہ پائی لعنت ہے انکے مناسب حال سمجھی جب ایسے لوگوں سے سلف

صالحین کے مداراۃ و خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا ثابت ہو تو مسلمان

اہل معاصی سے مدارۃ و خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا کیون جائز نہیں  
سلف صالحین کے خیال اور اس زمانہ کے متدینوں کے حال کی وہ رباعی کیا  
عمرہ حکایت ہے جو بعض صفحہ (۱۳۷) منقول ہو چکی ہے :-

رشتہ دم کہ مردان را در خدا - آنخ

(۲۱) حضرت مسیح ارشاد فرمایا کرتے لوگو! ذکر الہی کے سوا بہت نہ بولا کرو

اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے  
اور سخت دل خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ پر  
تم کو علم نہیں ہوتا۔ اور تم لوگوں کو گناہوں کو  
ایسا نہ سمجھو کہ گویا تم خدا ہو (یعنی اپنے  
آپ کو گناہوں سے پاک اور گناہگاروں کو  
اصل جہنم سمجھنے والے) تم اپنے گناہوں کی  
طرف ایسا نہ سمجھو کہ گویا تم بندے ہو (یعنی  
جو گناہ کرتے اور عذاب الہی سے ڈرتے

ہیں)

انہ بلغہ از عیسیٰ بن مریم کا فیقول لا  
تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فتقسو  
قلوبکم فان القلب القاسر عید  
من اللہ ولکن لا تعلمون ولا تنظروا  
فی ذنوب الناس کانکم ارباب النظر  
فی ذنوبکم کانکم عید فافما الناس  
مبتلی و معافا فارضوا اهل البلاء و  
احمد واللہ علی العافیتہ -

(موطا امام مالک ص ۳۸۶)

تمام لوگ دو ہی قسم کے ہیں ایک مبتلا بگناہ۔ دوسرے گناہوں سے عافیت میں  
پس تم مبتلاؤں پر ترس کھاؤ۔ اور خود گناہوں سے عافیت میں ہو تو اس پر خدا کا  
شکر بجالاؤ نہ یہ کہ اپنی عافیت پر اتر آؤ اور لوگوں کو حقارت سے دیکھو  
اور جہنمی بناؤ۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد اس ارشاد آنحضرت صلیع کے

موافق ہے جو ابو ذر غفاری کو اپنے  
فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے عیوب معلوم ہوں

عن ابی ذر بنی حدیث طویل قلت  
او صنی یا رسول اللہ - قال لیحزنک عن

ما لعلم من نفساك -  
(شعب الایمان بیهقی و مشکوٰۃ ص ۶)

ان ہی ارشادات ابنیاری علیہم السلام ترجمہ ہے جو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو  
ان کے پیر نے فرمایا تھا۔ جسکو شیخ علیہ الرحمۃ نے رباعی ذیل میں بیان کیا ہے  
مرا پر دانائے مرشد شہاب دواندر زفر مودبر روئے آب  
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباحش دگر آنکہ بر غیر بد بین مباحش  
آپنے اس ارشاد کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کا عمل ایسا تھا کہ آپ لوگوں  
کی کہلم کہلی اور چشم دید پڑائیوں سے چشم پوشی کر لیتے اور صرف انکے ایمان بیان پر  
حسن یعنی فرما کر اس برائی سے انکو بری کرتے۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضرت مسیح نے ایک دفعہ کسی کو چوری کرتے ہوئے  
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یرای عیسیٰ بن  
مریم رجلا یسرق فقال لہ عیسیٰ  
سرقت قال کلا والذی لا الہ الا هو  
فقال عیسیٰ امنت باللہ وکذبت نفسی  
(صحیح مسلم ص ۲۶۵)

اس معاملہ میں علیہ السلام کی وجہ ہمارے خیال میں وہی اہل ایمان چرچن مٹی

یہ ایسا ہی امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے جو ہماری نظر سے بعد تحریر توجیہ مذکور گذرا۔ آپ تو فرماتے ہیں  
قال القاضی ظاہر کلام صدقت من حلف باللہ تعالیٰ وکذبت ما ظہر لی من ظاہر قبتہ  
فلعلہ اخذ ما لہ فیہ حق (اباذن صاحبہ اولم یقصد الغصب والا ستیلاء او ظہر لہ  
من مددہ اللہ اخذ شیئا فلما حلف لہ اسقط ظنہ ورجع عنہ) (شرح مسلم ص ۶۶)

ہے اور اپنے نفس پر بدگمانی۔ انہوں نے اس شخص کی تمام درگمہ توجید سے یہ سمجھا کہ جو ہم نے اس شخص پر چوری کرنے کا گمان کیا تھا وہ بڑا گمان تھا۔ اسپرینک گمان بھی ہو سکتا تھا کہ جس چیز کو اس نے لیا تھا اسکے لینے کا باجائز مالک یا اوزر وجد وہ مستحق و مجاز تھا۔

یہ تو آپ کی اہل ایمان کے آگے فروتنی اور حسن اخلاقی ہے آپ نے خنزیر جیسے حیوانات سے تنجا طلب کیا ہے تو اس میں بھی اپنی خوش خلقی اور حسن کلامی کو ترک نہیں کیا۔ جب میں اہل ایمان کے لئے صاف ہدایت و نصیحت ہے کہ وہ اپنے ہم جنس انسان خصوصاً اہل ایمان سے تو خوش کلامی سے پیش آویں۔ ان کو خنزیر سے بدتر نہ سمجھیں۔ جیسا کہ آج کل متدینوں کا عمل ہے۔

موطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خنزیر کو بلے تو اس سے فرماتے گئے تو سلام یا سلامتی کے ساتھ نکل جا۔ کسی نے پوچھا آپ خنزیر کو ایسا فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا میں اس سے درباروں کہ میری زبان سے کوئی بُری بات نہ نکلے۔

عن مالک عن یحییٰ بن سعید بن عیسیٰ بن مریم لقی خنزیرا فقال له الف من اسلام فقیل له تقول هذا لخنزیر فقال عیسیٰ بن مریم انی اخاف ان اعود لسانی المنطق بالسوء (موطا ص ۳۸۶)

حضرت مسیح کا یہ قول کہ تم لوگوں کے گناہوں کو ایسا نہ بھوکو کہ گویا تم رب ہو آج کل کے متدین اہل تباغض کے عین جب حال ہے وہ واقعی دوسرے گناہگار اہل ایمان کو ایسے غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا وہ خود خدا تھا رہیں اور انکو جہنم کے سوا کہیں جگہ نہ ہو۔ اور اپنے گناہوں سے وہ ایسے آنکھ بند کئے ہوئے ہیں کہ گویا وہ غیبت کے مالک ہیں۔ ایسے خود بینوں کا مال اس شخص کا حال ہو جیسا کہ

اس حدیث نبوی میں ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص دوست تھے ایک بڑا عابد تھا  
 دوسرا کتا تھا کہ میں تو گناہگار ہوں وہ  
 عابد گناہگار کو گناہ سے روکتا تو وہ جواب  
 میں کہتا کہ تو مجھے میرے رب کے سپرد  
 کر ایک دن اسے اسکو ایک ایسے گناہ پر  
 پایا جسکو اسنے بہت بڑا سمجھا تو اس سے  
 منع کیا اسکے جواب میں گناہگار نے  
 وہی کلمہ کہہ کر کہا کہ کیا تو میرا محافظ ہے؟  
 اس پر اس عابد کو غیظ آیا اور اس کو اسکو  
 یہ کہہ دیا کہ قسم ہے تجھے خدا دہشتے گا۔  
 اور تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ خدائے  
 ان دونوں کی طرف ملک الموت بھیجا  
 اور انکو اپنے پاس بلا لیا اس گناہگار  
 کو تو فرمایا تو میری رحمت سے ہشت  
 میں داخل ہوا اور عابد کو کہا کہ تو میری  
 رحمت کو میرے بندے سے روک سکتا ہے  
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم ان رجلا من بنی اسرائیل  
 متحابین احدهما مجتہد فی العبادة  
 والاخر یقول مذهب فنجعل یقول قصر  
 عما انت فیہ فیقول خلنی وربی حتی وجبت  
 یوما علی ذنب استغفر فقال اقصر فقال  
 خلنی وربی البتہ علی رقیبیا فقال  
 واللہ لا یغفر اللہ لك ایداً ولا یدخلک  
 الجنة فبعث اللہ الیہما ملکا فقبض  
 ارواحہما فاجتمعا عندہ فقال  
 للمذنب الممحل الجنة برحمتی وقال  
 للاخر استطیع ان تحظر علی عبدی  
 رحمتی فقال لا یا رب فقال اذہبوا بہ  
 الی النار۔  
 (مشکوٰۃ بروایت احمد ص ۱۹۷)

اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسکو جہنم میں لے جاؤ۔  
 ہمارے متدین بہائی اس حدیث کو عبرت کی آنکھ سے دیکھیں اور حضرت مسیح کی  
 اس نصیحت پر عمل کریں۔  
 بعض حضرات متدین اس خود بینی کے علاوہ غیر کے مبتلا بنجناہ ہونے  
 پر خوش ہوتے ہیں اور اس بلا سے انکی مخلصی نہیں چاہتے۔ ان کے حال مال سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں ڈرایا اور فرمایا ہے کہ تو  
 عن واثلہ بن الاسقع قال قال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یتطہر الشامتہ لا ھیئت فیہ  
 اللہ ویبتلیک - ترمذی ص ۲

بستلا کرے گا۔  
 اس قسم کی احادیث و آثار اور بہت ہیں جن کے عموم  
 یا خصوص سے مسلمانوں پر عموماً اور گناہگار مومنوں پر خصوصاً ترحم  
 اور اون سے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے میل جول کی فضیلت  
 ثابت ہے جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل دین تراجم  
 و خوش خلقی و حسن معاشرت و طلاق چہرہ ہے نہ غضب و  
 بغض و مہاجرت و بدگوئی و ترش روی جو صرف ضرورت کے  
 وقت بعض مواقع میں سلف صالحین کی استعمال میں آئی ہے۔ اسی نظر سے  
 امام نووی نے اس طریق میل جول کو تمام انبیاء اور سلف صالحین  
 طریق نبیرا ہے چنانچہ کتاب ریاض الصالحین میں بصفہ  
 ۲۱۶ فرمایا ہے \*

لوگون سے میل جول رکھو۔ اور ان کے جمعہ جماعتوں اور نیک مجلسوں

میں اور ان کے ساتھ ذکر کی مجلسوں میں  
 حاضر ہونے اور ان کے بیماروں کی عیادت  
 کرنے اور ان کے بیماروں میں شریک  
 ہونے اور ان کے محتاجوں کو سہارا  
 کرنے اور ان کے نادانوں کو راستہ بتانے

الباب السبعون فی فضل الاختلاط  
 بالناس و حضور جمہم و جماعتہم و مشاہدہ  
 الخیر مجالس الذکر معہم و عیادۃ مریضہم  
 و حضور جنائزہم و مواساتۃ محتاجہم و  
 ارشاد جاہلہم و غیر ذلک من مصالحہم

لمن قدر على الاثر بالمعرف والتمني من  
 المنكر وقع نفسه عن الايذاء وصبر  
 على الاذى اعلم ان الاختلاط  
 بالناس على الوجه الذي ذكرته هو  
 المختار الذي كان عليه رسول الله  
 صلعم وسائر الانبياء صلوات الله و  
 سلامه عليهم وكذلك الخلفاء الراشدين  
 ومن بعدهم من علماء المسلمين و  
 اخبارهم وهو مذهب اكثر التابعين و  
 من بعدهم وبه قال الشافعي واحمد  
 واكثر الفقهاء رضي الله عنهم  
 عنهم اجمعين - قال الله تعالى وتعاونوا  
 على البر والتقوى والايات في  
 معنى ذكرته كثيرة معلومة -  
 (مباحث الصالحين ص ٢١)

ایسے ہی اور نیک کاموں کے افضل  
 ہونے کا بیان۔ اس شخص کے عقیدے  
 جو اچھی بات کا لوگوں کو حکم کری اور بری  
 بات سے منع کرے اور لوگوں کو تکلیف  
 رسائی سے نفس کو روکے۔ اور لوگوں  
 کی تکلیف اپنے نفس پر سہاری۔  
 ایسے طور پر لوگوں سے میل جول ایسا  
 طریق ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم اور تمام انبیاء تھے ایسی ہی  
 خلفاء راشدین اور ان کے سوا اور  
 صحابہ و تابعین اور ان سے پہلے  
 علماء مسلمین اور برگزیدہ صالحین۔  
 اور یہی اکثر تابعین کا مذہب ہے اور  
 تبع تابعین کا اور یہی امام شافعی اور  
 اور امام احمد اور اکثر فقہاء کا

قول ہے \*

اس مذہب پر دلیل وہ آیت قرآن ہے جس میں ارشاد ہے کہ نیک کی اور  
 پرہیزگاری پر لوگوں کی مدد کرو۔ اور اسباب یقین سے آیات میں جو لوگوں کو  
 معلوم ہیں \*

رافضی کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم سے دُعا کرتے تھے خواہ مومنین  
 گناہگار بلے جگے رہنا۔ ان سے جدا نہ ہونا۔ اور ان کے جفاؤں پر تحمل کرنا اور

کمال خلق و ملاطفت و اخلاص و محبت سے ان کے ساتھ پیش آنا ایسا یقینی اور  
 برپہی ار ہے جیسا کہ انبیاء کا وجود یا ان کی نبوت۔ جسمیں کسی مسلمان کو جو انبیا  
 پر ایمان اور کتب سماوی خصوصاً قرآن مجید میں نظر رکھتا ہو شک و  
 تردید نہیں ہے \*

قرآن میں بہت سے انبیاء کا حال منقول ہے کہ ان کی قوم نے ان کو  
 زبان سے بُرا (مجنون کا ڈب وغیرہ) کہا مانتھوں سے مارنے کا قصد کیا بلکہ بعض  
 انبیاء کو قتل ہی کر دیا پھر بھی انبیاء نے ان کے جفا پر سہارا کیا اور یا قوم یا قوم  
 کہہ کر ملاطفت و خوش خلقی سے ان کو جواب دیا \*

صحیحین کی حدیث میں ایک نبی کے حال کی حکایت ہے کہ ان کو قوم نے

مار کر خون اکوہ کر دیا وہ اپنے پہرہ سے  
 خون پوچھتے اور یہ کہتے تھے کہ خدایا  
 میری قوم کو تو معاف کر وہ مجھے جانتے  
 (رہچاہتے) نہیں \*

اس طریق انبیاء اولین و آخرین  
 اور سیرت سلف صالحین کو دیکھئے اور

عن عبد الله بن مسعود قال قال  
 انظر الى النبي صلى الله عليه وسلم  
 يمشي نبيا من الانبياء وضربه قومه  
 فادموه وهو يمسح الدم من وجهه  
 ويقول اللهم غفر لقي قومي فانهم لا يعلمون  
 (بخاری صفحہ ۲۹۹ و مسلم)

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلف اور مذاہب و اقوال ائمہ  
 کی طرف خیال کرنے سے صاف طور پر اور آسانی سے یقین ہو سکتا ہے کہ  
 جو آیات قرآنیہ میں (جن سے اہل تباعض تمسک کرتے ہیں) ظالمون اور  
 کافرون سے محبت نکلتی اور بغض و بیزاری ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ عام نہیں  
 ہے کہ ہر ایک کافر کو ہر ایک موقع و ہر حالت میں شامل ہو ایسا ہی جو احادیث  
 و آثار تمسک بہ ان حضرات میں انحضرت و صحابہ و تابعین کا بغض اہل معاصی

سے کام و سلام ترک کرنا پایا جاتا ہے وہ بھی ہر موقع و ہر شخص کے لئے عام  
عمل نہ ہو نہ تھا۔ بلکہ اس حکم قرآنی اور عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وصحابہ تابعین کے لئے خاص خاص مواقع اور خاص خاص محال تھے جو  
ان آیات قرآنی و احادیث کے جواب میں ضمن نمبر ۱ جلد ۸ و نمبر ۳ جلد ۹  
بیان ہو چکے ہیں \*

عام حکم اور عام طریق چسپاں گئے اور پچھلے انبیاء اور ان کے صالحین  
اتباع چلے آئے ہیں یہی خوش خلقی و حسن معاشرت اور صبر و تحمل سے  
اشتغال اور کشادہ پیشانی سے کس و ناکس کی مدارا ہے \*  
پس جن لوگوں نے صرف بعض موقع پر بعض اشخاص سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سلف صالحین کی ترک کلامی پیش نظر رکھ کر ہموما  
بعض وہاب جسد کو دین بڑا لیا ہے اور اس کے مقابلہ صد اعمال و خصوص  
قرآن و حدیث سے انھیں بند کر کے باہمی عفو و تراحم و خوش خلقی و ملاطفت و خند  
پیشانی کو بیدینی قرار دیا ہے۔ ان لوگوں نے تھوڑے حصہ قرآن و حدیث و آثار  
کو لے لیا ہے اور اکثر حصہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور آیت اقومون ببعض  
الکتاب و تکفون ببعض اور وحفظت شئاً و غابت عنک اشياء کا  
مورد و مصداق بن کر دکھایا ہے۔ عصبنا اللہ وایاہم ویاخذ بایذیہم  
اجمعین \*

اس مضمون میں ہمارے اصلی مخاطب ہمارے عینی بہائی اہلحدیث  
پنجاب ایتھر ہیں۔ اور انہی پر ہکو زیادہ افسوس ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل  
کرنے کے دعی اور قال اللہ و قال رسول اللہ سے شغل ہو کر اپنے عینی بہائیوں  
اہلحدیث (چہ علاقائی انخوان خفیہ و غیرہ اہل تقلید) سے صرف بعض جزئی امور پر

اور جیسے خطبہ جمعہ یا عیدین میں عربی عبارت کا ہندی زبان میں ترجمہ کرنا یا نہ کرنا  
 (و علیٰ ہذا القیاس) ملاقات و سلام و کلام ترک کر بیٹھے ہیں اور عیدین کی اجتماعت  
 علیحدہ کراتے ہیں اور اس مہاجرت اور علیحدگی کو کمال ایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔  
 وہ اس خیال میں بیٹھے ہیں تو وہ ہم کو کم سے کم ایک آیت یا ایک حدیث  
 یا کسی صحابی یا تابعی کی ایک روایت ایسی دکھاویں جس سے صراحت  
 یا اشارۃً یہ ثابت ہو کہ ”خدا تعالیٰ کی رحمت سے اسکا غضب غالب ہے۔“  
 ولہذا وہ اپنے بندوں خصوصاً مسلمانوں کے باہمی بغض اور سر پہنچول یا بھوٹ  
 میں (جب کاسب کسی کا کوئی ایک گناہ ہو) انکے باہمی تراحم و محبت سے (جس کے  
 اسباب و مقتضیات صدہا حسنات توحید اسلام۔ نماز روزہ وغیرہ میں) زیادہ  
 خوش ہوتا ہے ”یا یہ کہ“ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے پیروں کے نزدیک  
 جرئیات (کوئی عمل نیک یا بد) اصول ہیں۔ اور کلیات (ایمان و عقاید اسلام)  
 فروع ہیں ولہذا انکے نزدیک جرئیات (ایک آدہ گناہ) کی رعایت کلیات  
 (ایمان اسلام اہمات حسنات) کی رعایت سے مقدم ہے۔ ”یا یہ کہ“ شخص  
 سے اس کے کفر یا فسق کے سبب بہر حال بغض و مہاجرت واجب ہے کسی سے  
 عفو و مسامحت و مداراۃ جائز نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 و انبیاء و سابقین اور ان کے اتباع و سلف صالحین نے کسی گناہگار کے ساتھ  
 عفو و مسامحت و خلق و مداراۃ کا معاملہ نہیں کیا، ”یا یہ کہ“ بعض لوگوں سے  
 بعض منکرات کے سبب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ و تابعین نے  
 ترک کلامی کی ہے وہ صرف ظاہری طور پر اور بنظر تنبیہ و ہدایت و مسامحت  
 وقت نہ تھے بلکہ وہ ترک کلامی دلی بغض و عداوت کے سبب سے اور بطور حد و  
 عقوبت تھی۔ آنحضرت اور ان کے پیروں نے ان لوگوں کو ان منکرات کے

سبب اسلام سے خارج کر کے محض بغض و عقوبت کے لائق سمجھا تھا۔ انہی  
کسی نیکی ایمان و اسلام کو لحاظ نہ کیا کہ ان کو لائق عفو و مسامحت نہ  
جانتا تھا۔

جب تک وہ ان مضامین سے کوئی ایک مضمون کسی آیت یا حدیث  
یا قول صحابی یا تابعی سے ثابت نہ کریں گے وہ انحضرت یا صحابہ و تابعین یا  
ائمہ مجتہدین کے کسی موقع کی ترک کلامی سے اپنے بغض و تہاجر کے جواز پر استدلال  
نہیں کر سکتے۔

ان آیات سے وہ استدلال کرینگے تو غلا وہ اس کلام کے جو اہم ان  
آیات کے جواب میں کر چکے ہیں ان آیات کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ وہ آیات عموماً  
بین جنکے مخالف و معارض اور عموماً بھی موجود ہیں جو بغض و تہاجر کے مخالف جب  
ترحم و ملاحظت کے ثابت ہیں۔ پھر دونوں قسم کے عموماً کی تطبیق سے جو تنویع سے  
ہو سکتی ہے وہی بات ثابت ہوگی جو ہم نے کہی ہے کہ حکم مہاجر و ترک کلام و  
سلام عام حکم نہیں ہے۔

سا اور اگر وہ کسی خاص واقعہ سے (جس میں انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم یا صحابہ و تابعین سے ترک کلامی پائی جاتی ہے) استدلال کریں گے تو اسکے

تنویع کو لغوی معنی قسم کرنا ہو۔ اصولیوں کی اصطلاح میں تنویع یہ ہو کہ دو عاموں کو ایک  
عام کو بعض افراد کو مخصوص کریں اور جو بعض افراد کو یہ شلہ جن مخصوص ہیں کفار و کفری کی  
ممانعت وار ہو جنہیں کفار و کفر ماراویں جو مسلمانوں کے تادیب۔ اور جن مخصوص ہو کفار کی  
دوستی کا جواز نکلتا ہے ان میں کفار سے وہ کافر واد قرار دیں جو مسلمانوں کی حسن میں  
ہوں اس تنویع سے دو متعارض عاموں میں تطبیق کرنا کتب اصول میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ  
مسلمین کہتے ہیں فی العا میں بالتنویع۔

مقابلہ میں وہ خاص واقعات پیش کئے جائینگے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کی مرتجبین منکرات سے ملاطفت اور حسن اخلاقی ثابت ہوتی ہے۔ (چنانچہ کتب بن مالک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کی ترک کلامی کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طالب بن ابی بلتعسے باوجود ارتکاب جاسوسی و مخبری کے ملاطفت سے پیش آنا اور حضرت عمرؓ کو ان کی مزاحمت و سختی سے روکنا ہم پیش کر چکے ہیں) (دیکھو رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۹۰) اور حضرت ابن الزبیر سے حضرت عائشہ کی ترک کلامی کے مقابلہ میں حضرت ابن الزبیر کا یہ قول کہ حضرت عائشہ کو مجھ سے ترک کلامی حلال نہیں ہے۔ اور خود حضرت عائشہؓ اس فعل پر افسوس و ندامت ہم پیش کر چکے ہیں (دیکھو اشاعت السنۃ جلد ۹ صفحہ ۸۶) (و علیٰ ہذا القیاس) اس سے بھی وہی بات ثابت ہوگی کہ یہ ترک کلامی عام حکم نہیں ہے بلکہ بعض مواقع اور بعض حالات سے مخصوص ہے۔

الحاصل اُن عموماً قوانینہ اور واقعات خاصہ سے (جس کے مقابلہ و معارضہ میں دوسری عموماً اور واقعات ثابت ہیں) اُن کا خیال و مقالہ ہرگز ثابت نہ ہوگا جب تک کہ وہ ان عموماً و واقعات کے ساتھ ان مضامین کو بھی ثابت نہ کرینگے جن کا ثبوت ہم نے طلب کیا ہے۔ اور بلا اثبات مضامین معروضہ بالا انکا اپنے معمولی بعض و تھاہر کو (جسکی تشریح ہم اشاعت السنۃ نمبر ۱ جلد ۹ میں بصرفہ ۳۴۴ کر چکے ہیں) وین تویم و صراط مستقیم نہرانا اور اس کی تائید و ثبوت میں بن سمیعؓ سوچے الفاظ قرآن احادیث و آثار کو ماتھ مارنا بجز اس کے کسی امر کا ثبوت نہ ہوگا کہ ان کو قرآن و حدیث سے بجز اوراق گردانی اور الفاظ خوانی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم حسبہ اللہ و نصیحتہ لخلق اللہ ان کی خدمت میں بڑے ادب و انحرار سے ملتے ہیں کہ آپ بھی وہ غور و تامل و فہم و فکر سے کچھ کام لیں اور

ان آیات و احادیث و آثار کو جو ان کے متمکات کے مواضع میں ہم نے پیش  
کئے ہیں اور ان کے نظائر کو جو قرآن و کتب حدیث میں اور بہت کثرت سے موجود  
ہیں انصاف سے دیکھیں اور جانیں کہ دلائل کا میزان عدل میں موازنہ  
کرین اور ان میں تطبیق و توفیق کی صورت نکالیں۔ اس غور و تامل و فہم انصاف  
و موازنہ و تطبیق کے بعد امید ہے کہ وہ اپنی معمولی تباعض و تہا جر کو چھوڑ دین کے  
اور آپس میں ترک سلام و کلام وہ اسی حد تک اور اسی غرض سے کریں کہ جس  
حد تک اور جس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین و حبابہ  
تابعین نے کی تھی (جو کہ ہم اشاعت السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۸ میں بصفحہ ۵۶ و ۵۷ و  
صفحہ ۳۶ و نمبر ۳ جلد ۹ بصفحہ ۸۶ وغیرہ عرض کر چکے ہیں)۔

ہمارے علاقائی بہائی شفیقہ و غیرہ مقلدین اہل سنت بلکہ اہل تشیع وغیرہ  
اہل اسلامی ملت بھی ہمارے خطاب کے احاطہ سے خارج نہیں ہیں۔  
ان لوگوں کے حق میں جو ہم اپنے عینی بہائیوں اہل حدیث  
سے چاہتے ہیں وہ ہم نمبر ۱۲ جلد ۸ اور نمبر ۳ جلد ۹ میں عرض کر چکے ہیں کہ  
”وہ کسی اسلامی فرقہ کو (اہل سنت کہلاتے ہوں خواہ اہل بدعت) دین سے  
خارج نہ سمجھیں اور ان سے بغض و عداوت اختیار نہ کریں۔ گو ان کے بعض  
عقائد و اعمال کو بڑا سمجھیں اور خصوصاً خفیہ و شافعیہ وغیرہ کو تو وہ اپنی مثل  
اہل سنت سمجھیں ان کو بدعتی و مشرک کہنے سے احتراز کریں۔ چنانچہ ان کے  
پیشوائے طریقت اور امام مذہب حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ فیض الحق  
میں وصیت فرماتے ہیں:“

اس مقام میں علاوہ بران ہم یہ کہنا بھی ضروری اور اپنا  
منصبی فرض جانتے ہیں کہ ہمارے اہل حدیث بہائی اپنے علاقائی بھائیوں

حنفیہ کو (جوان کے ہم وطن وہم جو اہلین) اسی محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے  
اپنے عینی بھائیوں اہل حدیث کو دیکھتے ہیں اور ان کے اکابر مذہب  
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اکابر اتباع کو اسی عظمت کی نگاہ  
سے دیکھتے ہیں جس نگاہ سے وہ اپنے اہل حدیث امام بخاری و امام مسلم وغیرہ  
کو دیکھتے ہیں گو ان میں ان میں بعض فروعات جزیرہ یمن و اہل بلخ و قزاق  
فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں فرق ہے۔

ہمارے تین مزاج بہائی جو اصول و فروع مذہب سے بے خبر ہیں اور صرف  
سنی شاعری باتوں پر ایمان لاکر حنفیہ کی بدگوئی اور ان کے ائمہ مذاہب سے بدظنی کے  
خوگیر ہیں ہماری اس ناصحانہ التماس کو نہ کرے ایک چونک پڑیں گے اور حیرت و تعجب  
سے کہیں گے کہ ”صاحب اشاعہ السنۃ“ نے یہ کیا غضب ڈالیا ہے کہ اہل حدیث  
اور مقلدین حنفیہ کو بچان کر دیا۔ اور امام ابو حنیفہ کو امام بخاری کا ہمسر بنا دیا۔  
”گیا آسمان و کجا دیہان“ ہم لوگ حدیث پر عامل اور حنفیہ مقلدین حدیث کے تارک  
بلکہ منکر۔ اور امام بخاری علم حدیث میں امام اور امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث بالکام  
حتیٰ کہ ان کی نسبت ہماری جماعت میں مشہور ہے کہ ان کو صرف ”تشریح حدیثیں  
پہنچی ہیں“ ولیکن اگر وہ صبر و تحمل سے ہماری پورے مضمون کو پڑھیں گے تو  
اپنے اس تعجب پر افسوس کریں گے۔ اور اپنے ان خیالات کو جو حنفیہ اور اہل کے امام  
مذہب کی نسبت وہ رکھتے ہیں افترا و ہتانات سمجھیں گے اور ہماری وصیت کو افرام  
و قفلطیس سے بری اور عین انصاف پر مبنی خیال کریں گے۔

نصیحت و اذیت محبت الہیہ و اہل حدیث ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ مقلدین حنفیہ  
اور اہل حدیث اپنے فروعی مذہب اور حدیث صحیحہ پر عمل کرنے میں مساوی ہیں۔ بلکہ  
اس سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ اہل حدیث اور مقلدین حنفیہ اصول عقائد میں

شفیق ہیں گو بعض فروعات میں مختلف ہیں۔ ان فروعات اشتلاف میں بھی ان سب کا اصل اصول ایک ہے۔ مقلدین حنفیہ بھی اپنے فروعات میں ویسا ہی اتباع قرآن و حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں جیسا کہ عالمین بالحدیث، گو ان میں ان میں یہ فرق ہو کہ وہ بواسطہ مجتہدین قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں یہ بلا واسطہ +

(۳) جن احادیث پر مقلدین عمل و اتدلال کرتے ہیں وہ غالباً انہی لوگوں کے نزدیک صحیح یا لائق عمل ہیں۔ اور احادیث معمول بہا الحدیث غالباً فریقین کے نزدیک صحیح و لائق عمل ہیں

(۴) قرآن و حدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل نہ ملنے کے وقت وہ محض تقلید اکابر اکتفا کرتے ہیں یہ اس وقت بھی کسی کی تقلید نہیں کرتے اپنی رائے سے ایسا کہ وہ وغیرہ پر عمل کرتے ہیں۔ ایسا ہی اور وجوہ فرق ہیں جن سے کوئی متصف مزاج یہ نہیں نکال سکتا کہ حنفیہ قرآن و حدیث سے متمسک نہیں ہیں اور ان کا اصل اصول الحدیث کو اصل اصول کے مخالف ہے۔

حکام حنفیہ میں بعض لوگ ایسے ضعیفی اور ہٹ دہرم ہیں جن پر بعض احادیث کی صحت ثابت ہو جاتی ہے اور اس میں وجوہ نسخ یا تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ومعہذا وہ حدیث پر عمل کرنے کو ہڑاجاتے۔ اور حدیث کے مقابلہ میں تقلید کو واجب سمجھتے ہیں ایسے حنفیہ ہماری بحث و خطاب سے خارج ہیں۔ بلکہ خود متصف حنفیہ ان کو خارج از بحث سمجھتے ہیں چنانچہ ہمارے زمانہ کے متصف مزاج حنفی مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی (جنکو ہم اسی محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کو اپنے گروہ اہلحدیث کے اعیان و اکابر کو دیکھتے ہیں اور اپنے گروہ کو ان نوجوانوں پر جو ان کو ناظم الفاظ اہل بدعت وغیرہ سے یاد کرتے ہیں سخت نفوس

کہتے ہیں اپنے رسالہ فوائد بہیمہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۲۹ میں امام عصام بن یوسف شاگرد امام ابو یوسف کے نواسہ میں رفع الیدین کرنے کی روایت نقل

کر کے فرماتے ہیں کہ اس روایت سے

معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ میں

اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل

مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی

تقلید سے خارج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس

ترک مذہب میں (جس میں دلیل قوی پر

عمل کیا جائے) عین تقلید مذہب پائی

جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا

عین ارشاد امام ہے) دیکھو امام

عصام بن یوسف مسئلہ رفع الیدین میں

امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا۔ اور

باوجود اس کے وہ حنفیوں میں شمار

ہوئے ہیں۔ اسی کا موید یہی جو ہمارے

معتبر اہل فتاویٰ نے نقل کیا ہے۔ کہ

امام ابو یوسف نے ایک دن مسئلہ طہارت

قلتین میں امام شافعی کے قول پر عمل

کر لیا تھا۔ پس ہمارا حکم (یا فریاد) اپنی

زمانہ کہ جاہلون کی طرف سے خدا کی جناب میں ہے۔ کیونکہ وہ اس شخص کو جو بلحاظ

قوت دلیل کسی مسئلہ میں اپنے امام کی تقلید ترک کرے طعن کرتے ہیں اور سکوڑ کے

ويعلم ايضا ان الحنفی لو ترك في مسألة

مذهب امامه لقوة دليل خلافه

لا يخرج به عن رقبته التقليد بل هو عین

التقليد في صورة ترك التقليد لا ترى

الى ان عصام بن يوسف ترك مذهب

ابي حنيفة في عدم الرفع ومع ذلك

هو معدود في الحنفية ويؤيد ما حكاها

اصحاب الفتاوى المعتمدة من اصحابنا

من تقليد ابي يوسف يوما الشافعي

في طهارة القتلتين والى الله المشتكى

من جهلة زماننا حيث يطعون على من

ترك تقليدا ماص في مسألة واحدة

لقوة دليلها ويخرجونه عن مقلديه

ولا عجب عنهم فانهم من العوام انما

العجب من تشبههم بالعلماء و

يشي مشيهم كالانعام -

(فوائد بہیمہ)

مقلدون سے نکال دیتے ہیں۔ ان کے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہیں تعجب تو ان لوگوں سے آتا ہے جو علماء بن بیٹھے ہیں اور جاوزوں کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہیں۔

ولیکن یہ یاد رہے کہ ایسے ضدی حنفی اس ملک میں بہت کم ہیں ان کو سب کل حنفیہ بدنام نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی نصیحت مساواتہ تعظیم ائمہ سے ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ وہ سب ائمہ کمالات و صفات میں مساوی ہیں۔ ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ وہ سب واجب التعظیم ہوں۔ میں مساوی ہیں۔ گو بعض کمالات سے بعض ائمہ کو مزید خصوصیت ہے جیسے کثرت حدیث سے امام بخاری وغیرہ ائمہ حدیث کو خصوصیت ہے اور مزید قوت استنباط و اجتہاد سے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ فقہاء کو و علیٰ ہذا المقیاس۔ اور اس تفاوت صفات و خصوصیات سے کیسی تعظیم کے وجوب میں فرق نہیں آتا۔ اس تفصیل مقصود سے ہماری نصیحت کا انصاف پر مبنی ہونا ثابت ہوا۔ اور اس کے ضمن میں یہ بھی بیان ہوا کہ عموماً حنفیہ کو تارک یا منک حدیث کہنا محض افتراء ہے۔ اور اس کا تفصیلی ثبوت جلد اول ضمیمہ ۱۰۱۲ میں موجود ہے جس کا خلاصہ رسالہ نمبر (۵) جلد (۹) میں منقول ہے۔

رہا ہمارے پہاٹیوں کا یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ قلیل احادیث ہیں اور ان کو صرف ترویج حدیثین پہنچی ہیں۔ اس کا پہلا حصہ تو منصفین حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے وہ صاف تصریح کر چکے ہیں کہ چھ ائمہ مجتہدین امام شافعی امام احمد بن حنبل اور ائمہ محدثین کی نسبت امام ابو حنیفہ کو احادیث کم پہنچی ہیں۔ امام شافعی کتاب میزان ص ۲۷ وغیرہ میں کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو وقت حدیثین جمع نہ ہوئی تھیں اس لئے حدیث ان کو کم ملی۔ دوسرے اماموں کے وقت

حدیثین جمع ہو گئیں تو ان کو زیادہ مدیر آئیں جسکو ہمارے زمانہ کے منصف حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنی کتاب النافع الکبیر کے صفحہ (۱۸) میں نقل و تسلیم کیا ہے اور یہ سب عبارتیں ہمارے ضمیر اخبار سفینہ مطبوعہ ۲۳ پانچ میں منقول ہیں۔

مگر اس کا دوسرا حصہ محض افتراء ہے جسکا منشا ان لوگوں کی بے علمی و نا فہمی ہے۔ اس امر کا کوئی اہل عقل قائل نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں صحیح پہنچی تھیں۔

ان لوگوں کے اس افتراء کا منشا یہ ہے کہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ العبرین کہا ہے (جسکو نواب صاحب بہوپال نے اپنے رسالہ حطہ میں بصفوہ ۳۴ نقل کیا ہے) کہ امام ابو حنیفہ کی روایت حدیث سترہ تک پہنچی ہے۔

جسکے صحیح سمجھنے یہ ہیں کہ جو حدیثیں امام ابو حنیفہ نے لوگوں کو سنائیں اور روایت کی ہیں انکی تعداد سترہ ہے اس سہارے

فایو حنیفہ یقال بلغت رواية  
الی سبعة عشر حدیثا و نحوہ -  
رتا یخ ابن خلدون حطہ

بے علم بھائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو حدیثیں امام ابو حنیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی ہیں ان کی تعداد سترہ ہے اور ان بیچاروں نے یہ سوچا کہ ایک شخص کا لوگوں کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو روایت کرنا اور امر ہے اور اس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حدیث کا پہنچنا دوسرا امر ہے۔ انہوں نے امر اول کو امر دوم سمجھ لیا اور لوگوں کو یہ سنایا اور یہ پایا کہ ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی تھیں۔ ان کے اس افتراء کا جواب خود ابن خلدون کی اسی کلام میں موجود ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ حضرات نے بھاگ کر ہین کلام سابق کے متصل ہی ابن خلدون نے کہا ہے (چنانچہ حطہ میں بھی

وقد تقول بعض المفضين المتعسفين  
الى ان منهم من كان قليل البضاعة في  
الحديث فلماذا قلت رواية ولا  
سبيل الى هذا المعتقد في كتاب الايمه  
لان الشريعه انما تؤخذ من الكتاب  
والسنة ومن كان قليل البضاعة  
من الحديث فيعين عليه طلب رواية  
والجهد والتشمير في ذلك لياخذ الدين  
عن اصول صحيحه ويتلقى الاحكام عن  
صاحبها المبلغ لها وانما قلل منهم من  
قلل الروايه لاجل للطاعن التي تعتز به  
فيها والعلل التي تعترض في طرقها سيما  
والجرح فتم هذا الاكثر فيو ديه الاجتهاد  
الى ترك الاختصاص بعرض مثل ذلك  
فيه من الاحاديث وطرق الاسانيد  
ويكثر ذلك فتقل روايته لضعف  
في الطرق -

(تاريخ ابن خلدون وخطه)

روایت میں کمی ہوئی +

بصفر ۴۴ م منقول ہے) کہ بعض دشمنوں اور ظالموں نے یہ کہو اس کی ہے کہ ائمہ  
مجتہدین سے جس نے روایت  
حدیث کم ہے اس کی بضاعت علم  
حدیث میں کم تھی (یعنی اس کو  
حدیث کم پہنچی تھی) اسی لئے اُس نے  
روایت بھی کم کی۔ اور درحقیقت  
اکابر ائمہ کی جناب میں ایسے (بد)  
اعتقاد کو کوئی راہ نہیں ہے۔ کیونکہ  
شرعیات تو کتاب و سنت سے لی جاتی  
ہے پھر جس امام شریعت کی علم حدیث  
میں پونجی کم تھی اس پر واجب تھا کہ اسکی  
طلب و تحصیل میں کوشش کرتا تاکہ  
صحیح مہول سے دین کو اخذ کرتا۔ ان  
ائمہ سے جس نے روایت حدیث کم  
لی ہے اُس نے امور علم کے سبب  
جو صحت حدیث پر عارض ہوئے روایت  
حدیث کم کی ہے اس کا اجتہاد احادیث  
محل اعتراض کے ترک روایت پر  
باعث ہوا ہے اسی وجہ سے کئی نقل

راقم کتابہ ابن خلدون نے جو اس قلت روایت کی علت بیان کی ہے۔ اس سے کہو

اتفاق نہیں ہو چنانچہ ضمیمہ نمبر ۱۱ مطبوعہ ۱۸۶۸ء میں ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہیں (ہمارا اتفاق ابن خلدون کی اہانت سے ہے کہ امام ابوحنیفہ کے کثرہ احادیث روایت کرنے سے ہم سمجھ لیتا کہ ان کے معلومات بھی اس قدر قلیل تھے حق و انصاف نہیں ہے۔

اب اسید ہمارے نادان قف بہا کی الہدیت امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ بات کہ ان کو صرف کثرہ حدیثیں پہنچی ہیں نہ کہ کثیرہ۔ اور اس غلط بیانی سے باز آئیں گے۔

ایسا ہی ہم ان پر علالتی بہائیوں حنفیہ سے اپنی معنی بہائیوں اہلحدیث کے حقیقین یہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کو فروعی اختلاف کے سبب دین سے خارج نہ سمجھیں اور بنظر اصول عقائد ان کو اسی محبت کی نگاہ سے دیکھیں جس سے وہ اپنی بہائیوں حنفیہ یا اہلعلالتی بہائیوں شافعیہ وغیرہ مخالفین فی الفروع کو دیکھتے ہیں اور ان کو کتب اصول و فروع کیلئے مراجعت فرما کر یہ خیال کریں۔ کہ ان کو اکابر مذہب نے اہل قبلہ کی جو اصول و فروع دونوں میں ان کے مخالف میں (جیسے شیعہ عروج وغیرہ) تحفہ نہیں کی۔ اور مصافحہ تصحیح کر دی ہے۔ کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے اہلحدیث تو صرف بعض فروع وعات میں ان کے مخالف ہیں جنکے خلافیات کی نسبت ان کے مشدّد علماء نے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ وہ ایسے خطا ہیں جن میں صواب کا احتمال ہے۔

لا تکف احدنا من اهل القبلة۔

(شرح عقائد وغیرہ)

اذا سئل عن مذهبنا ومن مذهبنا

قلنا هذا صوابنا و هذا خطا و مذهبنا

خصوصنا و هذا خطا و هذا صوابنا۔

(اشیاء وغیرہ)

کی مثل ہو جس پر ایک ثواب ملنی کی امید ہے۔

شاید ہمارے علالتی بہائی حنفیہ یہ طرز پیش کریں کہ جس حالت میں آج کل کو اہلحدیث

ہو کہ بدعتی و مشرک و بیدین سمجھے ہیں تو ہم ان کو کیوں بیدین نہ کہیں۔ اس غدر کے جواب میں اولاً تو ہم یہ کہتے ہیں کہ بدگوئی کے بدلے کوئی مردانگی نہیں قنوت و مردت ہے کہ بدگوئی کا جواب نکوئی سے دین ۛ

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی حسن الی من اسار  
بنائے علیہ ہمارے علانی بہائی خفیہ کو جو اپنے اصول و فروع کی پابند ہیں مناسب ہے کہ اگر کوئی نادان گروہ المحدث سے انکو برا بھی کہے تو اس کے بدلے وہ ہکو برا نہ کہیں اور اس میں اپنے اسلاف کی پیروی کریں جو خولج جیسے تشدد و مکفرین خلاف اقل اور فاض جیسے مکفرین طبقہ اعلیٰ اہل اسلام کو کافر نہیں کہتے ۛ

اس بات میں کو ہمارے علانی بہائی خفیہ معرض قبول میں حکم نہیں تو ان کے اس غدر کے جواب میں ثانیاً ہم یہ گندارش کرتے ہیں کہ اگر ہمارے بہائی بدگوئی کے بدلے برا کہنا چاہتے اور قصاص لینا بھی پسند کرتے ہیں تو خاصکر ان اشخاص گروہ المحدث کو جو انکو برا کہتے ہیں یا ان کے آئینہ ناسب کی توہین کرتے ہیں جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ چند نالائق افراد کے سبب گل گروہ پر بدگوئی کا گمان نہ کریں۔ اور نہ گل گروہ کو برا کہیں ۛ  
اس گروہ کے اکابر و خواص مذہب تنقی کے مقلدین اور انکی آئینہ کو برا نہ کہیں کہتے بلکہ ان کے بدگوئیوں اور طاعنوں کو برا سمجھتے ہیں ۛ

شیخنا و شیخ النکل مولانا شیخ محمد زبیر حسین صاحب محدث دہلوی نے (مشیق المسلمین بطول حیات) اپنے فتووں میں جو مقلدین کے رسائل میں درج ہو کر چپ چکی ہیں صاف فرمایا ہے کہ جو شخص بیوان مذہب خاص کو مطلقاً گمراہ کہو وہ خود گمراہ ہے۔ اور آپ باتجاء و توافق رائے اپنی شیخ مولانا محمد سحاق مرحوم یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ جو شخص آئینہ مجتہدین کو برا کہے وہ چھوٹا رافضی ہے۔

نواب صاحب بہوپال نے اسباب میں ایک سو چار صفحہ کا ایک متقیل رسالہ

تالیف کیا ہے جسکا نام "حلب المنفعة فی الدب عن الایمہ المجتہدین الاربعہ" ہے اور  
اور اسکا خلاصہ طالب اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۶ میں منقول ہو چکا ہے۔ اس میں  
آپنے طاعنین ائمہ مجتہدین کو جاہل شوریدہ کہا ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے  
کہ ہم نص کے مقابلہ میں تقلید کو شرک جانتے ہیں مگر کسی مقلد پر کفر و شرک کا  
فتویٰ نہیں لگاتے۔ جسکا سروپی ہے جو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۲۳) جلد (۹) کے صفحہ  
(۸۴) و نمبر ۱ جلد ۲۸ میں بیان کر چکے ہیں

اشاعۃ السنۃ سالہا سال سے پکار رہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ وغیرہ ائمہ  
مجتہدین کی بدگوئی بیدنی ہے اور مقلدین مذہبی حنفی وغیرہ کو کافر یا شرک یا بدعتی کہنا  
جائز نہیں ہے (۱) یہ غیر یقینہ بنیاد پر ہے اور اسکا جواب دہ جلد ۲۸ و جلد ۲۹  
ان تصریحات کے ساتھ ہمارے علاقائی بہائی حنفیوں کو کب مناسب ہو کہ  
چند جہلاء کی بدگوئی کے سبب کل طائفہ پر بدگوئی کا گمان کریں۔ اور سب کو برا کہیں  
آئندہ ان کو اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

"مشاورت کا مشورہ" اس مضمون کو ہم جگہ ہونے کو سبب نہیں لکھ سکے۔ وہ بکچہ ہی  
بالفعل ہم ایک رسالہ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جس میں مشاورت کے متعلق ایک مختصر مضمون  
درج ہو اور علاوہ بران اس میں رسوم و رواج شادی وغیرہ پر دلچسپ بحث ہو۔ وہ رسالہ غنچہ مراد ہے  
جسکے مولف پاجی دلی دوست مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب ساکن آراء ضلع شاہ آباد ہیں  
اور وہ یقیناً ۴۷۹ پر بشمول محصول ڈاک مولف سے مل سکتا ہے

تلخیص رسالہ علم الہی عقلی

(جسکا سلسلہ نمبر ۱ جلد ۱ شریعہ ہے)

## بقیت فصل اول باب اول

۵۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہیں جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اس میں بھید ہے بہن تو بس تمہیں کیا معلوم ہے کہ اس کا کوئی بنا نہیو الا ہے یا نہیں ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اس کا کوئی بنا بانی ہو رہوگا کیونکہ گھڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہے۔ جانتا چاہئے کہ ناشکرت والے اس قسم کے اعتراض کرتے بہن جب کوئی خلقت کے دیکھنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناشکرت والے اس قسم کے اعتراض کرتے

بہن ۶

## فصل دوسری

### بیان مذکور چلا جاتا ہے

۱۔ فرض کرو کہ اس گھڑی کے دیکھنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گھڑیاں پیدا ہوتی بہن تو دیکھنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجیب حکمت سے کہ ایک گھڑی سے اور گھڑیاں بنتی چلی جاتی بہن ایسے عجیب سے وہ اور بھی یقین کرتا کہ ضرور کوئی اس کا بانی ہے ۶

۲۔ وہ یہ بھی سمجھا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گھڑی دوسری گھڑی کی بانی ہے تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گھڑی اس سے نکلیں بھون کا بانی وہ ہے ۶

۳۔ اگر وہ سوچنے لگو کہ جیسا یہ گھڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یوں سلسلہ ہمیشہ جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہوگا کہ کوئی بانی نہیں ہے یہ نتیجہ قائم ہوگا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑوں گھڑیوں تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ ان کا بانی کون ہے ۶ عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گھڑی میں پائی

جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بنیہ حکیم اور کاریگری بنیہ کاریگر اور ترتیب بنیہ ترتیب کرنے والے کے نہیں ہو سکتی ہے سو یہ کہنا ایک گھڑی سے دوسری گھڑی کو بنایا کافی جواب نہیں ہے +

۴۔ شاید کوئی کہے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑوں گھنٹوں میں بنی علیٰ آئی میں تو بھی عقل کو کچھ تسلی نہیں کیونکہ عقل چاہتی ہے کہ یہ حکمت کہاں ہو آئی اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور بجاو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ گھڑی بنیہ بنائی کے ہے اور یہاں پر فقط یہ سوال نہیں کہ یہ گھڑی کہاں سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہاں سے آئی حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاقہ رکھتی ہے اور اگر کوئی مان بھی لیوے کہ یہ گھڑی دوسری گھڑی سے نکلی اور اسی طرح کروڑوں نکلیں تو کیا ہو ابھی معاملہ ہے کہ حکمت تو ہے لیکن حکیم نہیں کاریگری ہے لیکن کاریگر نہیں ترتیب ہے لیکن کوئی ترتیب کر نوالا نہیں سونا تکیا مت والوں کے دعویٰ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو کہ بالکل عقل کے خلاف ہو +

## دوسرا باب

### لائہ دلیل مذکورہ کو خلفت کے بیان میں

دلیل یہ ہے کہ حکمت سے حکیم اور کاریگری سے کاریگر اور ترتیب سے ترتیب کر نوالا ثابت ہوتا ہے۔ جانتا چاہئے کہ جیسی گھڑی میں حکمت اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے ایسی ہی خلقت میں ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ اب ہم اکتے تلی چیز کی طرف کہ وہ آٹھ ہے غور کریں گے اور اسکو انسان کے ایک اوزار کے مقابلہ میں کہ دور میں ہے رکھیں گے +

اب دیکھو کہ جو مطالب اور حکمت دور میں ہیں وہی آگہ میں بھی ہے۔

## ہم عصر خود و ستان نصیحت

ہماری بعض عریاں بھولی جانتی ہیں کہ باہم جنگ جلال کو ہم ایک دستہ سے ترک کر کے باہمی مصالحت حاصل کیا طرف متوجہ ہیں ایسی حالتیں ان لوگوں کو جو ہماری طرح اصلاح یا ریفارمیشن کو مقصد پر ہیں مناسب ہے کہ وہ ہم سے چھٹے چھٹے رکھیں۔ اور وہ بھی ایسی امور میں جن میں ہمارے ساتھ نہ کھڑے ہو سکیں۔

ایک ہم عصر مرث سے ان امور کو ثابت کر نیکی درپے ہیں کہ مولف اشاعت السنۃ امام ابوحنیفہ کا توہین کنندہ ہے اور اسے نوح بن الفغانی کو نوح ابن مریم قرار دیا ہے۔ اور امام بخاری سے دو بچوں کے ایک بکری کا دودھ پینے سے رضاعت کا فتویٰ دیا تھا جس کو سب انکا بخاری سے اخراج ہوا۔ ہر چند ہم انکو بلا تخطا طلب تھا ہر دو دفعہ (نمبر ۸ جلد ۸ و نمبر ۹ جلد ۹) میں سمجھا چکے ہیں کہ ہم امام غزالی کی توہین کو بیدینی جانتے ہیں اور اس امام الاشان کو بدلہ مقتدین۔ اور ہم غزالی کو نوح بن ابی مریم قرار نہیں دیا۔ نوح بن الفغانی کی نسبت جو کچھ کہا ہے تخلیقاً و شرطیہ طور پر کہا ہے۔ اور امام بخاری کی بکری کا دودھ سے رضاعت ثابت ہونیکا فتویٰ نہیں دیا ہے بخاری سے اسکا اخراج کا سبب اسکی جو ثقات اہل سیر و بیان کیا ہے۔ "ولیکون صاحب نہیں ہنتر اور اپنی اسکی بیگمانی و غلط بیانی پر اصرار کرتے ہیں۔"

و معہذا وہ اپنی بیگمانی و غلط بیانی کا اثبات ایسے بیان لائل سے کرتے ہیں جن میں نظر کرنا چاہیو کہ انکا جواب دینا محض لاطایل نظر آتا ہے۔ اسکی تخیل میں ہم انکا ایک بیان پیش کرتے ہیں جس سے انکا الزام دوم (مولف اشاعت السنۃ) نوح ابن الفغانی کو نوح بن ابی مریم قرار دیا ہے" کو جواب میں نمبر ۸ جلد ۸ میں کہا تھا کہ ہم نوح بن الفغانی کو ابن ابی مریم قرار نہیں دیا بلکہ تخلیقاً و شرطیہ طور پر کہا ہے کہ اگر یہ نوح ہے تو یہ شخص لائق اعتبار نہیں ہے اور شرطیہ میں امکان مقدم ضروری نہیں ہے تخلیقاً بالجمال ہی جائز ہے۔ اسکی جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ جہاں تعلق بالجمال نہ ہو ان مقدم کا وجود ضروری ہے۔ اسکی جواب میں ہم نے نمبر ۹ جلد ۹ میں فرمایا تھا

۱۷-۳۴-۴

کھا تھا کہ اگر ہمارے قضیہ ان کان لوح ابن الفرغالی ابن ابی مریم فلاجل الاعتما و علیہ مدین تعلیق الحال  
 نہیں اور تعلیق بالکس ہے اور ابن الفرغالی کا ابن ابی مریم ہونا ممکن ہو سکتا ہے تو پھر اصل اعتراض کہاں  
 باقی رہا ہے اور اسکو ساتھ یہ بھی عرض کیا تھا کہ انفس یہ فہم و علم اور یہ ہوسن کتبہ یعنی اشاعتہ السنۃ  
 جہیں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ ہماری بلکہ اپنی موزنہ کی نگلی ہوئی بات کو نہیں سمجھتے تو پھر آپ کو ہوس  
 مکتبہ یعنی کتبہ یا ہو۔ اسکو جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ قضیہ ان کان لوح ابن الفرغالی الخ میں حکم فرضی  
 تقدیری ہے نہ واقعی نفس الامری اور واقعی طور پر یہ قضیہ کا ذب ہے اور اسکی تائید میں اس عبارت مسلم کو  
 پیش کیا ہے قال العلامة الدوالی کذب لثالی فی جمیع الاوقات لواقعہ لا یلزم منہ کذبہ فی الاوقات  
 التقديرية قالنا ائقته فی جمیع اوقات قدر (ای فرض) فیہا حاتیۃ زید ثابتہ کہ وہ انکانت جب اوقات  
 الواقیۃ مسلوۃ تہ عنہ جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت نہ حکم کے معنی حانتہ ہیں اور قضیہ یہ کہ  
 کذب صدق کے معنی ہے افس ہیں اور اس عبارت مسلم کو (جسکو انکو مدعا سوال کو برابر تعلق نہیں ہے)  
 معنی سمجھتے ہیں۔

لہذا ہم اب ان کو درپڑ دہ بھی مخاطب نہیں بناتے اور انکی کسی بات کا جواب  
 نہیں دیتے تو جتنا مبلغ فہم ہے کہ وہ اپنی موزنہ کی نگلی بات ہی نہیں سمجھتے اور بحث ایسے امور میں کرتے ہیں جنہ کوئی  
 شرم و نتیجہ مرتب نہ ہوا نہ خطاب کرنا اپنی اوقات کی غور و تیز کرنا ہوا نہ ہوا نہ وہ ہم کو خطاب کرتے ہیں نہ  
 تو ناچار ہم ان سے پرچہ کا مبادیہ شد کر دینگے۔ مان انکو اپنی غلط فہمی کا یقین نہ ہو تو ہم انکو منصف  
 سلم الطرفین سے اس امر کا یقین دلا سکتے ہیں۔ یہ امر منظور ہو تو ہم کسی منصف سلم الطرفین کا نام اور صورت  
 سوال چھ منصف لے کر ظاہر کر دیں کہ رسالہ کریں +

ایک جوان اور میں جو محض اپنی غلط فہمی سے ہم پر ایک لازم جا کر متعرض ہوئے ہیں  
 باوجودیکہ وہ ہماری انکار مبادیہ پر حکو تحریری عہد ہو چکے ہیں کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز جہل کو راہ نہ دینگا۔  
 آپ ضرور اپنا پرچہ میری پاس روانہ کیا کریں  
 ہم نے ایک شخص کی نسبت جو ہم دوسروں سے رکھتی ہیں اور وہ ہمکو لکھا تھا کہ انکو اپنی تصانیف میں

حقیق کا اثر انداز نہیں جسکو نہ کسی بھی چیز سے کہیں کہیں حقیق و عدم حقیق دونوں کا دخل ہے اس کو جو ان کے ہمارے اس فقرہ کا مطلب قرار دیا کہ اس شخص کی تصانیف  
 حقیق کو خالی ہیں اور پھر میرے اعتراض کا جواب دیا کہ ان کے ہمارے اس فقرہ کا مطلب قرار دیا کہ اس شخص کی تصانیف  
 حقیق کو خالی ہیں اور پھر میرے اعتراض کا جواب دیا کہ ان کے ہمارے اس فقرہ کا مطلب قرار دیا کہ اس شخص کی تصانیف  
 حقیق کو خالی ہیں اور پھر میرے اعتراض کا جواب دیا کہ ان کے ہمارے اس فقرہ کا مطلب قرار دیا کہ اس شخص کی تصانیف

# اشاعت السنۃ النبویہ

مکمل صاحبہا الصلوۃ والتحبۃ

نمبر ہفتم و ہشتم و نهم جلد ہفتم

## اطلاع

رسالہ اقتصاد فی سبیل الجہاد جسکی طرفداروں سے ناظرین کی نگاہیں لگاتے ہی تھیں "مضمون" دومی کاغذ پر چھپ کر تیار ہے جسکی حالت بہت برے اور خاص قیمت جو خاص کر مسلمانان اہل مسیحیت لیجا نیکی عدم خریداران اشاعت السنۃ کو اس کا ایک حصہ اشاعت السنۃ نمبر کے ساتھ وصول ہوا باقی بھی قریب نمبر اس کے ساتھ وصول ہوگا۔ اس سال کا انگریزی ترجمہ بھی دو لکھ تک چھپا ہے اسکے حصے میں صرف فلوس کی دیر چھپ کر اشاعت السنۃ اسکے قیمت و اسمی جلد رسالہ کوئی اقتصاد دارد و کو جلد فروخت کر انہیں تو انگریزی ترجمہ کی جلد اشاعت ہو

## اتمس

مضمون نمبر کو جو مضمون نمبر پر ناظرین پسند کریں تو اسکو ساتھ ہی یقین کریں کہ اس قسم کے مضامین مالک حالت قوم کا صرف اردو میں شائع ہونا جلد اور کافی

فائدہ نہیں دیتا اور کوئی شے اور عمدہ داران کوئی شے کی طرح اصل مضامین کو پوری اور جلد ہی کوئی شے جو انگریزی میں ہوں۔ لیکن انگریزی میں یا مضامین کی اشاعت فلوس میں موقوف ہو اور اشاعت السنۃ کو خریدین جبکہ فلوس میں خریداران مضامین کو اپنی انگریزی میں خریدیں ہرگز اشاعت السنۃ کا یہ حال ہو کہ بزرگ سے غلو و افراط اس کے جواب تک نہیں دیتی چاہے جانی فلوس۔

پس کیا تو خریداران اشاعت السنۃ اس سہولتی اور ناہمدردی کو دور کریں اور جنکو ضرورت ہو کچھ باقی وہ ارمال کریں۔ اس میں ہم انگریزی کا کام چاہتے ہیں ایسا نہ ہو (اور امید بھی نہیں کہ ہوں) تو اس سے کہ بعض بھی امان قوم اشاعت مضامین انگریزی کیلئے خاص چندہ جمع کر کہ ایک فنڈ مقرر کریں جس سے انگریز کا کام ہو اور اسکو نفع و نقصان کی وہی روک مالک متعلق رہیں جو چندہ دین۔ اشاعت السنۃ کو اس سہولتی خاص متعلق ہو جو لوگوں میں پکڑے کہ اس خط و کتابت میں

غلط  
۱۷-۳۴-۴

سلسلہ تعلیم اسلام کی  
پانچویں کتاب

## تہذیب ضروری

### لائق ملاحظہ گو فرماتے اعیان الہدیث

ہماری بعض نظریں جو اسلام کے ملکی و قومی اصول و ہدایات سے واقف نہیں شاید مضامین مذکورہ نمبر ۱ وغیرہ کو بلا ضرورت و خالی از فائدہ سمجھیں اور ان کو اشاعت السنۃ کے ذریعہ منہی سے اجنبی خیال کریں۔ ان حضرات کو افہام و قطع اعتراض کلام کرتے ہیں ان مضامین سے پہلی تہذیب ذیل پیش کرتے ہیں۔

کسی قوم کی قومی ترقی (جس میں مذہبی ترقی بھی شامل ہے) دنیاوی اسباب سے قطع تعلق کرنے سے نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور موجودہ الوقت سلطنت سے ارتباط اور اسکی پالیسی کی مراعات اور اسکے خصوصیات اطہار عقیدت و التقیاد اور ارکان سلطنت سے رابطہ محبت و اتحاد اسباب دنیاوی سے ایک عمدہ اور قوی تاثیر سبب ہے۔ یہ دونوں اصول بدیہی ہیں جنکے اثبات کی ضرورت نہیں ہے۔ ومعہذا ہماری مضمون "دنیا" میں جو عقربہ شائع ہوگا اسکا کافی ثبوت ناظرین کو ملے گا۔

اہل اسلام ان اصول کی طرف ایک مدت تک متوجہ نہ ہوئے تو وہ اپنی قومی ترقی میں اور بعض اقوام بہت پیچھے رہ گئے ہیں علی الخصوص الہدیث جو اس ترقی کے میدان میں ایک قدم بھی نہیں چل سکے۔ انکو مذہبی ترقی میں (جسکے وہ طالب و مدعی تھے) بھی سخت عائق پیش آیا اور اب تک موجود ہیں۔

عام مسلمانوں کو بعض غیر خوانات اسلام نے ان اسباب دنیاوی کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے کینہ و رینا آپ نہ ہا لا۔ اور اس قومی ترقی کا کچھ حصہ لیا۔ مگر ہماری گروہ الہدیث نے نہ اسکا کیا مانا اور نہ ان کے گروہ الہدیث سے کوئی ایسا ریفارم ظاہر ہوا جو انکو اس ترقی کی اسباب دنیاوی کی طرف متوجہ دلاتا لہذا انکو بجائے ترقی منزل کا موہنہ دکھینا پڑا۔

اس گروہ کو علماء اہل تصوف کا خیال صرف مذہبی کتب کے درس اور مذہبی سائل کی تصنیف کی طرف

دور نہ تھی بلکہ ایک نئے مضمون اور نئی طرز کی کتاب پر مبنی تھی۔ فیصلہ شائع ہے اور وہ جو افشا کی اصلاح پر اسے انحضرت اور صحابہ کرام کے خطوط عربی مع ترجمہ سید علی و منیر

میں حج اعلیٰ درجہ کی تصنیف تھی کیونکہ کوری پوری فصاحت و بلاغت و تشریح علم معانی انحضرت اور صحابہ کی عبادت میں خاصہ پر صحت و صواب مسنونہ اشاعت یا عربی طرز کی شق کیا چاہیں انکو مایوس کر

اس کتاب کو ضرور غریب قرار دینا اور اسکی اشاعت سے روک دینا کو زندہ کر کے شہرہ و درجہ حاصل کریں اس کتاب میں ایک بھی

ہنر یا خیالی جو کہ مختصر تاریخ حالات انحضرت اور صحابہ پر مشتمل ہے قیمت فی جلد

المشتبہ تھیں جیمس لاس پیچیدہ والی لاہور

متوجہ رہا۔ اور انکی وہ طعون اور شا دیوں کو صرف مذہبی مایل کی تعلیم و ترویج کا خیال ہی خیال  
 کیسکو پیدا ہوا کہ مذہب بلا استقامت ارباب حسن معاشرت چل نہیں سکتا۔ اور سلطنت و  
 کے حضور میں انہما عقیدت اور ارکان سلطنت سے ارتباط و موازنت ارباب دنیاوی کی اصلی سبب ہے۔  
 اسی بخیاالی میں وہ اپنی مسجد و عین صحیح بخاری کا درس کھاتے رہے یا کسی حجرہ میں خلوت گزیر رہ کر  
 یا حتیٰ یاقوم پڑھتے رہے اور کسی کو بخلا اعیان ملک یا ارکان سلطنت ارتباط و اتحاد کا تعلق پیدا کیا  
 اور نہ کسی کے آگے اپنی عقیدت اطاعت سلطنت کا اظہار کیا تو ان کے حریفوں نے جو نہیں  
 کے اسلامی بہائی تھے مگر مسلمانوں کی بدگوئی و بھڑائی کو وہ اپنی معاش کا ذریعہ سمجھتے تھے پس دعویٰ  
 مخالفت مذہبی کو سبب اس گروہ کی بدگوئی کو اپنا دین خیال کرتے تھے بعض اعیان ملک  
 ارکان سلطنت کو یہ سمجھا یا کہ یہ لوگ اپنے درسون اور مجلسوں میں گورنٹ کے مخالف اور  
 بیان کرتے ہیں۔ اور اپنی دولتیں گورنٹ کا انحصار رکھتی ہیں اور اپنی خلوتوں میں گورنٹ کے  
 حقیقین بدو کا کر تو میں علیٰ ہذا القیاس۔ جسکا نتیجہ ایک مدت کی بعد یہ ظاہر ہوا کہ یہ فرقہ عموماً مقصود  
 سمجھا گیا اور عام عہدہ داران گورنٹ میں جو اس فرقہ کے اصول مذہب سے آشنا نہ تھے یہ فرقہ  
 بدخواہ سلطنت خیال کیا گیا۔ و بنا علیہ انکی مجلسوں اور خلوتوں کی گزالی شروع ہوئی۔ اور انکی  
 قومی اور مذہبی کاموں میں کس فائدہ کی طرح فیہ نہ اہمیت ہونے لگی۔ اپنی اسلامی بہائیوں کو جو ضرر  
 بعض مقامات میں انکو مخالف تھے (باعتھوں سہوہ تکالیف پانے لگے۔ عدالتوں میں گمراہی تو وہاں سے  
 اسی اہتمام بجا کے سبب بلا حشر و آس آئی۔ پھر تو ان سے درس صحیح بخاری چھوڑنے اور وظیفہ  
 یابی یا قیوم بھولنے لگا۔ اور انکی مذہبی ترقی کا بھی تنزل ہو گیا۔

انکا اور انکے حریفوں کا یہ حال دیکھ کر اس قوم کے خادم و وکیل ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو یہ عجیب  
 انگریز خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے تمام طبقات رعایا اس فرقہ ایک ہی فرقہ اہلحدیث ہے  
 جو اس سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو بلجائے امن و آزادی مذہبی سلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے کو بھی  
 بہتر جانتا ہے کیونکہ اس فرقہ کو جو اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں (اسلامی کیوں نہ ہو)

پوری آزادی حاصل نہیں ہے۔ بائیمپری فرقہ برخواہ سلطنت متصور ہو کہ کمال تعجب کا عمل ہو اور ان  
ایات کا مصداق ہے در دہر جو میں کی و انہم کا نہ الخ۔ سہ پری نہفتن رخ دیور کر شمرہ ناز الخ۔  
اور لیکر کار فرقہ الہیہ کی سادگت ہو رہا اور اس تمام کا قولاً و عملاً جواب پیش کرنا اور بھی کمال الخ و کمال عمل ہی  
اس خیال پر گئے اپنے خواب غفلت میں ہوئی والی قوم کو جگایا۔ اور ان اصول صحیحہ کی طریقت توجہ دلا کر شروع  
کیا۔ اور گورانی ہر زبان گورنٹ ہی (جس کے شانہ فیض میں بریادہ طاقت کا دور وازہ تمام وفادار  
رعایا کے لئے یکساں کھلا ہے) ارتباط اور ارکان ملت سے رابطہ ملاقات پیدا کیا۔ قوم کے  
وفادارانہ و ملیانہ خیالات کو گورنٹ تک پہنچایا اور گورنٹ کی نظر عنایت شانہ کو تو ہم کی طرف  
متوجہ کیا۔ اور باب میں تعدد و مضامین اشاعت السنۃ میں درج کیے (جو وقتاً فوقتاً قوم اور گورنٹ  
میں عزت و اعتبار کی نظر سے دیکھ سکتے۔) انہی مضامین کی مدد میں بلکہ ان مضامین کا نتیجہ و لازم  
ی مضامین میں جو مبر و غیرہ میں اب درج رسالہ ہوئی ہیں اب ناظرین انصاف سے کہیں کہ مضامین  
بلا ضرورت و خالی از فائدہ ہیں یا ایسا فائدہ و ضرورت ضرورت ہے جس کی اشاعت کی ضرورت ہو تو پھر  
اس تہذیب کو پیکر امید ہو ہمارے ان اہل بیت خصوصاً ان کا بروز ہر مہر اس ضرورت کا ثبوت کر ہوتا  
تسمیہ کر دیکھو۔ بلکہ خود بھی اشاعت السنۃ کی تقلید اختیار کر کے یا جب ایسی قسم کی کارروائی شروع کر دیکھو۔  
و اعظمیٰ جو صدیق الہی جبار و عظیم و در میں اور صنفین اپنی کتاب ریال میں اس قسم کے مضامین شائع  
کر چکے اور قولاً و عملاً گورنٹ پر اپنے سچے اور وفادارانہ خیالات ظاہر کر رہے ہیں سرگرمی سے پیش  
کر چکے اور تمام کو گورنٹوں اور مقامی حکام وقت سے تعارف و روشناسی پیدا کر کے اپنی قوم  
حالات ملیانہ خیالات سے زبانی بھی آگاہ کریں گے تب وہ آزادی سے اور بلا  
مزاحت غیر اپنی مذہبی خیالات کی اشاعت پر پوری قادر ہوں گے اور قومی ترقی ہو حصار کیلئے۔  
و دیگر اشاعت السنۃ نے قوم کو مذہبی عقائد خیالات کو گورنٹ پر ظاہر کر دیا جس کا نتیجہ ہے عہدہ طلبہ کا بڑا ظہور  
ملاحظہ فرمائیے معلوم ہو گا کہ وہ تمام صالحی حالات قوم کو گورنٹ پر ظاہر ہو چکے ہیں یا ابھی ان کو کچھ نصیب ہو رہا ہے  
مقتدرین بھی اب ہر طرف توجہ ہوں معززین تدریس و تہذیب و تہذیب میں اپنی اوقات تصانیف کو

## فرقہ اہل حدیث

اور

## گورنمنٹ

یہذا محمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست آخر آند ز پس پرودہ تقدیر پر یہ  
اشاعت السنۃ ممبر ۹ جلد ۹ میں جس مژدہ کی طرف اشارہ ہوا تھا وہ ۹ جنوری ۱۹۸۰ء کو  
جلیغ پذیر ہوا اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سرکاری  
کافذات میں فقط دو بابی کی استعمال کو مسدود کیا جائے۔

اس حکم کی وجہ اور تفصیلی کیفیت یہ ہے کہ اشاعت السنۃ ممبر ۹ جلد ۹ میں  
ایک مضمون شائع ہوا تھا جسکا ہیڈنگ (عنوان) یہ تھا - ”الحدیث کو دو بابی  
کہنے پر اعتراض“

اس مضمون میں اولاً یہ ثابت کیا گیا تھا کہ فقط دو بابی ایسے دو بڑے معنوں میں  
مستعمل ہے جنہے گروہ اہل حدیث کی بزارت و نفرت ثابت ہے۔ اس کے بعد  
یہ لکھا گیا تھا کہ لہذا اہل حدیث اپنے حق میں اس لفظ کی استعمال جائز نہیں جانتے۔ اور  
اسکو لائبل لفظ خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ نو مسلم لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ حلال خور کو  
اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سے وہ اصرار کے ساتھ یہ درخواست کرتے  
ہیں۔ کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب نہ کیا کریں۔ خصوصیت کے ساتھ ان کو  
مخاطب کرنا ہو تو لفظ ”الحدیث“ سے جو انکا پڑا خطاب ہے چنانچہ مضمون ”الحدیث  
قدیم میں باجدید“ جو اسی مضمون کے بعد درج رسالہ ہے مخاطب کیا کریں۔ ہر چند ہماری  
مہربان گورنمنٹ (جسکو گروہ اہل حدیث سے بظنی نہیں ہے اور وہ اس گروہ کو بھی  
ویسا ہی خیر خواہ و صلح سدانست سمجھتی ہے جیسا کہ اور مسلمانوں کو) یہ لفظ اس گروہ کی

نسبت ان معنی کے ارادہ سے استعمال نہیں کرتی۔ صرف اس فرقہ کے اس نام سے مشہور ہونے کے سبب یہ لفظ ان کے حق میں بولتی ہے (چنانچہ گورنمنٹ پنجاب نے اپنے سرکلر مجریہ ۴۹- اکتوبر ۱۸۸۷ء میں اور گورنمنٹ ممالک، مغرب و شمال و آسٹریہ اپنی یادداشت نمبری ۴۶۹ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۷ء میں اس امر کا اظہار کیا ہے) اور اسی طور پر بعض خواص ملک (جیگو گروہ اہلحدیث سے کوئی مذہبی وغیرہ عناوین نہیں ہے) صرف شہرت عام کی نظر سے اس لفظ کو ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

لیکن چونکہ یہ لفظ ایک مدت سے جس سے معنی میں مشہور ہو چکا ہے اور جہاں کہیں گورنمنٹ کی تحریرات و احکام میں اس گروہ کے مخالفین اس گروہ کی نسبت یہ لفظ استعمال دیکھتے ہیں۔ وہ ان اس لفظ کے یہی معنی وہ لوگ مراد قرار دیتے ہیں (گو گورنمنٹ کے ارادہ میں وہ معنی نہیں) اور انہی لوگوں کی تقلید و پیروی بعض افسران گورنمنٹ (جیگو گورنمنٹ کے اصول و پالیسی کا لحاظ نہیں کرتے) اختیار کر کے اس فرقہ کو اس لفظ سے یاد کرتے اور حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لہذا یہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر خواہ گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرات کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت ایسے لفظ کا استعمال جس کو فساد پسند و بد نیت لوگ جس سے معنی پر حمل کرتے ہیں قطعاً ترک کرے۔ بلکہ اس مضمون کا سرکلر مشتمل و متداول کر دے اور سرکاری احکام و تحریرات میں اس خیر خواہ فرقہ کی نسبت یہ لفظ قطعاً تحریر میں نہ آوے۔ اور اس فرقہ کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب کرنا ہو تو بلفظ اہلحدیث (جو ان کا پُرانا خطاب ہی اور بھروسہ کے وہ اپنا قومی خطاب اور کوئی پسند نہیں کرتے) مخاطب کیا کریں۔

اس مضمون کی انگریزی وارڈ و مین خوب اشاعت ہوئی۔ اور اسکی انگریزی کاپی گورنمنٹ

بہ: یہ تحریرات بینا سالہ انگریزی نمبر (۱) میں۔ اور ان کا ترجمہ رسالہ اردو نمبر (۱)

جلد ۹ میں منقول ہیں \*

پنجاب میں پیش کر سکے یہ درخواست کی گئی کہ کونٹسٹ پنجاب خود بھی اس مضمون کی طرف  
توجہ فرماتے اور کونٹسٹ ہند کو بھی اس کی طرف توجہ دلا سکے +

اس درخواست کو ہمارے محل اور فیاض الہدیشہ کو نیز پنجاب سرحدیں میں جس  
بہاؤ باقاعدہ معروض قبول ہونے لگی اور پڑھنے سے دور رس کے ساتھ کونٹسٹ ہند کی  
خودست میں اس کی قبولیت کے لئے سفارش کی +

سدا ان کے حال پر ہم فراموش و عزیز و پیار سے و گوہر جبریل لارڈ و فرین  
بالقابہ - جسے بھی سرحدیں میں احباب بالقابہ کی لئے زمین سے اتفاق سے  
ظاہر فرمایا اور نہ کاری کا خداست میں اس لفظ کی استعمال سے منافقت کا حکم دیا  
اس حکم منافقت استعمال لفظ "وہابی" کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقہ کو  
بجائے لفظ "وہابی" لفظ غیر مقلد سے مخاطب کیا جاتا اور اس باب میں اس گروہ کے  
بعض مہذب غافلین یا واقفین کے خیال و مقال پر جو اس گروہ کو لفظ غیر  
مقلد سے یاد کرتے ہیں (اعتما کیا جاتا - اس احتمال و خیال کی ہدافت کو لئے  
گروہ الہدیشہ کے وکیل خاک راڈیٹر نے مقام مکہ سے ایک دستہ جاری کیا  
جس کا مضمون تھا +

جو لوگ ہماری درخواست مندرجہ نمبر ۹ جلد ۹ سے متفق ہیں اور وہ اپنا مذہبی  
خطاب "الہدیشہ" پسند کرتے ہیں - اور بجائے "الہدیشہ" "وہابی" یا غیر مقلد کہلائیکو  
بڑا جانتے ہیں وہ اس مضمون کی ایک سطر اس استہشاد پر تحریر کر کے اس پر اپنا  
دستخط ثبت کریں +

اس استہشاد پر الہدیشہ مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب - ممالک مغرب و شمال  
واوہ - بہی - مدراس - بنگال ممالک متوسط کے تین ہزار ایک سو چالیس اعیان  
اشخاص نے یہ ظاہر کیا کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی بڑا جانتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو

گورنمنٹ ہیکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی صاف رکھے اور ہم کو بجز اہلحدیث کسی لفظ سے مخاطب نہ کرے +

ان ہستہنشاہ کو بھی جنہر ان اشخاص کے دستخط ثبت تھے اس درخواست کی تائید میں گورنمنٹ میں پیش کیا گیا اور علاوہ بران اشاعہ السنہ کی پھیلی جلدوں اور تصانیف آنرا میل سید احمد خان سے تہذیب الاخلاق اور جواب رسالہ ڈاکٹر نثر کو جنہیں یہ بیان ہے کہ اہلحدیث لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو۔ اور اس گروہ کا قدیمی خطاب اہلحدیث ہے اور ایک فتویٰ علماء حنفیہ زمانہ حال کو جس میں جو ائمہ معتبرات مذہب حنفیہ یہ تصحیح ہے کہ اہلحدیث قدیم ہیں اور یہ خطاب ان کے لئے ہمارے فقہاء مذاہب سے تسلیم کیا ہے۔ اور اپنی پرانی کتب مذاہب میں ان کے حق میں استعمال فرمایا ہے، گورنمنٹ میں پیش کیا گیا جسکا اثر نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا کہ لفظ ”وہابی“ سمجھا گیا تھا۔ اور اس گروہ کو اسکے استعمال سے بچنے کا رکھا گیا +

یہ امر گورنمنٹ پر ثابت نہ کیا جاتا تو گمان غالب تھا کہ اس فرقہ کا نام غیر مقلد قرار دیا جائیگا اور اس کی باعث تھا +

رہا یہ امر کہ گورنمنٹ نے اس فرقہ کا خطاب ”اہلحدیث“ دیکھ کر مقرر بنایا جیسا کہ اس مضمون میں درخواست کیا گیا تھا (اسکی وجہ جو سکریٹریان گورنمنٹ ہندو گورنمنٹ پنجاب کی زبانی تقریروں اور ان کے نیم سرکاری تقریروں میں بیان ہوئی ہے) یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اس امر کو مذہبی معاملہ سمجھا اور اس کا تصفیہ خود ہمارے (اہل اسلام کے) اہی سپرد کیا اور یہ قرار دیا کہ جس خطاب سے یہ فرقہ اپنے آپ کو مخاطب کریگا اور دوسری اسلامی فرقوں میں وہ خطاب مسلم ہوگا اسی خطاب کے ساتھ گورنمنٹ

کی طرف سے انکو مخاطب کیا جائے گا۔ چنانچہ اسے پی گڈ اٹل سکریٹری  
گورنٹ ہند ہوم ڈپارٹمنٹ اپنی نیم سرکاری چٹھی مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء  
موسومہ خاکسار (ایڈیٹر اشاعت السنۃ) میں تحریر فرماتے ہیں :  
جس معاملہ سے آپکو تعلق ہے اس میں کامل طور و تمتع کرنے کے بعد گورنٹ ہند نے  
باتفاق اسے گورنٹ پنجاب میں فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ لفظ واپی کا استعمال موقوف  
کیا جائے۔

”گورنر جنرل باجلاس کونسل لفظ المحدث“ یا غیر مقلد مقرر نہیں کر سکے۔  
\* \* \* آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ چونکہ گورنٹ مذہبی معاملات میں بالکل خاموش  
رہتی ہے لہذا اس پالیسی کے لحاظ سے گورنٹ اور کچھ نہیں کر سکتی۔ \* \* \*  
اگر کوئی مناسب خطاب عام طور پر قبول کر لیا جائے گا تو گورنٹ ایسے منطوقہ شدہ خطاب کے  
استعمال کے متعلق اہل اسلام کی خواہشوں پر تائید کی نظر سے غور کریگی۔“

اسی کے قریب قریب ہے جو مشر میکینی ولس صاحب پرائیوٹ سکریٹری گورنر  
جنرل اور مشرف پورٹرنڈ صاحب سی ایس آئی فائدہ سکریٹری گورنٹ ہند اور مشر  
ٹیک سے اب جنرل سکریٹری گورنٹ پنجاب نے متعدد وقتوں میں عند المذاکات  
خاکسار کو دوستانہ طور پر زبانی ارشاد فرمایا اور یقین دلایا تھا اور یہی اہم ہر کو بعد  
غور و تامل حق قریب انصاف معلوم ہوا اور بقول ہمارے ہر اہل دوست اسے پی  
گڈ اٹل سیکرٹری سمجھ میں آگیا کہ بے شک گورنٹ کی طرف سے کوئی خطاب مقرر ہونا  
دوسرے فرقوں کے اعتراض کا موجب ہوگا۔ ہم خود جو خطاب اپنے لئے مقرر کریں گے  
اور ہمارے دوسرے اسلامی بہائی اس خطاب کو عموماً تسلیم کر لیں گے تو گورنٹ کو اس  
خطاب کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جب  
ہم نے اشاعت السنۃ نمبر ۴ و ۵ جلد ۹ میں ایک مضمون اس عنوان کا

کہ الہدیہ کا خطاب "الہدیہ" پڑانا خطاب ہے اور یہ دو صورتیں اسلامی فرقوں کی دل آزاری کا موجب نہیں ہو سکتا مثلاً کیا (جب بین الکو کتب متبرہ فرقہ سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا تھا) اور وہ مضمون عملاً اہل اسلام میں تسلیم کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اور ہر ایک دو مضمون کے دیکھ اس فرقہ سے پھیلنا ہے کسی نے اس پر اعتراض کیا اور جب گورنمنٹ کی طرف سے تہاڑی دینا مستکا پیش جواب وصول ہوا تو اس جواب کو تمام اہل اسلام مضمون سے اپنی اخباروں میں پر زور پیکار کون اور تائید کون کے ساتھ شائع کر دیا اور ان پر بار کون میں اس فرقہ کو اس خطاب کا خطاب ہے اس کا خطاب فرمایا اور اس پر پبلک اہل اسلام کا اتفاق ظاہر ہوا (چنانچہ ان اخباروں کے دیکار کون سے پھول چٹائی گورنمنٹ کے ذیل میں منقول ہوں گے یہ امر ناظرین کو بخوبی ثابت ہوگا) اور یہ امر گورنمنٹ پنجاب کو معاصر ہوا تو اس موقع جشن جوبلی پر گورنمنٹ نے اپنی تحریروں اور کاغذوں میں اس فرقہ کو اسی نام "الہدیہ" سے مخاطب کیا۔

چھٹی پرامیوٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب میں جو بجا اب اس درخواست الہدیہ کے کہ ہزار زلفٹ گورنر الہدیہ کی دعوت جوبلی میں شامل ہونے سے عزت بخشیں اور ان کی طرف سے ایڈریس مبارک کیا لینا منظور فرما دیں وکیل الہدیہ آڈیٹر شافعی کے نام موصول ہوئی ہے ہزار زلفٹ گورنمنٹ اس فرقہ کو اسی خطاب الہدیہ کو مخاطب فرمایا ہے ورنہ یہی ٹکٹ جو ڈیموٹیشن الہدیہ کے شامل ورنہ ہونے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے وصول ہوا اس میں بھی الہدیہ کے خطاب سے اس ڈیموٹیشن کو مخاطب فرمایا ہے۔ عین ورنہ گورنری میں (جبکہ الہدیہ کا ڈیموٹیشن پیش ہوا سکرٹری گورنمنٹ نے اسی خطاب سے اس ڈیموٹیشن کو مخاطب فرما کر

پیش کیا۔ اس کارروائی کو فرسٹ سٹج ہکو اور بھی یقین ہوا کہ گورنمنٹ کا اس گروہ کے لئے خطاب "الہدیہ" از خود مقرر کرنا اور اس تقرری خطاب کو اہل اسلام ہی کے سپرد کرنا عین صحت و قرین صواب تھا جسکا نتیجہ ناقابل اعتراض و بحق الہدیہ نہایت مفید ظاہر ہوا۔

لہذا فرقہ الہدیہ گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق سرکشی متوقف ہے اور اپنے ہر و لعزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ و ایسے لارڈ و فرین اور اپنے پیارے راجل اور فیاض لٹنٹ گورنر مسٹر چارلس ایچسن کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور بعض شکریہ اس احسان اور احسانات سابقہ گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر بذولہین اعلیٰ انخصوص احسان آزادی مذہبی کے جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے) الہدیہ لاہور نے جشن جوہلی کی تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی۔ اور قیصر ہند کی بجاہ سالانہ حکومت کی خوشی میں اہل اسلام کی مکلف ضیافت کی جہمین روسا و شرفا۔ علما و عام اہل اسلام رونق افروز ہوئے۔ مولوی الہی بخش صاحب وکیل کی وسیع کوشش کے دو مکرر میسون وغیرہ خواہ کے لئے مخصوص تھے باقی سات گروہ عام اہل اسلام کے لئے مقرر تھے اور کھانا ب کے آگے امیر تھے خواہ فقیر رئیس تھے خواہ غیر رئیس یکساں پلاؤ۔ زروہ۔ قورما پیش کیا گیا۔

دس بجے صبح سے ٹھیک ۱۲ بجے تک ان صاحبوں کو کھانا کھلایا گیا جنکو ٹکٹوں کے ذریعہ سے بلایا گیا تھا۔ اسکے بعد چار بجے تک عام اہل اسلام ساکین و فقرا کو کھانا کھلایا گیا۔ آخری جامعہ کو کچھ نقد بھی ملا۔

انجمن اسلام کے کل ممبر رحیم نواب نواز علی خان صاحب بہادر

۱۱۔ ایسی اور چھٹ گورنمنٹ میں جو خاکا کے نام وصول ہوئی ہیں خطاب الہدیہ مقرر ہے۔  
۱۲۔ ایسی اور چھٹ گورنمنٹ میں جو خاکا کے نام وصول ہوئی تو حضور مدوح نے انرا ہدایت فرمائی ہے

سی۔ آئی۔ اسی لالیف پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ اور خان بہادر محمد بک رت علی خان صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور۔ نواب غلام محبوب سجانی صاحب رئیس اعظم لاہور۔ اور خان بہادر سید عالم شاہ صاحب پشتر اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر خصوصیت کے ساتھ مستحق ذکر و شکر یہ ہیں) اور انجمن حمایت اسلام کے کل ممبر اور انجمن ہمدردی اسلامی کے کل ممبر اور شہر کے علما اور دفتر دن اور کچھ لوگوں کے لازم اس دعوت میں شامل ہو کر عزت افزا سے جماعت الہدیت تھے اور جو صاحب ممبران انجمن ہمدردی یا انجمن اسلامی سے تشریف نہیں لاسکے وہ اس وقت سرکاری کاموں کے انتظام میں مصروف تھے۔ انہوں نے اپنی جگہ اپنے عزیزوں اور وکیلوں کو بھیجا اور بعض حضرات نے ازراہ کمال عنایت اپنی عدم تشریف آوری پر ہذر فرمایا۔ (از انجملہ خصوصیت کے ساتھ مستحق ذکر حالی جناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر سی ایس آئی (جو ہذر جاری کے سبب تشریف نہیں لاسکے) اور جناب تقیر سید جمال الدین صاحب آنریری اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر اور جناب شیخ سندھ خان صاحب آنریری مجسٹریٹ لاہور ہیں) ان حضرات کے عذر کو جماعت الہدیت انکی تشریف آوری کی جگہ سمجھتی ہے اور ان حضرات کی دل سے شک گذاری نقد دہل دعوت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکا مگر عام ناظرین و حاضرین کے قیاس میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا +

ہزار آنرز لفٹ گورنر پنجاب سے بھی معذرتیں سکرٹریوں اور صاحبان کے اس دعوت میں شامل ہونے کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر ہزار آنرز سے اظہار مسرت و ممنونی کے بعد افسوس کے ساتھ یہ ہذر تحریر فرمایا کہ ۱۶ تاریخ کو انکے اوقات تقسیم ہو چکے ہیں لہذا اب ہضم و مدوح قبولیت دعوت کا کوئی انتظام نہیں فرما سکتے + اس دعوت کے مقام (مولوی الہی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازہ کو سامنے سے

رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لئے نواب افغانٹ گورنر بہادر کا گزر کر نامقرر تھا اس جگہ اہلحدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری و فون میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دعائیہ مرقوم تھے

The Ahl-i-hadis wish empress a long life.

ترجمہ اہلحدیث چاہتے ہیں کہ قیصرہ کی عمر دراز ہو

دوسری طرف لاجپوروی رنگ سے یہ بیت اردو

دل سے ہے یہ دعائے اہلحدیث جشنِ جوبلی مبارک ہو

اس دروازہ سے افغانٹ گورنر اور ان کے مصاحبوں اور پیسوں کی سواریوں کا گزر ہوا تو سب کی نگاہیں ان کلمات دعائیہ کی طرف رجحیم چار اور ہتھیاروں کی روشنی سے روز روشن کی طرح نمایاں تھی (لگی ہوئی تھی اور اکثر کی زبان سے کلمہ اہلحدیث جاری تھا)۔

اسی خوشی و مسرت و عقیدت سلطنت کے اظہار کے لئے اسی رات دس بجے اہل پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے ایڈریس مبارکباد پیش ہوئے۔ ان میں ہونین سبیر اہلحدیث کا ایڈریس جبکی نقل حاشیہ میں ہے بذریعہ ڈیپوشن پیش ہوا

ایڈریس گروہ مسلمانان اہلحدیث

بعضوفضیائے گورنمنٹ و کٹوریہ ملکہ گریٹ برٹن قیصرہ مہند بارک لہندی سلطنت ہا ہم ممبران گروہ اہلحدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کثیرت

عالی میں جشنِ جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

(۲) برٹش رعایا سے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں اس

مبارک تقریب کی مسرت جوش دن ہوگی۔ اور اسکے بال بال سے صدای مبارکباد

ڈالتی ہوگی۔ مگر خاصکر فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمانبرداری

اس لڑیں پر مختلف اضلاع ہندوستان و پنجاب، بمبئی و برہماچل وغیرہ اعیان  
الہمدیہ کے و تنظیم شدہ تھے پر ڈیپٹی کمشنر مین ہرنسٹ چند انکھاس دربار گورنری میں  
حاضر ہوئے۔ چاکسار اور پیراشاقتہ اسفند وکیل الہمدیہ۔ مولانا حنیف الدین خان  
الہمدیہ و انڈیہ جی جی اسی غرض شمولیت وید پٹیشن میں جن میں ۱۴ تائین کو دہلی سے

وقت کی عقیدت انکا مقدس مذہب سکھانا اور اسکو ایک فرض مذہبی قرار دینا ہو  
اس اظہار سرت اور اسے مبارکباد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیش قدمی ہو  
علی الخصوص گروہ الہمدیہ منجملہ اہل اسلام اس اظہار سرت و عقیدت اور دین  
برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں  
اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاج برطانیہ کا حلقہ گوش ہو رہا ہے اس اظہار ایک  
سبب بہا نعمت مذہبی آزادی سے یہ کہ وہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا  
نصیب اٹھا رہا ہے +

(۳) وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسکی سلطنت  
میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی  
سلطنتوں میں یہ آزادی حاصل ہو۔ اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس  
گروہ کو اس سلطنت کو قیام و استحکام سے زیادہ سرت ہے اور ان کے دل  
سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نکل رہی ہیں +

ہم ہر سبب جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خدا اور ائمہ کے حضور دعا کی  
حکومت کو اور پڑھا سکے اور تادیر حضور والا کا نگہبان رہے تاکہ حضور والا  
کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں اسن اور تہذیب کی  
برکتوں سے فائدہ اٹھائیں +

تشریف لائے تھے۔ مولوی احمد اور صاحب رئیس و پیشوا سے الہدیٰ پیشہ اور تشریف  
لے کر خان صاحب پیشہ انگریزی اسکول اسسٹنٹ کسٹرنٹ مولوی  
الہدیٰ پیشہ صاحب وکیل پٹنہ کورٹ پنجاب۔ مولوی برکت علی صاحب وکیل  
لاہور۔ اس سرپرست و انہما عقیدت کا تازہ سبب و محرک گورنمنٹ کا وہی احسان ہے  
جو فرقہ الہدیٰ پیشہ پر تازہ دم مہذول ہوا ہے۔

اس مرتبہ پر گورنمنٹ الہدیٰ پیشہ نے جتنی احسان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا اور اپنی عقیدت  
و محبت کا اظہار کیا اس پر اس قدر اس کے خطاب و الہدیٰ پیشہ کا خوب شکر ہے  
ہوا اور یہ بلقیٰ و جہرہ شہرہ پر ہر خوش بود کو برآید سبک کرشمہ و کار  
اس الہدیٰ پیشہ نے گورنمنٹ کا حق نبی ادا ہوا اور اسکی وفادار رہا الہدیٰ پیشہ کا  
مطلب یہ بھی تھا۔

پتہ چلتا ہے الہدیٰ پیشہ اور اسکے پیروں کو اس مجمع عام اہل اسلام میں بھی

بلا اس مجمع عام اہل اسلام کی جامع اور منظم اجتماع انجمن اسلامیہ لاہور ضی (جس نے  
خاص اس کا زیر کے لئے جوہلی سب کمیٹی مقرر کی تھی جسکے سکریٹری چارے پیارے  
ایڈیٹر شریف (جس نے اس کمیٹی کے لئے بذریعہ ایک اعلان مطبوع کے لاہور کی سبھی  
سراشیوں (انجمن ہمدردی انجمن حمایت اسلام وغیرہ) کے ممبروں اور سبھی  
اسلامی فرقوں اہل تشیع۔ اہل سنت (اہل حدیث۔ اہل نقد) وغیرہ کے لوگوں کو  
دعو کیا تھا۔ اس مجمع میں انجمن اسلامیہ کے ممبروں نے (جنہیں خصوصیت کے ساتھ  
خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ واجب الذکر ہیں)  
بڑی پرچوش اور مؤثر تقریروں سے حکومت پنجاب سال قیصر ہند کی برکتوں اور  
آسائشوں کو بیان فرمایا۔ اور حاضرین کے دلوں میں رعایت و سلامتی  
قیصر ہند کے لئے تازہ جوش پیدا کیا۔

شامل تھے جو وہاں چیمبر و ہاؤس قیصر ہند کے لئے مسجد شاہی لاہور میں جوہلی کے دن ہوا تھا۔ ایسا ہی ہندوستان کے دوسرے شہروں (دہلی - نصیر آباد و ضلع اجمیر وغیرہ) میں اس دعا کے لئے ان کا اجتماع ہوا +

اس شکر یہ دوسرے کے علاوہ الہدیث لاہور کے ایک جلسہ عام میں جس میں دوسری اسلامی فرقوں کے لوگ بھی کثرت سے شامل تھے یہ رزلوشن پاس ہوا کہ اس سال کا جوازہ دم فرقہ الہدیث پر ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ ہر کیلنسی لارڈ و فرن اور مہاراجہ سرچارلس اچھن کا شکر یہ بھی ادا ہونا چاہئے۔ بہار علیہ یہ قرا۔ پایا کہ ہر کیلنسی لارڈ و فرن کا شکر یہ بڑی ایک میموریل کے چیمبر الہدیث وغیرہ اعیان کل ہندوستان و پنجاب کے دستخط ثبت ہوں اور کیا جائے۔ اور مہاراجہ سرچارلس

اسی دن انجمن اسلامیہ نے مسجد شاہی لاہور میں بے شمار فقراء و مساکین کو تکلف کیا دیا۔ اور اپنی قیصر مہربان کا مالی شکر یہ بھی ادا کیا +

انجمن اسلامیہ ہمیشہ ایسے کاموں میں بھکت کیا کرتی ہو اور دوسری فرقوں اور سوسائٹیوں کی استاد و رہنما ہے۔ کیونکہ وہ خود سابق الوجود ہے۔ اسکے بانی مہالی سکریٹری پرینڈیٹ وغیرہ اعیان سابق ہیں +

خدا تعالیٰ اس انجمن اور اسکی برکت کو قائم رکھے اور اسکے بانیوں اور معاونوں کی ہمتوں میں اور برکت دے +

پتہ نصیر آباد ضلع اجمیر میں باجارت کرنل اسے ڈیپو رابرٹ صاحب مجسٹریٹ چھاؤنی نصیر آباد پریڈمین الہدیث کا بڑا مجمع ہوا جسکے صدر نشین مولوی محمد صدیق صاحب ساکن میرٹھ تھے اس مجمع میں ۱۰۰ بچے سے ۳۰ بچے تک وغذا و نصیحت وغیرہ خیرات ہوتی رہی۔ اور حضور ملک قیصر ہند کی عمر و اقبال کے لئے جناب باری میں دعا کی گئی + (دیکھو راجپوتانہ گولڈ اجمیر مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۸۷۷ء)

ایچمین کاشگریہ بذریعہ ایڈریس اور اہوجکو الہدیت وغیرہ اہل اسلام پنجاب کا  
ڈیپوٹیشن حضور مملوچ کخدرست میں پیش کرے

اس میموریل اور ایڈریس کے مسودہ اس رسالہ کے ساتھ ناظرین کے پاس پہنچیں  
تو میموریل کی تائید و تصدیق میں ایک عمدہ فلیکپ کاغذ پر یہ ایک سطر کہ ہم وفادار  
رعایا اسکا سے فلان شہر اس میموریل الہدیت کے مضمون سے دلی اتفاق رکھتے ہیں  
تحریر کر کے کل ہندوستان کے الہدیت وغیرہ اہل اسلام (جو مضمون میموریل  
سے متفق ہوں) اپنی اپنی قلموں سے دستخط واضح بہ تفصیل خطاب ثبت  
کریں

اور ایڈریس کی تائید میں ویسی ہی کاغذ پر اسی مضمون کی ایک سطر لکھ کر پنجاب  
کے اعیان و دستخط ثبت کریں اور ان سب دستخط شدہ کاغذوں کو اپنے وکیل ایڈیٹر  
اشاعہ السنۃ کے پاس واپس ارسال کریں

ان دستخط شدہ کاغذات کو بشمول میموریل و ایڈریس جو مطلقاً کاغذ پر ارقام ہونگے  
حضور گورنر جنرل اور نواب لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں پیش کیا جائے گا  
اب ہم ملن جہیات گورنمنٹ کو جن میں دل آزار لفظ ”وہابی“ کے استعمال سے  
منع کیا گیا ہے نقل کرتے ہیں اور ان کے ذیل میں اہل اخبارات کے  
ان رہبر کون کو جن میں اس حکم گورنمنٹ کی تائید اور اس فرقہ کے حق میں خطاب  
الہدیت کی تسلیم و تصدیق پائی جاتی ہے نقل کریں گے اسکے بعد چٹھی برائوٹ  
سکرٹری لفٹنٹ گورنر پنجاب کو جس میں اہل اسلام کے تسلیم خطاب الہدیت کے  
مطابق گورنمنٹ پنجاب نے اس فرقہ کو اس لفظ سے مخاطب کیا ہے معض نقل  
میں لائیں گے

اخیر میں ان سرکاری اور ملکی تحریروں کے نتیجہ سے اپنے عینی اور

عالمی اخوان اہل اسلام کو اکٹھا کریں گے

مہر چھپائی گروہ شہید

میسرہ ۱۳۵

جناب ڈیو ایم شکسہ صاحب ہمارے

سکریٹری گروہ شہید

مذکورہ بالا رسیدہ خط میں صاحب ڈیو ایم شکسہ

لاہور مورخہ ۱۹ جنوری ۱۳۵۰

جناب میں

جواب آپ کی چھٹی نمبر ۱۹۵ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۳۵۰ میں آپ سے درخواست کی تھی کہ جس قوم کی طرف سے وہ کیل ہوئے گا آپ وہ قوم سے کہہ دیں اور ان کی ریت فقط وہابی کا استعمال سرکاری احکام میں منع کیا جائے۔ جس کے حکم پر اس وقت کہ میں انکی خدمت میں نقل چھٹی نمبر ۱۹۵ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۳۵۰ میں ارسال کیا اور ان کے مقام سکریٹری گروہ شہید (زوم ٹیپا شہید) کی طرف سے انکی چند اداس میں حکم دیا گیا ہے کہ سرکاری کا خدمات میں فقط وہابی کا استعمال منع کیا جائے

(۲) آپ کی چھٹی نمبر ۱۹۵ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۳۵۰ میں آپ سے کہہ دیا گیا تھا کہ ان اشتہاد اس کے جن پر دستخط ہوئے (جو آپ نے وہابی کر کے اپنی چھٹی نمبر ۱۹۵ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۳۵۰ میں ارسال کئے تھے) ان کے واپس لیا جائے

بین ہون جناب

ایکناہایت فرمان بردار خادم

از طرف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

نقل چچی نمبری ۱۵۵۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۸۶ء

انجانشین مقام سکرٹری گورنمنٹ ہندوستان (پنجاب)

پیام سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

محرم اب پچی نمبری ۱۵۵۸ مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء کے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ایک  
اطلاع دین کہ گورنمنٹ ہندوستان کو مل گیا تھا کہ اس کے سرکار کے پاس  
سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ "وہابی" کا استعمال سرکاری کاغذات میں  
سرد و کیا جائے۔

اخبار دین کے ریکارڈ

ریکارڈ فنی ہندوستان مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۶ء

گورنمنٹ ہندوستان میں جو جنہوں نے اس بارہ میں درج اخبار کیا تھا اس میں بہت تو فیض کی  
ساتھ یہ امر ظاہر کیا گیا تھا کہ جس حال میں وہابی کا لفظ وہ وقت اپنے لئے دل آزار  
سمجھا جاتا ہے جسکی نسبت کہ وہ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکی  
نسبت سرکاری کاغذات میں قلعی طور پر استعمال نہ کرینے کے حکم کا نفاذ بجا و صلح کل  
پالیسی گورنمنٹ کے نہایت ضروری ہے۔ اب ہم بہت خوش ہیں کہ حضور گورنمنٹ  
باجلاس کونسل کے مان سے اس امر کی نسبت قلعی احکام جاری کئے گئے کہ وہابی کا

لفظ سرکاری کا غذات میں استعمال نہ کیا جائے مندرجہ ذیل سرکاری کا غذات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے:

اسکے بچہیات گورنمنٹ کی نقل کی ہے اسکے بعد کہا ہے

ہم بارہ میں گورنمنٹ کا ولی شکر یہ ادا کرتے ہیں اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ جب ایک غیر مذہب کی گورنمنٹ نے براہ صلیح پسندی ایک اسلامی فرقہ کی نسبت اس لفظ کا استعمال کرنا پسند نہیں فرمایا جو وہ فرقہ اپنی نسبت دل آزا خیال کرتا ہے تو ایسی حالت میں کمال شرم کا مقام ہوگا اگر مسلمان اپنی باہمی خیالات اتحاد کو ایسی ایسی خفیف باتوں کے لحاظ سے بگاڑ بیٹھیں اور کسی ایسے لفظ کا استعمال اپنے بھائی بندوں کی نسبت کریں۔ جبکہ گورنمنٹ نے بھی ان کی نسبت ازار تسلیم کر لیا ہے۔ ہم اس وقت زیادہ تر عوام کو اپنا مخاطب کرنا نہیں چاہتے بلکہ اہل حق صاحبان اخبار اور دیگر مہذب ناظرین اخبار سے بڑے ادب کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ وہ بھی اس بارہ میں گورنمنٹ کی صلیح کل پالیسی کی تقلید کریں۔ اور بجائے دہلی کے ہیشہ اہل حدیث کا لفظ اس فرقہ کی نسبت استعمال کیا کریں۔

### ریمارک فیتق ہند لاہور مطبوعہ ۱۵ جنوری ۱۸۸۷ء

جو صدور حکم گورنمنٹ سے پہلے اشاعت السنۃ کے مضمون اہلحدیث کا خطاب پر کیا گیا تھا گذشتہ سال ہم نے بارہ میں رسالہ اشاعت السنۃ کے ان مضامین سے اتفاق کیا تھا۔ جن میں پسلبک اور گورنمنٹ کو اس امر پر توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ فرقہ اہلحدیث کی نسبت دہلی کا لفظ استعمال نہ کیا کریں جبکہ معنی مذہبی اصطلاح میں لائڈز اور پولیڈکل اصطلاح میں

بچہ گورنمنٹ کی کسی چیز میں یہ اصطلاح نہیں لائی گئی۔ اس گروہ کو مخالفین مذہب نے اصطلاح مقرر کی ہے۔ ادنیٰ کی تقلید بعض واقف سرکاری عہدہ داروں نے کی ہے دیکھو صفحہ ۱۹ نمبر ۱۸

باغی کے ہیں۔ اور کسی فرقہ کی نسبت کوئی لفظ ایسا استعمال نہ کرنا چاہیے جس سے اسکا دل دکھے۔ آئیہ ہم نے رسالہ اشاعت السنۃ میں پھر ایک مضمون اس بارہ میں دیکھا جہاں ان خیالات پر بحث تھی کہ (۱) آیا یہ لقب الہدیت کا ان کے لئے قدیم سے ہے یا جدید اور نیز یہ کہ (۲) ان کی نسبت اس لقب کے استعمال کرنے سے نتیجہ تو نہیں نکال سکتا کہ دوسرے فرقے مسلمانوں کے الہدیت نہیں ہیں؟ چنانچہ اول ایک مفصل عالمانہ بحث پہلے شق کے متعلق کی گئی ہے جہاں نہایت مستند کتابوں کو مختلف حوالے دیکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ لقب الہدیت کا ان کے لئے پُرانا ہے اور دوسرے حصہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان کے اس لقب کے استعمال کرنے سے ہرگز یہ لازم نہیں آسکتا کہ دیگر اسلامی فرقے اہل حدیث نہیں ہیں اور اس کے استعمال سے کسی اور فرقہ اسلام کے لوگوں کا دل دکھ سکتا ہے۔ بلکہ بجا معاملات موجودہ کے مسلمانوں کا پورا فرض یہ ہونا چاہیے کہ اپنے کسی فرقہ کی نسبت کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کریں جس سے انکا دل دکھو اور باہم برا درازہ اتحاد رکھیں جو تمام بہائیوں کی بنیاد ہے۔ اس بحث کے متعلق رسالہ موصوف نے یہ نہایت عمدہ استدلال کیا ہے کہ۔

اسکے بعد اس مضمون کو دلائل کا اشاعت السنۃ سے اقتباس کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے اس قدر تذکرہ تو عام مسلمانوں سے متعلق تھا لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس بحث میں آپ گورنمنٹ کو زیادہ تر مخاطب کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ مختلف لوکل گورنمنٹوں کی توجہ جب کہیں اس معاملہ پر دلائی گئی تو انہوں نے علامہ اس بارہ میں معذرت کی کہ انہوں نے غلطی سے دیوبندی کا لفظ اس فرقہ کی نسبت لکھ دیا ہے۔ جس سے الہدیت صاحبان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ پس جبکہ دیوبندی کے لفظ کو ترک کر دینا مسلم ہو چکا ہے تو ہم نہیں جانتے کہ بجائے اسکے الہدیت کا لقب استعمال کرنے میں کون سا تذکرہ گورنمنٹ کو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ ایک بدیہی بات بھی جا چکی ہو

کہ نام اگر بامعنی ہو تو اس سے یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ اس کے معنی جسے کے سوائے کسی میں پائے نہیں جاتے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر نام بامعنی ہو اور جسے کے اوصاف بالکل اس نام کے مفہوم سے متناقض بھی ہوں تاہم کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو اس نام سے بچا کر اُٹ جائے جسے وہ بچا کر اجانا پسند کرتا ہے بشرطیکہ اس سے کوئی ضد نہ ہو بلکہ ضد کی حالت میں بھی کوئی شریف آدمی پہلو چڑھ کے کوئی نام اس کے لئے بچا کر اجانا پسند نہ کرے گا۔ مثلاً کسی مجلس کا نام خیر خواہ نہ ہو اور وہ بالکل بدیون کی بدخواہی کر رہی ہو تاہم جب کبھی اس کا تذکرہ کریں گے تو اسی نام سے کریں گے جو اس کے اپنے لئے پسند کیا ہے اسی طرح کئی اخبارات ہیں جن کے نام کا مفہوم اپنی تحریروں کے بالکل متناقض ہے مگر پھر بھی اگر کوئی مخالف شخص ان کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کو ان کا نام اپنی الفاظ میں لینا پڑتا ہے جو انہوں نے اپنے لئے پسند کر رکھی ہیں پھر حال کی موافق یا مخالف پہلو سے ہو کر دیکھا جائے تاہم کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ الہدیث کو ان کے ایسے لقب سے یاد فرمائے ہیں گورنمنٹ کو کسی قسم کا تذبذب یا تامل ہو۔ رفیق منہد کا اڈیشن خود ایک ششہ جماعت شخص ہے اور اسی الہدیث

ہمارے پیار سے رفیق بجا قضاہ بن چھپو یا اہل فقہ استعمال کر سکتے تو مناسب تھا۔

کیونکہ الہدیث خود اہل سنت ہیں نہ اہل سنت کے مقابل و مخالف۔ ایک دفعہ پہلے رفیق نے الہدیث کے مقابل میں اپنے اہل سنت ہونے کا دعویٰ کیا تو اڈیشن اخبار مشیر پور نے (باوجودیکہ ان کو فرقہ اہل حدیث سے قدرتی مخالفت ہے) اپنے اخبار

۱۶ جنوری ۱۸۸۷ء میں ہمارے رفیق پر بالفانویل اعتراض کیا۔ پھر رفیق لکھتا ہے کہ ہمارے اور ان کے عقائد میں اختلاف ہے ہم سنت و جماعت ہیں وہ الہدیث۔ کیا خوب آپ سنت جماعت ہیں تو کیا الہدیث سنت جماعت نہیں؟ اشد الجناح اڈیشن صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ غیر مقلد سنت و جماعت نہیں۔ وہ ری تری حکومت

صحابان کے عقاید سے بہت سے امور میں اختلاف ہے مگر وہ خود اور یہاں تک اسکا  
 علم ہے قریباً تمام مسجد اہل سنت و جماعت صحابان کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ الہجدیث  
 یا کسی فرقہ کی نسبت بھی کوئی ایسا لقب استعمال کریں جو اس فرقہ کا دل دکھائے اور ایسے  
 حالات میں جبکہ ہماری گورنمنٹ ایک بالکل بے لگاؤ اور نیوٹرل پالیسی والی گورنمنٹ ہے  
 تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ الہجدیث صحابان کو اس لقب سے یاد دہانے کسی قسم کا  
 تامل کرے جس لقب کو کہ وہ فرقہ اپنے لئے پسند کرتا ہے ۔

بلکہ تو حال معلوم نہیں ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اعلان سرکاری کاغذات میں  
 اس فرقہ کی نسبت الہجدیث کا لفظ استعمال کئے جانے کی نسبت ہوا ہے یا نہیں ۔  
 لیکن اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ایسا اعلان نہ صرف اس فرقہ کی خوشنودی کا باعث  
 ہوگا جسکی طرف سے یہ درخواست کی گئی ہے بلکہ ایسا کرنا ہر طرح سے ہماری گورنمنٹ  
 کی صلیح کل اور منہجان فریج پالیسی کے لحاظ سے واجب اور لازمی ہے ۔

اس مضمون میں جبکہ ہم نے اقتباس کیا ہے وہ فیحیہ بات کہی ہے تو اس پر شخہ ہند نے  
 اپنی اخبار ۲۴ جنوری ۱۹۸۷ء میں یہ سوال کیا ہے کہ ہمارا ہر مصر براہ عنایت توضیح کر دو  
 کہ اسکو الہجدیث کے کون سے عقاید سے اختلاف ہے اور وہ کون سے عقاید  
 ہیں جو الہجدیث نے کتاب و سنت کے خلاف اختیار کئے ہیں ” لہذا ہم کو اپنی ہر  
 دقیق مطالبہ اتحاد و توفیق سے امید ہے کہ اگر آئندہ وہ اپنے آپکو گروہ الہجدیث کے  
 مقابلہ میں ذکر کرنا چاہیں گے تو ان القاب و خطابات (خفیہ یا اہل فقہ یا پیران مجتہدین  
 و فقہاء) سے ذکر کریں گے جسے ان کے غیر ذاب نے اپنے تئیں بمقابلہ اہل حدیث  
 ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ ہمارے اس مضمون میں جس کو آپ نے پسند  
 کیا ہے اور اس پر ہم ریمارک لکھا ہے سو کہ کتب معتبرہ خفیہ سے نقل  
 ہو چکا ہے ۔

ریمارک ریسرچر لاپورٹ مطبوعہ ۲۷ جنوری ۱۸۸۶ء

ہم گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی دو چٹیاں چھاپتے ہیں جنہیں منظور کیا گیا ہے کہ آئندہ سرکاری کاغذات میں دہلی کا لفظ مسلمانوں کے اس گروہ کے لئے استعمال نہ کیا جائیگا جو اس چٹے میں۔ وہ چھاپتے ہیں کہ ان کو بجائے دہلی کے اہلحدیث پکارا جائے اور جبکہ گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا کہ آئندہ انکو دہلی لکھا جائیگا تو بگ کو لکھ چاہیے کہ انکو دہلی کہندے اور لکھتے ہیں اور گورنمنٹ نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ ان کو آئندہ کس خطاب سے پکارا جائے گا لیکن لکھنے کو لکھو چاہئے کہ کوئی خطاب ان کے لئے تجویز کر لیں اور ہمارے قیاس میں انکو اہل حدیث کہا کریں تو مناسب ہے فی الجملہ خط کتابت گورنمنٹ کی چھاپی جاتی ہے۔ اسکے بعد چٹیا گورنمنٹ کی نقل کی ہیں۔

ریمارک پنجابی اخبار لاپورٹ مطبوعہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۶ء

### اہل حدیث

الہحدیث یا غیر مقلد خلیفہ مقلدون کے عرف عام میں دہلی کہتے ہیں عقاید مہول میں مقلدون سے بہت ملتے جلتے ہیں اگر کچھ اختلاف ہے تو صرف فرہیات میں ہے۔ لیکن مقلد لوگ اس فرقہ کو عبد الوہاب نجدی سے منسوب کرتے ہیں اور عجب نہیں کہ ان کے حق میں کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہوں ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی تحقیق کے بعد انہوں نے اپنی برائے قائم کی ہے بلکہ یہ اس باہمی مخالفت کو اکثر کا نتیجہ ہے جو اکثر مذہبی مباحثوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر ضروری نہیں سمجھتا کہ غیر مقلد یا الہحدیث میں اور لفظ دہلی میں فرق بیان کریں \* \* \* مگر ہم و لائق کے ساتھ کہتے ہیں کہ الہحدیث پر دہلی کا اطلاق بالکل صحیح نہیں

x x x x جب یہ قانون گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ پنجاب دونوں کے  
پیشگاہ سے پاس ہو چکا ہو تو ہمارے ہم وطنوں خصوصاً فرقہ اہل اسلام کو الہدیہ  
کی نسبت ایسا دل آزار لفظ قرار دینا اور تحریراً استعمال نہ کرنا چاہیے۔ اگر کریں گے تو  
ہم کو اندیشہ ہے کہ مبادا ایبل کے مقدمہ میں جو ابدی کرنی پڑے۔ بہتر یہی ہے  
کہ عدالت کی کشمکش اور ایک معزز فرقہ کی دل آزاری سے اپنے تئیں باز  
رکھیں۔

ریمارک مندرجہ بالا اخبار مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء

اس رسالہ کے ایڈیٹر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے الہدیہ کے مفید منجانب  
تجارت کے ایکسپوٹ بھی گورنمنٹ مین میں پیش کی تھی کہ فرقہ اہل حدیث کو لفظ  
وہابی سے مخاطب کرنا اس فرقہ کی دل آزاری کا باعث ہے۔ امید کہ سرکاری غذا  
میں اس فرقہ یعنی الہدیہ کی نسبت اس لفظ (وہابی) کا استعمال نفی فرمایا جاسو  
گورنمنٹ نے ازراہ انصاف اور رعایا نوازی اس درخواست کو منظور فرمایا۔ اور  
حضور گورنر جنرل نے باجلاس کونسل اس بارہ میں قطعی احکام صادر فرمائے کہ سرکاری  
کاغذات میں لفظ وہابی کا استعمال نہ کیا جائے۔ سرکاری خط و کتابت جو اس  
باب میں ہوئی ہے اسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔  
(اسکے بعد نقل چھپات کر کے کہا ہے)

مندرجہ بالا اخبار پر ہے ثابت ہو گیا کہ رسالہ اشاعت السنہ اور اسکے ایڈیٹر کی تحریر کا گورنمنٹ  
کو کفار اعتبار ہے اور وہ تقریریں کیسی وقت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔  
فرقہ الہدیہ کے تمام اکابر وں اور جمیع علماء کو انوار سرچارپس احمدی صاحب بہادر  
لفظ گورنر صوبہ پنجاب کا انگریز اور کرنا چاہیے۔ جنہوں نے اپنی قیمتی اور عمدہ  
راز

لازؤ ڈفرن صاحب بہادر و ایسے و گورنمنٹ کا شکر گزار ہوتا و اجبات سے ہے  
جنہوں نے ازراہ انصاف ان کی اس درخواست کو منظور فرمایا۔

۱۸۸۶  
ریمارک آفتاب پنجاب لاہور مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

کافیات سرکاری مین فرقہ غیر مقلدین کو و بائیسوں کے نام سے

لکھنا شروع ہو گیا ہے

اعلم العلماء و افضل الفضلاء جناب رشتہ آب مولانا مولوی محمد حسین صاحب علامہ ثانی  
شم لاہوری مالک و ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ لاہور کی درخواست پر صاحب سگری  
گورنمنٹ پنجاب نے بمنظور فرمایا گورنمنٹ ہند جو چہی جو اب نام مولوی صاحب صوف  
رسالہ فرامی ہے خلاصہ اسکا ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں  
(اسکے بعد حیثیات گورنٹ کو نقل کر کے کہا ہے)

ہمارے واجب التعلیم شیوایان دین - یعنی ائمہ گروہ مقلدین کو اس چہی کے مضمون پر  
ذرا غور سے نگاہ فرمائی جائے کہ آیا گورنمنٹ کو (جکا دین و مذہب تم سے مخالف ہے)  
کہا تاکہ نگہداشت و عزت و حرمت دین تمہارے کی مد نظر ہے - جسے اسی میں تھدی  
کے پیروں اور اسی چہی کی امت کہلائے والوں کی ایک جماعت کی (جکے پیروں اور  
توابع میں سے تم بھی ہو) یہاں تک عزت افزائی فرمائی - کہ جو اپنے حقیقی بہائیوں  
کی نورانی پیشانیوں پر - تنے حقارت کا ٹیکا لگایا تھا اسنے اپنے راجم خسروانہ سے  
دور کر دیا - کیا اگر ذرا بھی غور سے نگاہ کر کے دیکھو تو یہ حکم تمہارے لئے - سبق  
عبرت نہیں ہو سکتا - کہ غیر قوم مذہب والے تو تمہارے دین کی اس حد تک عزت  
کرین اور تم اپنے باہم اکید و سرے کے حق میں کفر و اتحاد کے فتوے صادر کرو۔

اور تحفہ کی نگاہ سے دیکھو۔ اور تھک انگریز تو میں امیر خطا بلوں سے ایک دوسرے کو  
 بھاری کیا دوسرے بہائی کی تحفہ و تہنیت تہا ری اپنی ہی تو میں و تحفہ نہیں؟  
 ایڈیٹر آفتاب پنجاب بھی کہ وہ مقلدین سے ہے لیکن اسکے نزدیک تو ایک دین کے  
 پیرو اور پیغمبر کی امت کو صرف چند مسائل فروعی کے مخالف کی وجہ سے اپنا دشمن  
 سمجھ بیٹھا اسکے مساوی ہے پیسے کوئی دانشمند عقل مجسم اپنے دوسرے بہائی کو بد  
 نسل و بد اصل کے نام سے پکار کر اپنی شرافت و نجاست ثابت کرنا چاہتا ہو خدا ہماری  
 معزز بہانیوں کو ہدایت اور توفیق بخشے کہ اس جنون سے اپنی آپ کو پاک کر کے اتفاق  
 اتحاد و ہمدردی اپنا فرض اصلی سمجھیں اور اپنے ہاتھوں اپنی بیخ کنی سے باز آئیں“  
 اس ریمارک پر آفتاب پنجاب کا دوسرا پارک مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۸۶ء

الفاظ غیر مقلد کے خطاب سے الہدیث کا تمفر  
 چٹھی محکمہ محشمہ سکرری گورنمنٹ پنجاب کے موصول ہوئے پر ہم نے آفتاب کے کسی  
 پرچہ گذشتہ میں ریمارک کیا تھا جس میں فرقہ الہدیث کی نسبت ہم نے لفظ غیر مقلد کا  
 استعمال کیا تھا اس پر کہ وہ الہدیث کے واجب التعظیم مولانا مولوی محمد حسین صاحب  
 علامہ بٹالوی و ایڈیٹر سالہ اشاعت السنۃ لاہور کا ایک شفقہ کرامت طراز ہمارے نام  
 موصول ہوا جس میں جناب مدوح نے اس لفظ غیر مقلد کے استعمال پر اعتراض  
 فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہر چند لغوی معنی میں یہ لفظ برا نہ ہو تاہم محرم  
 میں اصحاب مقلدین اس لفظ کو فی زمانہ استعمال کر رہے ہیں وہ بے شک الہدیث  
 کے لئے دل شکن سمجھا جاتا ہے۔ لہذا ہم بڑے ادب کے ساتھ جناب مدوح کفایت  
 میں ملتزم ہیں کہ جہاں تک لفظ غیر مقلد کا استعمال ہماری قلم غزرقلم سے ہوا ہے  
 وہ محض سہو و خطا تھا نہ عمدہ اور کسی ارادہ سے ہم اپنی اس غلطی کے واسطے

جناب مروج سے معافی کے خواستگار ہیں ہر چند ہم خود گروہ مقلدین سے ہیں لیکن پیشوایان فرقہ فریق ثانی کو ہم اس سے کم واجب التعلیم نہیں سمجھتے جیسے کہ علماء توابع حضرت ابوحنیفہؒ کو جہاں تک ہمارا قیاس چلتا ہے یہ چند اختلافات فرعی۔ مثلاً آئین بالجہد و رفع یدین وغیرہ وغیرہ کوئی ایسے آہم امور نہیں جن کی بنا پر فرقہ اہل حدیث سے ہم اپنے آپ کو قطعاً الگ تہلک سمجھنے لگیں وحدانیت حق جل و علا۔ وحقیقت رسالت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب صاحب حکیمان متفق ہیں۔

ریمارک اخبار وزیر الملک مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

### الہدیث کو مشرودہ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری نے بڑی کوشش اور سعی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلائی کہ الہدیث کو وہابی نہ لکھا جائے اور اسے چنانچہ درخواست منظور ہو گئی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں مروج کیا جاتا ہے۔ پھر بعد نقل حیثیات کہا ہے۔

ایڈیٹر ہم اس کوشش کی کامیابی دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور گورنمنٹ کے بھی شکور ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عوام الناس بھی اس لفظ کو جیسے کہ گورنمنٹ نے مکرہ سمجھا ہے بڑا جانکر اسکا استعمال کریں گے۔ اور کسی خاص فرقہ کو اس لقب کرنے میں تامل کیا کریں گے۔

ریمارک اخبار شمعہ ہند میرٹھ مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

### الہدیث کو وہابی کہنا منزل خستہ ہے

ہم اس عنوان پر گذشتہ شمعہ ہند میں ایک مدلل آرٹیکل لکھ چکے ہیں۔ اسکی تائید میں

آپ ہم مندرجہ ذیل احکامات جو گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند نے صادر فرمائے  
ہیں شیخ کرتے ہیں اور عوام کو بتاتے ہیں کہ جس صورت میں خود گورنمنٹ ہند  
لفظ دہالی کے استعمال کو اہلحدیث کے حق میں لائیںل قرار دیا ہے تو عوام انھیں  
وہ گروہ جو اہل حدیث کو اس نکرہ اور دل شکن لقب سے یاد کرتا ہے وہ نہیں ہو  
ورنہ اسکا استعمال منکرہ اور کتاب الہیہ جہانم کے محسوب ہوگا جس کی تصحیح مجموعہ  
تشریفات ہند میں موجود ہے۔ واعلمنا الا البلاغ۔

(اس کے بعد چٹیا کی نقل کی ہے)

دیوار کا اخبار ترجمان ناگپور مطبوعہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۵ء

فرقہ المہدیہ بریت باجلاس سپریم گورنمنٹ

اس کے بعد چٹیا گورنمنٹ کی نقل کرتے کہاتے

مژدہ باد اسے گروہ اہل حدیث کہ گورنمنٹ ہند نے تمہاری طرف توجہ کی اور تمہارے شیخ کو  
جو بہ باعث اطلاق لفظ دہالی کے تلو ہوتا تھا دور کیا اور سرکاری کاغذات میں اس گروہ  
لفظ کے استعمال کو منع کر دیا۔ بھان اہل گورنمنٹ کو حالانکہ وہ غیر قوم ہے مگر اپنی علیا  
کے شیخ و دل آزاری کا کقدر خیال ہے افسوس ہے کہ ہم قوم کو اسکا کچھ لحاظ نہیں  
اپنی قوم کی دل آزاری کے درپے رہتے ہیں گروہ آپ اپنا بڑا کرتے ہیں بہر کیف  
ہم اپنی مہربان گورنمنٹ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے  
اپنے معزز مہم ضروری ابو سعید محمد حسین صاحبہ اوٹیر اشاعۃ السنۃ لاہور کا  
تہایت ممنونیت کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ کے حسن اہتمام سے  
یہ کارروائی طے پائی عمداً ماجر و عمدتاً الناس مشکور ہونی جزاہم

السید فیہ الجزار الخ

ربما رکبنا خبر خوار عالم دہلی مطبوعہ کیم فروری ۱۸۸۶ء

ایڈیٹر سالہ اشاعت السنہ کی چھٹی کا جواب بنام سرکاری گورنمنٹ پنجاب اچکا ہے  
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ "حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل اپنا اتفاق رائے  
سہ چارلس ایچسٹن سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ "دہلی" کا استعمال کٹری  
کا غذا میں سدود کیا جائے۔ مگر یہ بات ضرور لحاظ کے قابل ہے۔ کہ گورنمنٹ  
نے جو اس لفظ کی موقوفی کا حکم فرمایا ہے وہ کس خیال پر مبنی ہے۔ اس کا جواب  
بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہماری پولیٹیشن گورنمنٹ کو مصالحت اور باہمی ترک  
دل آزاری ہر حال میں پسند ہے۔ یہ حقیقت ہے ان مسلمانوں کی حالت پر  
جو کلمہ کے شریک ہو کر ایک دوسرے کو مشرک یا دہلی کہیں جو سخت ایذا  
پہنچانے والے القاب ہیں۔"

ربما رکبنا الاخبار جلد مطبوعہ اس جنوری ۱۸۸۶ء

گورنمنٹ نے سرکاری کا غذا میں لفظ "دہلی" کے استعمال کو متروک کر دیا ہے  
کیونکہ پولیٹیکل محاورہ میں دہلی کا لفظ باغی سلطنت پر ٹوٹا جاتا ہے اور یہ اس فرقہ کی  
دل آزاری کا موجب تھا۔"

ربما رکبنا خبر جریڈو گار مڈ اس مطبوعہ ۱۹ فروری ۱۸۸۶ء

جب گورنمنٹ نے اس لفظ کو دل آزار اور لائیل تسلیم کر کے اسکے استعمال سے  
مانعت کا حکم دیا ہے تو پھر ہمارے ویسی اور وطنی بھائیوں کو کب مناسب ہے کہ

وہ فرقہ اہلحدیث کو اس دل آزار لفظ سے یاد کریں۔

ریمارک پینٹ انسٹیٹیوٹ گزٹ، ۱۸۸۶ء

”محمّدی“ اور اسی نام کی خسہ رابی

”وہابی“

مسلمانوں کے ”محمّدی“ یا عامل اہلحدیث فرقہ کو جسکو عیسائیوں کے قول کے رومی پیورٹین محمدن بھی کہہ سکتے ہیں دوسرے فرقہ کے مسلمانان ”وہابی“ کے خطاب سے پکارتے ہیں اور اسکی وجہ سے لغو اور بے دلیل گورنٹ میں ان کی بدنامی ہو گئی ہے۔ ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ ”وہابی“ کا لقب بالفعل مومنا اس شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے جو گورنٹ کا دشمن اور بدخواہ ہے۔ البتہ اس لقب کا اطلاق محمدیوں کی ذات پر نہیں ہو سکتا ہے۔ پیورٹین عیسائیوں کو ”ڈیسٹر“ اور شیعہ مسلمانوں کو ”رافضی“ کہنے سے رخصت کہ ان کے مخالف ادھین کہتے ہیں) اس درجہ کی تذلیل نہیں مراد ہے جتنی کہ محمدیوں کو ”وہابی“ کہنے سے ہم مولوی ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اخبار اشاعت السنۃ واقع لاہور اور گورنٹ پنجاب و گورنٹ ہندوستان کے اون مراسلات کہ جو اس مادہ میں ہوئے ہیں ذیل میں شائع کرتے ہیں جبکہ دیکھنے سے یہ امر صاف ظاہر ہوگا کہ یہ لقب محمدیوں کے حق میں کبھی نہیں استعمال کیا جاسکتا اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری ہم وطن خصوصاً ہمارے ہم مذہب لوگ آئندہ سے اس فرقہ کے حق میں وہابی کا لقب کبھی استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد مہیات کو نقل کیا ہے۔

ریمارک اخبار پنجاب، ۱۸۸۶ء

ایڈیٹر اخبار پنجاب نے اس پرچہ میں اہلحدیث کا عنوان قائم کر کے مہیات گورنٹ کے

نقل کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے۔

جب گورنٹ سنے اس لفظ کو دل آزار اور لائبل تسلیم کر سکے اس کے استعمال پر مخالفت کا حکم دیا ہے تو پھر ہمارے ویسی اور ہونٹنی ہا نیون کو کب مناسب پڑے کہ وہ فرقہ الیحدیثیہ کے دل آزار لفظ سے یا کریں ہمیں امید ہے کہ ہر قسم کے اہل اسلام آئندہ اس لفظ کا استعمال بخیرین گئے اور ایک فرقہ کی دل آزاری محض نہیں ہے جس سے کبھی کسی کو خراب الفاظ سے پکارتا ہے تو خواہ مخواہ اس کی دل آزاری ہوتی ہو۔

### ۱۸۸۴ء ریکارڈ اخبار کوہ نور لاہور میں پورے پورے

ہم ذیل میں نقل چھپی سکریٹری گورنٹ پنجاب و چھپی گورنٹ ہند موسمی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر راولا شاعہ السنۃ ورج کر تے ہیں۔ اس سے ناظرین پر واضح ہو گا کہ گورنٹ سنے سرکاری کاغذات میں لفظ دہالی کا استعمال قطعاً موقوف فرما دیا ہے اور مخالفت کئی کر دی ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے اپنے ویسی ہا نیون اور ہم وطنوں سے خواہ وہ کسی مذہب اور ملت کے کیوں نہ ہوں یہ سفارش کرنی کچھ بجا نہ ہو گی کہ وہ بھی آئندہ فرقہ الیحدیثیہ کو اس لفظ دل آزار جس سے اس کی ایک گونہ تک متصور ہے کہ بھی یاد نہ کیا کریں گے۔

### ۱۸۸۴ء ترجمہ اخبار کا انگریزی اخبار مولیٰ گزٹ لاہور میں پورے پورے

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری کا شکریہ ہے کہ صرف انہی کی سعی جمید سے گورنٹ آف انڈیا نے پنجاب اور تمام ہندوستان میں سرکاری خط کتابت سے لفظ دہالی کا استعمال آئندہ سکے لئے مندرکست فرمایا ہے۔ گو دہالی کے لفظی معنی یہ ہیں کہ خدا کے احکام سننے والا مگر ہندو ایسی وجوہات سے (جب کا

ہیامان ذکر کرنا نہ تو کچھ عمدہ نہ تھا اور نہ مفید ہے) اس لفظ کو اچھے معنوں میں نہیں  
 لیا جاتا اس فرقہ کے لوگ عام مسلمانوں سے اپنی امتیاز نہیں چاہتے لہذا انہی  
 درخواست ہے کہ آئندہ اس لفظ کے استعمال کو ان کی نسبت متروک کیا جائے  
 گورنمنٹ کا اس درخواست کو منظور کرنا منصفانہ اور مناسب الوقت ہے

نقل چچی پراپرٹس مگر ٹری گورنمنٹ پنجاب میں اس فرقہ کو خطا ابھرنی  
 مخاطب کیا گیا ہے

پیارے بہن جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب۔ پیشہ آج خلاصہ مکالمہ جو مجھ اور آپ  
 میں ہوا صاحب لفظ گورنمنٹ کی بدست میں عرض کیا اور حسب ارشاد صاحب مدد  
 بیان کرتا ہوں کہ آنحضرت نے اہل بیت کا ایڈریس کہاں سرست سے ۱۶ ماہ حال کو  
 لینا منظور کیا ہے۔ ٹھیک وقت اور مقام سے جہاں ایڈریس لیا جائے گا میں بعد  
 مطلع کیا جاویگا۔ دہرانی کر کے ایڈریس کی ایک نقل یا اگر یہ فارسی میں ہو تو اسکا  
 انگریزی ترجمہ مجھے عرض پشیر میرے پاس بھیجیں۔

(۲) دوبارہ آپ کی خواہش ثانی سرچاپس ایچ میں اہل بیت کے کمال مہر  
 میں کہ اوٹھیں سے ہزار ہائی سے دعوت میں شریک کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہتے  
 ہیں کہ وہ اس دعوت سے قبول کرنے سے معذوری میں۔ کیونکہ آنحضرت کا

ایڈریس دل و طہری گزشتہ کا یہ قول بہت صحیح ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہر عام  
 مسلمان کو کسی خاص خطاب کے ساتھ ممتاز کیا جائے جاری دلی آرزو یہی کہ سب کو حضرت مسلمان  
 یا محمدی لقب سے مخاطب کیا جائے۔ ہمارا خطاب اہل بیت کو پسند کرنا اسی حالت میں ہے کہ ہر  
 عام مسلمان ہر نماز کے لیے کوئی خطاب کرنا چاہیے چنانچہ سالانہ ممبر جلد ۱۰ میں ہم اس شرط پر  
 تصدیق کر چکے ہیں جبکہ فقرہ شرطیہ نمبر ۶ جلد ۱۰ ص ۱۹۵ میں بھی نقل ہے

وقت اور کاموں میں بالکل تقسیم ہو چکا ہے اور اس لئے وہ قبولِ موت کا انتظام نہیں فرما سکتے ۔

میں ہوں آپ کا صادق  
جے۔ آر۔ ڈنلوپ سمتھ  
پرائیوٹ سکرٹری  
لفٹ گورنر پنجاب

ان تحریرات (ملکی و سرکاری) کا نتیجہ  
ان تحریرات سے صاف اور یقینی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظ ”وہابی“ کو گورنٹ  
اور ملک لئے دل آزا تسلیم کر لیا ہے۔ اور بجائے اسکے اس فریق اہل اسلام کے  
حق میں (جن کی نسبت یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا) خطاب ”الہدیت“  
منظور فرمایا ۔

اس سے ہمارے عینی و عملاتی دو نو قسم کے اخوان اہل اسلام کو عبرت  
و استفادت کا سبق لینا چاہیے ۔

ہمارے عملاتی بہابی (حنفیہ وغیرہ اتباع فقہاء) تو اس سے سبق حاصل  
کریں کہ آئندہ وہ اپنی اسلامی بہائیوں الہدیت کو کہی اس دل آزا لفظ ”وہابی“  
سے یاد نہ کریں۔ اور اس میں اپنی گورنٹ کی (جو باوجود غیر مذہب ہونیکے اپنی  
رعایا کی مطاعت و رجوعی کرتی ہے) پیروی کریں ۔

ہمارے عینی بہابی الہدیت اس حکم گورنٹ کے غنیمت سمجھ کر اس پر اتقاد و تقاضا  
کریں اور اپنے اسلامی بہائیوں کے ”وہابی“ کہنے کی کچھ پروا نہ کریں ۔ اور یہ  
سمجھ لیں کہ اس لفظ کے استعمال سے انکو کچھ نقصان پہنچنے کا احتمال تھا تو ضرر  
اسی صورت میں تھا کہ گورنٹ یا عہدہ دار ان گورنٹ اس لفظ کو ان کے حق میں

استعمال کرتے۔ سو بچہ اللہ جاتا رہا۔ گورنمنٹ نے اس لفظ کے استعمال کو اپنے  
کارپانڈنس میں موقوف کر دیا۔ اور اس فرقہ کا عام اہل اسلام رعایا کی طاعت و فرائض  
ہونا از سر نو ظاہر و شہر فرمایا۔

اسلامی بہائیوں کے وہابی یا اس سے بھی بڑے بکری سے الفاظ "شرعی" یا "کیا بی" کہنے سے انکا کیا ضرر و نقصان ہے جبکہ وہ درپے تدارک نہ ہوں۔ اور یہ بھی  
جان لین کہ عوام کا منہ بند کرنا بھی کوئی انسان امر نہیں ہے۔ عوام کو جس امر سے  
روکا جاوے وہ بھگم "الانسان حر یصلی علی ما ینع" اور اس پر اصرار کرتے ہیں۔ اور  
اسکو منع کرنے والے کی چڑ بنا دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہل وراثت کے وکیل "اشاعت السنۃ" نے گورنمنٹ سے صرف  
اس امر کی درخواست کی تھی کہ سرکاری کاغذات میں انکو لفظ وہابی سے یاد نہ کیا  
جاوے نہ یہ کہ عام لوگوں کو اسکی استعمال سے روک دیا جاوے۔

بنیاد علیہ ہا سے عینی بنیابی اہل وراثت کو ہرگز مناسب نہیں ہے کہ اپنے  
اسلامی بہائیوں کے وہابی کہنے سے پٹرین یا اس لفظ کے سبب کسی پر از اشریت  
عرفی میں پائش کر دین ایسا کرنے میں عام صلح پسند اور اہل تہذیب کی نظروں  
میں اچھی کم مصلحتی ثابت ہوگی اور گورنمنٹ کی نظروں میں بھی ان کی وہ وقت پر  
جو اس وقت ہے۔

ان سرکاری عہدہ داران سے کوئی شخص راہنی ہو خواہ اعلیٰ اس قدر  
کے کسی فرد کو سرکاری احکام و تقریرات میں وہابی کہے تو اس کی اطلاع اپنی عمومی  
وکیل (اڈیشنر اشاعت السنۃ) کو کرنا ضروری ہے۔ اڈیشنر اشاعت السنۃ اس عہدہ دار  
کی خواہ کسی صوبہ یا ضلع ہندوستان میں ہو (گورنمنٹ میں) رپورٹ کریگا  
اور اس عدول حکم گورنمنٹ کا مکمل تدارک کرے گا۔ یہ امر اس حکم گورنمنٹ کا

عین مقتضی ہے۔ اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ازراہ فطرت عینیت خاکسار کو اس رپورٹ کر سنے کی زبانی بھی اجازت دی ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اسکی تائید میں ایک اور مضمون لکھتے ہیں جس میں جوبلی کے موقع پر اہلحدیث کی نظام رسالت و اداسے شریعت پر دلائل شریعت کتاب السنن و سنت سے شہادت کا بیان ہوا (اور سارا اٹھارہ لکھتا سپیشل فرض مضبی ہے۔)

## اہل اسلام کی مسرت موقع جوبلی شریعت کی شہادت

جوبلی کے موقع پر اہلحدیث وغیرہ اہل اسلام رعایا برٹش گورنمنٹ نے جو خوشی کی ہو اور اپنی مہربان ملکہ قیصر ہند کی ترقی و ترقی و استقامت کے لئے دعا کی ہو اسکے جواز پر کتاب و سنت میں شہادت پائی جاتی ہے۔

اس مضمون میں دلائل کتاب و سنت کا بیان و غرض یہ ہوتا ہے ایک یہ کہ گورنمنٹ کو یہ یقین ہو کہ اس موقع پر مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے سچے دل سے کیا ہے اور اپنے مقدس نبی کی ہدایت سے کیا ہے۔ مسرت نظام داری اور جھوٹے خوشامد سے کام نہیں لیا۔ وہ مسرتی یہ کہ تاواقف مسلمانوں کو (جو کتاب السنن و سنت میں نظر نہیں آتے) مسرت بعض کتب فقہ کی پسند و اتیان یا سنی منامی باتوں پر اکتفا اور کہتے ہیں (مسلمانوں کے اس فعل میں عدم جواز اور مخالفت شریعت کا وہم و گمان پیدا نہ ہو۔)

ہم اس مقام میں ہندوستان کے تمام اہل اسلام کے افعال و طرز مسرت

انہما عقیدت سے بحث کرنیکی گنجائش نہیں پاتے لہذا صرف ان افعال و اقوال پر جنہ اہلحدیث نے انہما سرست و تادیر شکر و سلطنت کیا ہے کتاب و سنت کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اسی پر باقی اہل اسلام کے افعال و طرق سرست کا قیاس ہو سکتا ہے۔

پس واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع پر اہلحدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہیں۔

- (۱) ملکہ معظمہ کی تعظیم کرنا۔ اور تعظیمی الفاظ سے اسکو یاد کرنا۔
- (۲) ملکہ معظمہ کی حکومت پچاہ سالہ پر خوشی کرنا اور اس خوشی میں مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔

(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت و عقیدت کو ظاہر کرنا اور اس کو فرض مذہبی بنانا۔

(۴) اس سلطنت کی برکات و احسانات (امن آزادی وغیرہ) کا معترف ہونا۔ اور اس پر ملکہ معظمہ اور سلطنت کی تعریف کرنا۔ اور شکر گزار ہونا۔

(۵) ملکہ معظمہ اور اسکی سلطنت کے لئے دعا و سلامت و حفاظت و برکت کرنا۔ و علیٰ ہذا التیاس۔

ان امور سے کوئی امر بھی ایسا نہیں ہے جسکے جواز پر شریعت کی شہادت پائی نہ جاتی ہو۔ تاہو اقفول کے دماغ میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ملکہ یا سلطنت کا عیسائی مذہب ہے لہذا اسکی تعظیم وغیرہ امور مذکورہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہیں۔

اس خیال کے ابطال میں ہم ایسے دلائل کتاب و سنت پیش کرتے ہیں جن میں غیر مذہب کے لوگوں سے تعظیم وغیرہ امور کے ساتھ پیش آنا صاحب شریعت شہادت ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ کہہ دینا بھی واجب سمجھتے ہیں کہ ان امور میں ملکہ یا سلطنت کا مذہب عیسائی ہرگز پیش نظر نہیں ہے بلکہ صرف سلطنت اور اسکے برکات اور فوائد

اسن آزادی وغیرہ ملحوظ رہیں۔ دنیا میں ایسا مسلمان کوئی نہ ہوگا جو اس سلطنت کو مذہب (عیسائی) کو اچھا سمجھتا ہو یا اس مذہب کے قیام و استحکام کے لئے دعا کرتا ہو نہ۔

### امراول پر (بجلا مور مذکورہ) شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین غیر مذہب کو اپنے مراسلات میں تعظیمی الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ اور اقوام غیر کے وفود (ڈیپوٹیشنوں) کا اکرام کیا اور انہیں خلفا اور جانشینوں کو ان کے اکرام و تعظیم کا حکم دیا۔

صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ روم کے بادشاہ ہرقل کو (جو عیسائی مذہب) تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لکھا تو اسکو عظیم الروم کے خطاب سے یاد فرمایا۔

عن محمد بن عبد الله ورسوله الى  
هرقل عظيم الروم (صحیح بخاری ص ۵  
و مسلم ص ۲ ج ۲)

ایسا ہی مصر و سکندریہ کے بادشاہ مقوقس کو (جو عیسائی تھا) اور فارس کے بادشاہ کسریٰ کو جو مجوسی تھا نام تحریر فرمایا تو لقب غلیظ قبط اور عظیم فارس سے مخاطب فرمایا۔

من محمد بن عبد الله ورسوله الى المقوقس عظيم القبط (الذی)  
من محمد بن عبد الله ورسوله الى كسرى عظيم  
فارس (نزد المعاد ص ۵۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو باوجودیکہ وہ آنحضرت کے ماتحت نہ تھے خود سر اور مستقل بادشاہ تھے عظیم کہنا۔ اہل اسلام کے اپنی ملکہ کو جنگے ظل حکومت میں وہ رہتے ہیں منظم کہنے سے بڑیکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو تم تعقیف کا (جہلمان نہ تھے) ڈیپوٹیشن آیا قدم علیہ وفد تعقیف فقال الغیر بن شعبہ یا رسول اللہ انزل قومی علی فاکرم فقال یا رسول اللہ

قدم علیہ وفد تعقیف فقال الغیر بن شعبہ یا  
رسول اللہ انزل قومی علی فاکرم فقال یا رسول اللہ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
غیرہ بن شعبہ کو اذن دیا کہ وہ انکا

الامتنان تکرم قومک (نزد المعداد۵۸)

اکرام کرے

قوم ملی کا ڈیپوٹیشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو روفیع بن

ثابت نے انکو اپنے پاس نہرا یا بہر روفیع ابون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اور اسکی قوم کو مرجا فرمایا۔

اس اکرام و ملاطفت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ڈیپوٹیشن نے اسلام قبول کیا۔

قوم حصد اکا (جو سلمان نہتے) ڈیپوٹیشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت سعد نے باجارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے گھرمیں اوتارا اور ابون کا

قدم علیہ وقد بلے فی ربیع الاول من سنۃ سبع فانتزہم روفیع بن ثابت البلوۃ عندہ و قدم ہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قال ہو لاء قوی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا بلے بقومک (نزد المعداد۵۹)

قدم علی رسول اللہ خمسۃ عشر رجلا منهم رای من صلا فقال لیسعد یا رسول اللہ دعہم فیما علی فنزل علیہ فہیام و اکرمہم (نزد المعداد۶۰)

اکرام کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء و بانشینوں کو فرمایا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ڈیپوٹیشنوں (یعنی مخالفین مذہب کیوں نہوں) کی ایسی ہی خاطر داری و تکریم کیا کرو بیسے میں کرتا ہوں۔

اجیر و الوفد بنجوما کنت اجیر ہم صحیح بخاری صفحہ ۷۷

ای اکرمہم بالضيافۃ والتطیب لنفوسہم ولا غافۃ ہم سواہ کا تو مسلمین او کفار (خیر جا)

جب مخالف مذہب ڈیپوٹیشنوں کے اکرام و تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل و تقریر سے ثابت ہے تو بادشاہ وقت جسکے اہل اسلام رعایا اور ماتحت ہوں تعظیم و تکریم کے ثبوت جو ازین کن شک کر سکتا ہے۔

### امروم پر شہادت

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ روم (جو اس وقت عیسائی تھے) اب مغلوب ہو گئے ہیں پر چند سالوں میں وہ فارس پر (جو مجوسی تھے) غالب آئیں گے اور اس دن مسلمان خدا کی مدد سے (جوان عیسائیوں کو ہلکی) خوش ہوں گے خدا جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے وہ غالب

الم غلبت الروم فی احدى الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین اللہ الامر من قبل و من بعد و یومئذ ینظر المؤمنون تبصر اللہ ینصر من یشاء و هو العزیز الرحیم۔ (روم ۱۶)

ہے اور رحم والہ

عامہ تفاسیر معالم و فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ رومی (عیسائیوں) پر فارسی مجوسی غالب آئے تو کفار کہ خوش ہوئے اور بولے کہ ہم بھی تپہ پر اسے مسلمانان) غالب ہوں گے۔ جیسے فارسی رومیوں پر غالب ہوئے ہیں۔ مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومی فارسیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور اسلام سے قرب رکھتے تھے اور فارسی مجوسی تھے جنہ کفار کہ قرب رکھتے تھے جیسے یہ آیت اتزی۔ یہ شکر سنان بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت صدیق اکبر کفار کہ سکے پاس جا کر بولے کہ تم خوش مت ہو بخدا رومی فارسیوں پر غالب آئے۔ گے۔ جب

قال اهل التفسیر ظہرت فارس الروم ففتح بذلك کفار مکة وقالوا الذین لیس لهم کتاب غلبوا علی الذین لهم کتاب و افتخروا علی المسلمین فقالوا نحن ایضاً نغلبکم كما غلبت فارس الروم و کان المسلمون یحیون ان ینظر الروم علی فارس لانهم اهل کتاب ای نصاری فهم اقرب الی الاسلام و انهم یحسبونهم اقرب الی کفار قریش فذلت الم غلبت الروم و فتح البیان ۱/ ۳۰ ففتح ابو بکر الی الکفار فقال فرحتم بظہارکم فلما اتوا فوجا فواللہ لیخربن الروم علی فارس علی ما اخیثا بذلك فنادی x ففرح المؤمنون بظہار

الروم علی فادیس قال السدی فتح النبی والموثرین بظہورہم علی المشرکین یوم بدر وظہور اہل الکتاب علی اہل الشریک (معالم صفحہ ۷۵ و ۷۶)	اس شہادت کے مطابق روم کو فارس پر فتح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان بہت خوش ہوئے اسی قسم کی خوشی ہے جو مسلمانان
--	---

ہندوستانے حکومت پنجاہ سالہ قیصر ہند پر کی ہے کیونکہ حکومت فتح کا نتیجہ لازم ہے اور دونوں  
کا حکم ایک ہے۔

اور اس شہادت حکومت پنجاہ سالہ قیصر ہند کو فتح ہوئی ہے (جیسا کہ برہما کی فتح) تو وہ  
بھی ویسی ہی فتح ہے جیسے روم کو فارس پر ہوئی تھی کیونکہ اہل کتاب کی بت پرستوں پر  
فتح ہے نہ کسی مسلمان سلطنت یا ریاست پر پھر مسلمان اسپر کیوں خوشیاں نہ منائیں۔ اور پھر  
قرآن اور پیغمبر کی پیروی کیوں نہ کریں۔

آزادی مذہبی جو اس سلطنت میں مسلمانوں کو حاصل ہے وہ بجائے خود ایک مستقل  
دلیل ہوا نہ سرت ہے اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمانوں کو اس حکومت پر اس قدر  
سرت لازم ہے بقدر انکو اپنے مذہب کی سرت و محبت ہے۔ خصوصاً اگر وہ اہل حدیث  
کو جبکہ بجز اس سلطنت کے اور کہیں ایسی آزادی حاصل نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت حبشہ میں (جو عیسائی تھی) اس آزادی  
مذہبی کا حال بنا تو اپنے اصحاب کا کہ نظریہ چھوڑ کر اس سلطنت کے زیر سایہ رہنا پسند فرمایا  
(جبکہ بایان شہادت امر جہاں میں آتا ہے) پھر اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمان  
اس سلطنت کو (جہاں انکو آزادی حاصل ہے) پسند کریں اور اس کی فتح و حکومت پر  
اس خوشی سے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو فتح روم پر ہوئی تھی)  
بڑھ کر خوشی نہ کریں تو وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو کیونکر  
کہہ سکتے ہیں۔

ہو چاہے امر کہ اس خوشی میں انہوں نے اہل اسلام کو کہا نا کہلایا یا دوسری عبارت میں یوں کہو کہ ٹیپ اپنا پہرا اور گورنٹ کو محوش کیا "سو اس کی بہتری پر کوئی طالب دلیل نہ ہوگا۔"

یہاں شاید ہمارے اسلامی قارئین سوال کریں کہ "اچھے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر (۱۰) جلد ۹ میں شادیوں کی دعوتوں کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں دہوم نام کی دعوتوں کو جس میں فخر و ریاء نام آوری مطلوب ہو ممنوع لکھا ہے پھر یہ دعوت جو جلی حسین سرسرخ نام آوری مقصود تھی کیونکر جائز ہو گئی۔" ہمیں بتائے کہ ایک صاحب جو اس دعوت میں تشریف لائے تھے یہ فرما بھی گئے ہیں کہ اب تو مولوی صاحب (خاکسار) شادیوں کی دعوتوں میں دھوم دھام والی دعوتوں سے منع کریں گے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ان دعوتوں اور اس دعوت میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ وہان ذاتی فخر اور نام آوری مقصود ہوتی ہے یہاں فخر و نام آوری مقصود تھی تو قومی اور اسلامی۔ یہاں شکر محسن گورنٹ (جسکا بیان شہادت امر چہدم میں ہوگا) کے علاوہ فخر و نام منظور تھا تو نہ کسی خاص ایک شخص کا بلکہ اسلام اور کل اہل اسلام خصوصاً اہلحدیث کا۔

اس دہوم دھام میں ہم نے گورنٹ پر یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ اسلام محسنوں کے سرست میں شریک ہونا یوں سمجھاتا ہے اور اہل اسلام اپنے محسن گورنٹ کے ایسے شکر گزار ہیں۔

لہذا یہ فخر و ریاء ہے تو اس ریا کے شاہد ہے جو حج میں ملوان کے وقت اگر لوگ چلنے میں پایا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اعزاز و اظہارِ توت جسانی مسلمانانِ معینہ کے لئے (جسکو کفار مکہ نے کہا تھا کہ مدینہ کے بخار سے انکو ست کر دیا ہے) شروع فرمایا تھا۔ یا اس فخر کی مانند ہے جو حضرت جابر کے

ان اشعار میں پایا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی لوح و حمایت میں اوہنوں نے بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیٹھ کر سنائے تھے \*

### امر سوم پر شہادت

اطاعت اور عقیدت سلطنت سے ہماری اور ہر مسلمان کی یہ مراد ہے کہ اس سلطنت کی بغاوت نکرین و یہ کہ اپنے مذہبی اور عقاید اسلامی میں سلطنت کے تابع ہو رہیں۔ سو اس معنی کی اطاعت و عقیدت سلطنت (غیر اسلامی کیوں نہ ہو) کا حکم قصود قرآن و حدیث میں موجود ہے \*

خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس نے مجھے مسجد الحرام کے پاس عہد کیا ہے جب تک وہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو \*

اور فرمایا اگر تمہارے بہائی تھے میں میں مدد چاہتا ہوں تو ان کو مدد دو مگر اس قوم پر ان کو مدد نہ دو جن سے تم

الاولیٰ عہدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لكم فاستقيموا لهم (الذین یلتزمون) (رواہ ۲۶) وان استنصرکم فی الدین فعلیکم النصرا علی قوم بینکم و بینہم ميثاق واللہ جاعلون بصیر۔ (انفال ۱۰)

عہد کر چکے ہو \*

اور فرمایا عہد کو پورا کرو عہد سے سوال ہو گا \*

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو عہد دے گا عہد پورا کرے گا وہ ہم سب سے شہید رہے اور نہ ہم اس کے گروہ

واو فوا بالعہد ان العہد کان مستقلاً (بنی اسرائیل ۲۶)

میں لا ینفی لذلک عہداً فلیس فی لیت منہ (سورہ مسلم)

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ثقل علیکم امری فلیس فی لیت منہ

سے ہوں۔ اور فرمایا جو شخص عہدہ والے مار ڈالے گا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا باوجودیکہ چالیس برس کے فاصلہ کی اسکی

الجنة وان دعيها التجدد من مسيرة  
او بعدین عاماً۔  
(روح البقار ص ۲۸۸)

خوشبو آتی ہے \*

اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائیگا یہ فلان شخص کا عذر ہے۔ اور فرمایا جو عہدہ والے کو بلا جرم مار کر اس پر بہشت حرام ہے \*

ان الغادر نصيب له نوء يوم القيامة  
فيقول هذه غدر فلان بن فلان  
متفق عليه۔ وقال رسول الله صلعم من  
قتل معاهدا في غير كنه حرم الله عليه الجنة  
(مرآۃ ابوداؤد ص ۲۷۷ ج ۲)

اور فرمایا بین عہد شکنی نہیں کرتا اسکی موافق حضرت فاروق نے اپنے جانشین کو وصیت فرمائی کہ عہدہ والوں کا عہدہ پورا کریں اور ان کی حمایت میں انکے مخالفوں سے لڑیں \*

ان لا اخيس بالعهد (مرآۃ ابوداؤد ص ۲۷۷ ج ۲)  
وقال عمر بن الخطاب واوصيه بذمة الله  
وهو قوله ان يوفى لهم عهدهم وان يقاتل  
من ورائهم۔  
(مرآۃ البقار ص ۲۸۹)

اور یہ بات بدلائل ثابت ہے کہ ہندوستان میں جملہ رئیس و رعایا اہل اسلام برٹش گورنمنٹ کے عہد میں داخل ہیں۔ ان دلائل کی تفصیل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں موجود ہے اس محل میں ان دلائل کی تفصیل مشکل ہے \*

امرہا پرست شہادت

کیکی واقعی غوبلی کا (مخالف مذہب کیون نہیں) مستحق ہونا اور اسکی تعریف کرنا

اور اسکے احسان کا شکر گزار ہونا خدا کی ۔ اور اسکے رسول کی ۔ اور ان کے سچے پیروان کی سنت ہے اور کتمان جن احسان کفرانِ نعمت ہے ۔

خدا تعالیٰ نے ان عیسائیوں کی جو مسلمانوں سے دوستی رکھتے تھے قرآن میں

تشریف فرمائی ۔ اور یہودیوں کی جو

ان سے دشمنی کرتے تھے مذمت کی ۔

دوسری آیت میں بعض اہل کتاب

کی امانت داری کی تشریف کی ہے

جیسا کہ بعض نادبندوں کی شکایت

فرمائی ہے ۔

حضرت موسیٰ کو فرعون نے اپنی پرورش کا

احسان چاہا تو اوہوں نے اس سے

انکار فرمایا بلکہ ایک اور وجہ سے اس

احسان کا جواب دیا جس میں صاف

دلالت ہے کہ احسان کا فرق بھی لائق

انکار نہیں ہے ۔ امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے اس آیت سے معلوم

ہوتا ہے کہ کفر کے سبب کافر کا احسان نعمت

باطل نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے

اس کا اور وجہ سے جواب دیا چنانچہ ہم نے

بیان کیا علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض

قرم کہتے ہیں کہ کافر نعمت انعام کرنے سے

شکریہ کا مستحق نہیں رہتا بلکہ وہ کفر کے

لِقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ عِندَ آوَةِ الَّذِينَ آمَنُوا

الْيَهُودِ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْزَلَ إِلَيْنَا الْفُرْقَانَ

لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ذَٰلِكَ بَانَ

مَنْهُمْ قَسِيصٌ رِجْهَانًا وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (مائدہ ۴۸)

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ بَٰتِلَ عَلَيْهِمْ قِسْطُ الْغِيَاثِ

إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَنْتَ مِنْهُمْ بِدِينِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ

الْأَكْثَرُ وَمَنْتَ عَلَيْهِ قِيمًا (آل عمران ۷۵)

قَالَ الْمَرْيُومُ فِينَا وَلَيْدًا وَلَيْدَتِ فِينَا مَنْ

عَمِلَتْ سَنِيْعًا فَعَمِلَتْ فَعَمِلَتْكَ الْتِي فَعَمِلَتْ فَتَنتَ

مَنْ الْكَافِرِينَ - قَالَ فَعَمِلَتْهَا إِذَا وَ

أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ -

وَعَلَّمَ أَنَّ فِي الْآيَةِ دَلَالَةً عَلَى أَنَّ الْكَافِرَ

لَا يُبْطَلُ نِعْمَتُهُ عَلَى مَنْ يَحْسِنُ إِلَيْهِ وَلَا يُبْطَلُ

مَنْهَتُهُ لِأَنَّ مَوَاسِيَّ أَمَّا الْبَطْلُ ذَٰلِكَ بَوَاجِ

أَخْرَجَ عَلَى مَا بَيْنَنَا - وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ

فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ كَافِرًا لَا يَسْتَقِ

الشُّكْرَ عَلَى نِعْمَتِهِ عَلَى النَّاسِ أَمَّا يَسْتَقِ

سب سے امانت کا سختی ہو جاتا ہے  
دوسری یہ کہتے ہیں کفر کے سبب اسکا  
شکر احسان باطل نہیں ہوتا گو وہ کفر کے  
سبب ثواب اور اس تعریف کا جو مومنوں  
کے لئے مزاوار ہے مستحق نہیں رہتا۔

الاہانتہ بکفر \* \* \* وقال الاخر  
لا یبطل الشکر بالکفر وانما یبطل الکفر  
الثواب والمدح الذی ینتھقہ علی الامیان  
والآیۃ تدل علی هذا القول الثانی۔  
(تفسیر کبیر ص ۷۷ جلد ۷)

یہ آیت اس دوسری گروہ کے قول کے لئے سند ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو لوگوں کا (یعنی مومن ہوں خواہ کافر)  
شکر گزار نہ ہو وہ خدا کا شکر گزار ہی نہیں  
ہے۔ اور اسی کے موافق آپ کا عمل رہا  
آپ نے کافروں کے احسان کا بھی

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
قال من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔  
(ابوداؤد ص ۳۶ جلد ۲)

ویسا ہی شکر کیا ہے جیسا کہ مومنوں کا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطعم بن عدی کے ایک احسان کا اسکے کفر  
میں مہمانی کے بعد شکریہ ادا کیا اور  
صاف فرادیا کہ اگر مطعم زندہ ہوتا اور  
مجھے ان بدر کے قیدیوں کی رہائی کے لئے

قالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی  
اسکری بدر ہواکان مطعم بن عدی حیاً ثم کفنی  
فی ہوکمل کتم لہ۔ (بخاری ص ۵۱۳)

کہتا تو میں انکو چھوڑ دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص شہر زینب (نختہ بکر حضرت  
رسالت) نے کفر کی حالت میں شکرین کے کہنے پر زینب کو طلاق نہ دی تو  
آپ نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ اور جب  
اسکو بدر کے قیدیوں میں چھوڑ دیا تو  
اس سو یہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کو ایس

ثم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بنی عبد  
شمس فاشی علیہ قال حدیثی فضدقنی و وعد  
فی  
(بخاری ص ۴۳۸)

وكان ابو العاص مصافيا لرسول الله  
صلى الله عليه وسلم وساله المشركين ان  
يطلق ترتيب فاني فشكر له عليه السلام  
ذلك ولما اطلقه من الاسر شرط عليه ان  
يرسل زبيب الى المدينة فعاد الى مكة و  
ارسلها فلما اقال الخ (قطلا في قتال)

بھیجہ اوسے اس نے اس عہد کا ایفا  
کیا تو آپ نے اس پر اس کی تعریف  
کی یہم واقعہ اس موقع پر ہوا کہ حضرت  
علی الرضی رضی اللہ عنہ نے حضرت  
فاطمہ الزہراء پر دوسرا نکاح کرنا  
چاہا تھا۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حبشہ کے بادشاہ عیسیٰ (نجاشی) کا مال انصاف  
قال اهل التقدير اتميت قريش ان يقتلوا  
المومنين من دينهم فوثب كل قبيلة على من فيها  
من المسلمين يؤذونهم ويعذبونهم فافتتن  
من افتتن وعصم الله منهم من شاء و  
منع الله تعالى رسوله بجمه ابى طالب  
فلما لم يرسول الله صلعم ما باصحابه ولم  
يقدر على منعهم امرهم بالخروج الى الارض  
المحبشة وقال ان بها ملكا صالحا لا يظلم  
ولا يظلم عنده احد فاخرجوا اليه حتى  
يجعل الله للمسلمين فرجا۔  
(معالم التنزيل ص ۲۹)

ترک مردم آزاری معلوم ہوا تو آپ نے  
ہا بن النفاذ اس کی تعریف کی کہ وہ  
صالح یعنی ایما بادشاہ بہت مذکورہ کسی پر  
ظلم کرتا ہے اور نہ اس کے پاس کوئی  
اوپر شخص کسی پر ظلم کرتا ہے۔ اور ان کو  
جو کہ میں کفار کے ہاتھ سے تکلیف پاتے  
تھے اس کی سلطنت میں جارہی تھی  
غبت دلائی۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
ایک مشرکہ عورت کی کچال سے پانی  
لیا تو اس کے شکر میں اس کو ستور وغیرہ  
دیا اور اہم جمع کر دیا۔ اور پھر جب کہی اس کے آس پاس دنا دیا تو اس احسان کی  
نظر سے اس کی چوٹی پر یون کو بچا لیا جو

دیکھو صحیح بخاری ص ۲۹۔

سب اس کی تمام قوم کو اسلام نصیب ہوا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے محسن مشرک (امیہ بن خلف) کے احسان

دیکھ کر صحیح بخاری ص ۱۸۸ کے عوض میں کہ اس نے مکہ مکرمہ میں

اسکے مال و اسباب کی حفاظت کی تھی بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو ہتھیار سونپ سکتا

جان بچانے میں کوشش کی ۵

ایسی احادیث و آثار اور بیعت ہیں جن میں غیر مذہب مسنون کے احسان کا

شکر ادا کرنا اور انکی سچی خوبیوں کا تعریف کرنا پایا جاتا مگر اس مقام میں ان کی

تفصیل و ثواب ہے ۵

## شہادتِ امیرِ خیم

غیر مذہب کے حق میں دعامنع ہے تو صرف و عارِ مغفرت منع ہے سو بھی ایسے

بہت کھار کر حق میں دعامنع مغفرت کر نہیں دلائل قرآن و احادیث کا اختلاف ہے۔ قرآن

مجید میں بعض ایسا سے کافروں کے لئے دعامنع مغفرت منقول ہے چنانچہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام منقول ہے کہ انہوں نے

فرمایا اے خدا ان بتوں نے بہت

لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ پھر بخوان میں کہ

میرا گناہان لیا وہ تو میری ہی لوگوں میں سے ہے اور جس نے زمانا تو اسکو معاف کرنا

رحمہ اللہ ۵

ایسا ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اپنے پوچھنے والوں کے حق میں کہیں

گئے کہ خدا یا تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیری

بندی ہیں (یعنی تیری قدرت میں ہیں) اور اگر

تو معاف نہ کرے تو تو غالب ہو اور صاحبِ حکمت ۵

شخص کے حق میں جب کافر پرنا اور دوزخی ہو چکا معلوم ہو۔ مغفرت کے سوا اور  
اسور زندگی یا سلامتی یا کسی اور پہلائی کی دعا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ احمد اس دعا  
کی ممانعت پر کوئی دلیل کتاب و سنت میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ دعا سلامتی کی  
اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں پائی جاتی ہے جس میں اہل

اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا علیکم۔  
(بخاری ج ۹)

کتاب کے جواب سلام میں ہو علیکم کہو  
کا حکم ہے۔ جس کے معنی اس صورت میں کہ

اہل کتاب سلمان کو اسلام علیکم کہیں سام نہ کہیں ہی جتنے ہیں کہ تیسری سلام ہو +  
بعض سلف صالحین نے اہل کتاب کو ابتداً بھی سلام کرنا جائز رکھا ہے چنانچہ امام

وہی القاضی عن جلالہ اندیجوز ابتداء  
به للضرورة والحاجة او سبب هو قول  
علیہ والنفی عن الاونامی ان قال ان  
سلات فقد سلم الصلحون وان ترک فقد  
ترک الصلحون (شرح مسلم ص ۱۳۷)

نوا وی نے شرح صحیح مسلم میں نقل  
کیا ہے ان کے نزدیک وہ حدیث  
جس میں ابتداً سلام کی ممانعت وارد  
ہے مائل ہے +

محبابک و یقومک (نزد المعاد طہ)  
فیما هم و اگر ہم (نزد المعاد ص ۶)

قوم نبی کے ویویشن کو آنحضرت صلی  
محبابک اور سعد بن عبدہ کا اپنی قوم کو  
حیاکم اللہ کہنا (جس کا ذکر شہادت ام

اول میں ہو چکا ہے۔ دعا نہیں ہے تو کیا ہے۔

قاموس میں جو لغت عرب کی کتاب اور مجمع البحار میں جو خاص لغت احادیث کی

القیۃ السلام وحیاہ نجات والبقاء والملک حیات  
ابقاک اللہ و ملکک (قاموس ص ۷۷) اقیاک اللہ  
ابقاک اللہ و ملکک و فحاک و سلام حیاتک  
القیۃ السلام حیاہ اللہ و حیاہ (مجمع البحار ص ۲۲)

کتاب پر تجزیہ کر کے سلام اور بقا کا لکھنے میں  
اور حیاک اللہ حیاہ اللہ کو معنی لکھیں کہ خدا  
تجہو زندہ رکھو۔ خوش رکھو۔ باقی رکھو  
عمر زیادہ کر دو +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو سراقہ بن مالک نے آپ کے گرفتار

کرنے کے ارادہ سے آپکا تمام قبیلہ کی جانب  
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا  
کی جس کے سبب اسکا گھوڑا اپنے پیٹ تک  
زمین میں دب گیا۔ اس نے کہا میں سمجھتا  
ہوں تھے بددعا کی ہے اب میرے لئے  
دعا کرو میں خدا کو ضامن دیتا ہوں کہ  
اب تمہارا تمام قبیلہ کوئی نہ کرے گا پھر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اس بلا سے نجات  
کی دعا کی تو اسکی نجات ہوئی اور پھر جو

وَاتَّبَعَا سِرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ فَقُلْتُ إِنِّي  
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَقْرَأَنَّ اللَّهَ مَعَنَا  
فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْعُوا  
بِهِ فَوَسَّهَ إِلَى بَطْنِهَا فِي جِلْدٍ مِنَ الْأَرْضِ  
فَقَالَ إِنِّي أَدْعُو تَهَا عَلَى فَاذْعُوا لِي  
فَاللَّهُ لَكُمَا أَنْ أَرِدَ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَادْعَا  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجَبَّأَا  
فَجَعَلَ لَا يَلْقَاهُ أَحَدًا إِلَّا قَالَ كَفَيْتُمْ مَا هُنَا  
فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهَ -

(بخاری ص ۸۳۹ مسلم ۱۶۸ جلد ۲)

کوئی مسکور مستمیر ملا اس کو واپس کیا

خون پوچھنے اور یہ کہنے مجھے کہ خدا یا تو  
ان کو بخشد یہ نادان ہیں  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب انہوں نے اپنے  
چچا ابو طالب کے لئے اس کے گزیر جانے  
کے بعد دعا مغفرت کی تو قرآن مجید

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّظَرُ  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ  
ضَرْبُ قَوْمٍ فَادْعُوهُ وَهُوَ مَسِيحٌ لَدُنَّ  
عِزِّ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي  
فَانَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ بخاری ص ۸۹۵

ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے دعا ہے  
مغفرت کریں۔ وہ ان کے قرابتیں ہیں  
انہوں جب انکو یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ لوگ

مَآكُنَ النَّبِيِّ الَّذِينَ لَا يَسْتَوُونَ فِي تَعْفُرِ الشُّرَكَاءِ وَكَانُوا  
أَوَّلَ قَرَبَى مِنْ بَعْدِ الْأَبْتِائِمْ أَنْ تَمُوتَ الْحَيُّ

<p>آنحضرت صلعم کو کفار مکہ سے تکلیفین پہنچیں تو آنحضرت صلعم نے ان کو حقیقین بد دعا کی جس کے سبب مکہ میں سخت قحط پڑا یہاں تک لوگوں نے بڑیا اور مردار کھایا اس حالت کو پہنچ کر ابوسفیان (جو اس وقت کافر اور آنحضرت کا جالی دشمن تھا) آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور سائل ہوا کہ آپ صلعم رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم (قحط سے) مر رہی ہے خدا کی جناب میں ان کے لئے آپ دعا کریں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور خوب بارش ہوئی اس حدیث کو تجارتی نے روایت کیا</p>	<p>باب اذا استشفع المشركون بالمسلمين عند القحط - ان قرئنا بطون غز الاسلام فدعى عليه النبي صلعم فاخذتهم سننه حتى هلكوا فيها واكلوا الميتة والعظام فجاما ابوسفیان فقال يا محمد حثت تامر بصلوة الرحمن وان قومك قد هلكوا فادع الله عز وجل فقرا فان تقبيل يوم تاتي السماء بغيظان مبين آلاية ثم عادوا الى كفرهم فذالك قوله تعالى يوم تبطش البطشة الكبرى يومئذ يوم بدر و ن ا د اسباط عن منصور فدعا رسول الله صلعم</p>
<p>دو زخمی ہو چکے حضرت ابراہیم نے اپنے آپ کے لئے دعا کی تھی تو اس بات کے علم سے پہلے کی تھی کہ وہ خدا کا دشمن ہو چکا ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم علیہ السلام اس پر بیزار ہو گئے۔ اسی اختلاف دلائل کی نظر سے مجھے سماعت دعا مغفرت کو شرطی طور پر بیان کیا ہے اور اس اختلاف کا رفع بھی اسی تفصیل سے ہو سکتا ہے کہ جس کا فرق کفر و خاتمہ ہونا اور اس کا دوزخی ہو جانا ظاہر ہو چکا ہو اس کے حق میں دعائے مغفرت نہ کریں اور جس کے خاتمہ کا حال معلوم نہ ہو اس کے لئے دعا کریں۔ اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت مسیح اور اس بنی کا جسکو قوم نے مارا تھا دعا مغفرت کرنا محمول ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ وعلمہ اتم۔</p>	<p>وما كان استغفار ابراهيم لبيته الا موقعا لعدة وعدا اياه فلما تبذله الله عدوه لله تبرأ منه ان ابراهيم كاد ان يذبحه</p>

فسقوا الغیث فاطبقت علیہم سنجاً و  
شکا الناس كثرة المطر فقال اللهم حولنا  
ولا حولنا فاحذرت السحابة عز وجل  
فسقوا الناس حولہم۔ (بخاری ص ۱۲۹)

ہے اور اس سے پسند نکالا ہے کہ  
مشرکین مسلمانوں سے مینہ کے لئے  
دعا چاہیں تو وہ ان کے لئے دعا  
کرین۔

اب اس سے بڑھ کر اس دعا کے لئے اور کیا ثبوت بکار ہے ؟  
اور اگر ہم ذرا غور و تامل سے کام لیں اور یہ خیال کریں کہ ہمارا اس سلطنت کے  
لئے دعا کرنا ان برکات امن از اومی مذہبی و اسباب ترقی کی نظر سے بن سے  
ہماری دین و دنیا کو مدد پہنچتی ہے تو اس سلطنت کے لئے وہاں برکت و سلامت  
صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ دعا و تحقیق اپنے ہی مذہب کی شہرت  
کے لئے ہے جبکہ ضرورت میں کیکو شک نہیں ہے۔

ان شہادتوں سے ثابت ہوا کہ اہل حدیث نے ان امور ختمہ میں اور ایسا ہی  
عام اہل اسلام نے ان امور و طرق انکمار سرت میں جو اس قسم کے ان سے  
وقع میں آئے ہیں اپنی شریعت کا خلاف نہیں کیا بلکہ عین اتباع شریعت  
کیا ہے۔

شاید یہاں کوئی یہ سوال کرے کہ کتب فقہ میں کفار کے تہوار دن پر  
خوشی منانے کو کفر لکھا ہے اور اس پر حدیث من تشبہ بقوم فہو منهم سے  
استدلال کیا ہے۔ اور جیسن جو بلی یہودیوں کی رسم ہے پھر اس موقع پر مسلمانوں کو  
خوشی کرنا یا عید یون کی خوشی میں انکو شریک ہونا کیون کفر نہیں ہے اسکا جواب  
یہ ہے۔ کہ فقہاء نے کفار کے ان ہی تہواروں کی تعظیم کی خوشی کرنے اور انکی

جذباتہ صیا کہ اس پیشہ کو نکال کر نوا کرتے ہیں یہ ہے جو کسی قوم سے صورت یا لباس کی نقل  
میں مشابہت رکھو وہ اس قوم سے ہو جاتا ہے۔

خوشی میں مسلمانوں کے شریک ہونیکو کفر کھلا ہے جو کفار کے مذہبی تہوار ہون اور انہی مذہبی امور میں کفار کی مشابہت اختیار کرنے پر اس حدیث میں وعید وارد ہے دنیاوی امور میں کفار کی خوشی میں شریک ہونے کو نہ فقہاء نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے (اگر اسکو صحیح فرض کر لیا جاوے) اسکا کفر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جوبلی کا جشن سلاطین ہیود و نصاریٰ کی ایک دنیاوی رسم ہے اسکو مذہب ہیود نصاریٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اسکی خوشی میں مسلمانوں کو شریک ہونا کفر نہوا +

فتاویٰ قاضی خان میں (جو فقہ مذہب حنفی میں ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) لکھا ہے کہ کسی شخص نے نوروز کے دن (جو مجوسوں کا مذہبی تہوار ہے)

کچھ خرید کیا اس میں اگر اسکی نیت اس دن کی تعظیم ہے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر اسنے اپنے کھانے پینے کو (نہ اسدن کی نیت سے) کچھ خرید کیا تو یہ کفر نہیں ہے اور اگر اسدن کیلئے کچھ بطور تحفہ بھیجا اور اس سے اس دن کی تعظیم کا ارادہ نہیں کیا۔ صرف لوگوں کو سچو رواج کا اتباع کیا ہے تو یہ کفر نہیں مگر اس سے اجتناب بہتر ہے۔ امام ابو جعفر کبیر سے مروی ہے کہ اگر کوئی سچا سال خدا کی عبادت میں بسر کرے۔ پھر نوروز کے دن مشرکوں کو اس دن کی تعظیم کی

رجل اشتری یوم النور و نشتیگامیش  
فی غیہ ذلک الیوم ان امراد بہ تعظیم  
ذلک الیوم کما یعظم الکفرۃ لیکون کفرًا  
وان فعل ذلک لاجل الشریکۃ التعظیم  
یوم النیرۃ لیکون کفرًا۔ وان اھدی  
یوم النیرۃ لی انسان شئیًا ولم یرد بہ  
تعظیم الیوم و اما فعل ذلک علی عادیۃ  
الناس لیکون کفرًا۔ و ینبغی فی ہذیم  
ما لا یفعلہ قبل ذلک الیوم ولا بعدہ  
ان یختار من التشبہ بالکفرۃ و من  
الامام ابی جعفر الکبیر اذا عبد الرجل  
خمیسین سنۃ ثم ساء یوم النیرۃ اھدی

الی بعض المشركين بيضة يريده تعظيم  
يوم الدين فقد كفر بالله وجط عمله  
وان اتخذ عجوسى دعوة لحاق راس  
ولادة اوجز ناصيته فاجاب مسلم و  
حضر عوفه لا يكون كذا ولا لولى  
ان يفعل ولا يوافقهم على مثل ذلك  
مسلم - (فتاوى قاضى خان ص ۷۲ ج ۲)

ان کی موافقت نہ کرے \*

نیت سے کچھ بدیہ بھیجے تو وہ کافر ہوا۔  
اور اس کا عمل باطل ہو گیا۔ اور اگر کوئی  
مجوسی اپنے بچے کے سر منڈانے یا  
یشانی کے بال کٹوانے پر لوگوں کو دعوت  
کرے۔ اور کوئی مسلمان بھی اس دعوت  
میں حاضر ہو جائے تو یہ کفر نہیں۔ مگر  
بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس فعل میں

اور فتاویٰ صغریٰ میں ہر خیال پر شرح فقہ اکبر میں منقول ہے جو شخص نوروز

کے دن ایسی چیز خرید کرے جسکو پہلے  
خرید نہ کرتا تھا اسکے دل میں نوروز کی  
تعظیم ہو تو وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے  
کافروں کی عید کی تعظیم کی اور اگر  
اس نے اتنا فنیہ کچھ خریدا اور اسکو اس  
دن کا علم نہ تھا۔ تو وہ کافر نہ ہوا۔ میں  
(صاحب شرح فقہ اکبر) کہتا ہوں وہ  
جانتا بھی ہو کہ یہ نوروز ہے مگر وہ اس  
دن کوئی چیز کسی اور غرض سے خریدا  
ہے تو بھی وہ کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر  
اس دن کسی کو بطور تحفہ کچھ بھیجا ہے اور  
اس کو اس دن کی تعظیم کی نیت نہ کرتا ہے

فتاویٰ الصغریٰ ومن اشترى يوم الدين شيئا ولم  
يكن ليشتره قبل ذلك ان اراد به  
تعظيم النوروز كفر ولا نه عظم  
عند الكفرة وان اتفق الشراعو  
لم يعلم ان هذا اليوم يوم الدين لا  
يكفر قلت وكذا اذا علم ان هذا اليوم  
هو النوروز من لكنه اشتراه بسبب  
اخر من حب وبت ضيافة ونحوها  
فانه لا يكفر ومن اهدى يوم النوروز  
الى انسان شيئا واداه به تعظيم  
النوروز كفر -

(شرح فقہ اکبر ص ۱۵۲)

تو وہ کافر ہو گا \*

اور خزانۃ المفتیین میں لکھا ہے کہ صاحب جامع صفیر نے فرمایا نور روز

کے دن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بطور تحفہ کچھ پیسے اور اس سے اس دن کی تعظیم کا ارادہ نہ کرے صرف مرجع رسم کی پیروی کرے تو یہ کفر نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اس دن یہ کام نہ کرے اس سے آگے بڑھ کر لے تاکہ اس قوم کا شاہ بہ نہ ہو جو اس دن آپس میں بدیدہ پہنتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

المسلم اذا اهدى يوم النذر الى مسلم اخر شيئا ولم يرد به تعظيم ذلك اليوم ولكن جرى على ما اعتاده بعض الناس لا يكفر ولكن ينبغي ان لا يفعل ذلك في ذلك اليوم خاصة ويفعله قبله وبعده لئلا يكون متشبهاً بولا القوم وقد قال عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم۔  
(خزانۃ المفتیین)

فرمایا ہے جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے \*

ان روایات فقیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ فقہاء نے غیر مذہب کی دنیاوی تہواروں کی خوشی میں مسلمانوں کے شریک ہونے کو کفر نہیں کہا بلکہ صرف مذہبی تہواروں کی خوشی میں شریک ہونے اور ان تہواروں کی تعظیم کو کفر کہا ہے \*

لہذا جو ملی کی خوشی میں (جو اہل کتاب کی ایک دنیاوی اور شاذ رسم ہے) مسلمانوں کا شریک ہونا اس حکم فقہاء میں داخل نہیں ہے \* اور اگر بالفرض اس رسم کا رسم مذہبی ہونا ثابت ہو جائے تو بھی مسلمانوں کا اس کی خوشی میں شریک ہونا اس حکم فقہاء میں داخل نہیں کیونکہ مسلمانوں نے نہ اس رسم کو مذہبی جانا اور نہ بلحاظ مذہب اس رسم یا اس دن کی تعظیم کی۔ انہوں نے صرف

اس سلطنت کے برکات و امن و آسائش بچاؤ سالہ پر خوشی کی ہے جسکو مذہب سے  
کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان روایات فقہیہ میں جو یہ کہہ گیا ہے کہ کفار کی دنیاوی رسم میں مسلمانوں کو  
شریک ہونا کو کفر نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو احتساب بہتر ہے مسلم اور لایق  
تسلیم ہے بشرطیکہ اس شرکت میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ و قومی مصلحت نہ ہو۔  
اچھے حالت میں اس شرکت میں مسلمانوں کے قومی فوائد و مصالح ہوں جبکہ  
سرت جو بلی کی شرکت میں فوائد اسلام و اہل اسلام کی نسبت حکام وقت کی  
حسن ظنی اور ثبوت غیر خواہی وغیرہ) موجود ہوں تو احتساب سے شرکت اولے  
ہے۔ اور بحق اسلام و اہل اسلام مفید تر ہے۔

ولیکن جو اس اولویت احتساب پر حدیث میں تشبیہ الخ سے استدلال کیا گیا  
ہے یہ لائق تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ اولاً وہ حدیث صحیح و لائق ترک نہیں ہے  
اسکی تفصیل ہم پھر کسی پرچہ میں کرینگے۔ انشا اللہ تعالیٰ۔ بالفعل اتنا کہنا  
کافی سمجھتے ہیں کہ اس کے راویوں میں دو راوی ضعیف ہیں۔ اول عثمان بن

عثمان ابی شیبہ ثقہ مشہور لہ او  
ہاندہ بن عبد الرحمن بن ثابت الشقی  
صہدوق یحطی وری بالقدر  
ثقتہ یا خضرہ عبد الرحمن بن  
ثابت المالکی جہول

(تقریباً ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶

لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے "وہ دنیاوی امور و عادات میں مشابہت کفار پر وارد و متوجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ بعض دنیاوی امور و عادات میں مشابہت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اکابر اصحاب میں پائی گئی اور ثابت ہو چکی ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا لباس (تہ بند - چادر - کورتہ - عمامہ) وہی تھا جو عام عرب کا لباس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بجز چند خاص تبدیلیوں کے کہ ادا بخون سے نیچے نہو اور لباس یسین یا کسم کارنگا ہوا نہو عام تبدیلی میں کی اور اس لباس میں مشابہت کفار کو عام مانفت نہیں فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا - جوتا پہننا - سونا - بھڑنا - چلنا - گھوڑے پر اونٹ پر سوار ہونا - کلام کرنا وغیرہ وغیرہ عام رواج وقت کے موافق تھا۔ ان امور میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز خاص تبدیلیات کے عام تبدیلی کا حکم نہیں دیا۔ اور بعض عادات و افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کردار اہل کتاب کا توافق کیا ہے از انجملہ سدل ہے (یعنی سر کے بالوں کی بیچ سے ہانگ نہ نکالنا بلکہ بالوں کو ایک طرف لٹکا دینا جیسا کہ اس وقت عیسائی کرتے ہیں) جب آپ مکہ میں تھے تو جب علوث عرب آپ ہانگ نکالا کرتے تھے۔ جب مدینہ میں آئے تو عادت اہل کتاب کے موافق سدل کرنے لگے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ ہانگ نکالنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فعل ہے تو پھر آپ نے سدل کو ترک کیا اور ہانگ نکالنا اختیار فرمایا۔

از انجملہ شامی جبہ و تنگ آستین کا چٹہ (جو یہودیوں کا لباس تھا یا

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب موافقہ اہل الکتاب فی عالم یوم فریدہ و کان اہل الکتاب یسئلوا شاعرہم و کان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصیہ ثم فرقا بعد - (بخاری ص ۲۷۰)

جبہ کسروانیہ (جو کسریٰ شاہ فارس کا لباس تھا) زیب تن فرمانا صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ فتوحاً وعلیہ جبۃ شامیۃ فمضواً وانشقوا غسل وجہہ فذهب بخروج یدیم من لمکیہ فکانا ضیقین فخرج یدیم تحت بدنہ فغسلہما (بخاری ص ۱۶۳ ج ۲)

تنگ آستین پہنا ہوا تھا آپ وضو کرنے لگے تو آستین سے باہر ہاتھ نکال سکے آخر جبہ کے اندر سے ہاتھ نکال کر دھوئے \*

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسروانی جبہ زیب تن فرمایا کرتے تھے جسکی اجیب اور چاکوں کی جگہ ریشمین مغزی لگی ہوئی تھی \*

ان عادات و افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عرب اور خاص اہل کتاب سے مشابہت موافقت ثابت ہونے کے ساتھ کوئی مسلمان کب تجویز کر سکتا ہے کہ جو اس حدیث میں شاہد کفار پر وعید وارد ہے وہ دنیاوی امور میں شاہد کو بھی شامل ہے \*

پھر جنید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے مواقع میں عام مشرکین یا اہل کتاب کی مشابہت سے بچنے کا بھی حکم دیا ہے مگر اس سے یہ عام حکم نہیں نکلتا کہ جس شخص نے کسی عادت یا لباس میں کفار کی مشابہت کی وہ اپنی کسے کردہ میں داخل اور دین اسلام سے خارج ہوا جیسا کہ حدیث میں تشبیہ الخ کا ظاہری مغنا ہے \*

جو ٹیم ملا اس حدیث کی دست آور سے ہر ایک امر میں (دنیاوی کیوں نہیں) کفار کی مشابہت کو کفر قرار دیتے اور اس کے مرتب پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ بعض افعال و عادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی مشابہت پائی گئی ہے وہ اس فتویٰ کفر کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتی ہے؟

پابچلہ دنیاوی امور میں جنکو مذہب کفر یا اسلام سے تعلق نہیں غیر مذہب کی مشابہت کفر نہیں ہے۔ نہ انکو فقہاء نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے اسکا کفر ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

ان دلائل و مسائل کے پڑھنے اور سننے سے امید ہے عام ناظرین اور گورنٹ کو ہمارے اس دعوے کی جوہم نے صدر مضمون میں کیا ہے پوری تصدیق ہوگی اور یہ بات بخوبی سمجھ میں آجائیں گے کہ جشن جوہلی پر جو کچھ اہل حدیث یا ان کے مثل اور اہل اسلام نے کیا ہے سچے دل سے کیا ہے اس میں صرف ظاہر داری اور جھوٹی خوشامد سے کام نہیں لیا اور نہ اپنی شریعت و مذہب کا خلاف کیا ہے۔

### اہل حدیث کو خطاب "اہل حدیث" کے قدیم غیر دل آزار ہونے پر دوسرے فرقوں کی شہادت

اشاعت نمبر ۱۴۰۵ جلد ۹ میں ہم نے اس عنوان کا کہ اہل حدیث کا خطاب پرانا ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقوں کی دل آزر دہی باعث نہیں ہو سکتا ایک مضمون لکھا تھا اور انکو کتب معتبرہ حنفیہ سے اسکا ثبوت دیا۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ یہ خطاب اس گروہ کو خود اکابر مذہب حنفیہ و غیرہ اتباع فقہاء نے دیا ہوا ہے۔ اور ان کو فقہاء کے

مقابلہ میں بخطاب الہدیث "یا دکیا ہے دوسروں کا الہدیث کہلانا ان کی دل آزدگی کا باعث ہوتا تو وہ حوذا ان کو اس خطاب سے کیوں مخاطب کرتے اس خطاب کو اپنے ہی حق میں بتعال کرتے ۔

یہ مضمون خدا کی فضل و تائید سے ایسا عام پسند اور ہرول عزیز ہوا ہے کہ اس کو دوسرے اسلامی فرقوں کے عام لوگوں نے (گروہ الہدیث کے موافق تھے خواہ ان کے تحت چین و مخالف) پسند کر لیا ہے ۔ اور خطاب الہدیث کا قدیم ہونا تسلیم فرمایا ۔

موافقیں صلح پسند کا کلام تو ہمارے مضمون "فرقہ الہدیث اور گورنٹ" میں منقول ہو چکا ہے ۔ اس مقام میں ہم ان احباب کا کلام نقل کرتے ہیں جو ہمیشہ سے اس گروہ کے مخالف و کتہ چین ہے ہیں و معہذا اس مضمون کی تصدیق تائید میں وہ معتزف حق ہو گئے ہیں ۔ وہ صاحب ہمارے پیارے دوست اوٹیر سراج الاخبار میں جو اپنے پرچہ مطبوعہ ۳۱ جنوری ۱۳۷۷ء میں بالفاظ ذیل ارشاد فرماتے ہیں ۔

بتیگ قدیم سے ایک خاص فرقہ کا نام اہل حدیث چلا آتا ہے جس میں آئمہ اربعہ اور جامعین اور حفاظ حدیث شامل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اور کتب مذکورہ بالا میں جان کہیں اہل حدیث کا لفظ آیا ہے وہاں مراد صرف جامعین احادیث امام بخاری و مسلم وغیرہ سے ہے اور صرف یہی لوگ اس خطاب سے مخصوص ہیں ۔

اس تصدیق و اعتراف حق میں اس دوست نے کمال انصاف و کام لیا ہے اور حضرت

قال رسول الله صلى الله عليه وآله (الذين هموا)  
الذين هموا في الرضا والصفاء (مشكاة)

صلعم کی اس حدیث پر کہ خوشی و ناخوشی کی

سب سے پورا عمل کیا ۔

ہم ان کے اس اعتراف حق کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اور اس تصدیق مضمون کے دل سے شکر گزار ہیں اور اس کے شکر میں دست بدعا ہیں کہ خداوند تعالیٰ انکی بصیرت کو اور بڑھائے اور ان کی حق بینی کی توفیق کو زیادہ کرے۔ ہمارے دل میں جو ان کی سابق کج بخشی پر رنج پیدا ہو گیا تھا جسکے سبب ہم نے ان سے اپنے پرچہ کا مبادلہ موقوف کرنا چاہا تھا وہ اب دور ہو گیا ہے۔ بلکہ اس حق گوئی انصاف پر وہی سے ان کو یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ آئندہ وہ بلا بدل بھی پرچہ لین۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ لیتے رہیں گے۔

اس دوست کو جو شبہہ پیدا ہو گیا ہے کہ الہدیت زائد حال الہدیت زائد سابق کی مثل جنکو ہمارے اکابر نے "الہدیت" کا خطاب دیا ہوا ہے کیونکہ ہو سکتی ہیں اور جو کچھ یہ کتب حدیث کے خود جامع نہیں ہیں اور نہ تصحیح و تصنیف حدیث میں خود محقق ہیں۔ یہ ذرا اور فکر و تامل کرنے سے خود بخود دور ہو جائے گا دل کو حق کی طرف رجوع ہوا ہے تو ایسی شبہات واپس کا استقرار اس میں کب ممکن ہے اور ہمارے مضمون "مذہبی القاب کی بنا صرف و عموماً پر پوتی ہے" جو فقیر شایع ہو گا نیز آپ کو اس شبہہ کے ازالہ پر مدد دیگا۔

نقل

ایڈٹریس

منجانب فقہ الہدیت و ممبران دیگر فرقہ اہل اسلام  
بمختصر سرچاپس امقرئین ایچ پی جی صاحب بہادر کے۔ سی ایس آئی  
سی۔ آئی۔ ای۔ ایل۔ ایل ڈی لفٹ گورنر پنجاب وغیرہ  
ممبران فرقہ الہدیت و دیگر فرقہ اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس

موقعہ پر (جبکہ حضور اس صوبہ سے مرخص ہوتے ہیں) کمال ادب و اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خزانہ اصناف و مربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے

مین \*

(۳) حضور والا کے شانہ عنایات و مربیانہ توجہات ابتداء رونق افزوی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت تواتر سے مبغول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران رحمت یا موبزون دریا سور بہت کہا جائے تو حیا نہیں ہے \*

(۴) ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یادگار رہے گا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی پودہ جو مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا ایسا سرسبز و شاداب کیا کہ آج اسکے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہونچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں \*

(۵) حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشل عہدوں پر ڈیپٹیوں کو مامور و معزز فرمایا جن کے حصول کی عزت اس سے پہلے اس صوبہ میں کبھی ڈیپٹیوں کو حاصل نہ ہوئی تھی \*

(۵) پنجاب میں لوکل سلف گورنٹ کا اجراء بھی حضور کی معاونت و مشاورت سے ہوا ہے \*

(۶) پنجاب میں چیف کالج کا قیام و استحکام کا قریب ہی کے نام نامی پر روز ازل میں ڈالایا تھا کہ اس کا ظہور حضور کے عہد سعادت میں ہوا۔  
(۷) پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا جس کے فیض و غریب نادار بھی رجوال خچ نہیں کر سکتے (ویسے ہی کامیاب ہوتے ہیں جسکے

امیر - مالدار \*

(۸) حضور نے دیسویں کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے دخل دیا کہ وضع و شریف سب کو یکساں فیضیاب ہوئے اور اپنی عرض حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا \*

(۹) یہ وہ برکات خسروانہ و عنایات شانانہ حضور میں جن سے اس ملک کو تمام باشندے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور خاص کر اہل اسلام پر حضور نے یہ شانانہ احسان کیا ہے کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو ترقی کی دوڑ میں اپنی ہم عصر اقوام سے بہت پیچھے رہی ہوئی دیکھ کر ہم ساری قرآن کا سامان بہم پہنچا دیا یعنی غریب مسلمان طالب العلموں کے لئے اٹھاؤں و طالیف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے جو حضور کے کارناموں میں ہاشم کے لئے صفحہ ہستی پر یادگار رہے گا \*

(۱۰) یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائق ذکر و قابل فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ "الہمدیش" پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزار لفظ "وہابی" کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جان نثاری میں (جو نازک و متون پر) ہر ہونچکی اور کورنٹ کے نزدیک ثابت و مسلم ہے) اتنا واقفون کو شہید ہوا تھا ورنہ استقامت گورنٹ ہند و و فرمایا اور سرکاری کاغذات میں اسکی استعمال سے مانعت کا حکم نافذ کیا \*

(۱۱) ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ الہمدیش خصوصاً حضور کے ان احسانات پر بیانہ و عنایات خسروانہ کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو اپنی پر حسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ ہم بہت جلد حضور کے آئندہ مہربانہ عنایات کو

محروم ہونے والے مین \*

(۱۲) ہم باشندگان پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص الہدیش کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے اس کے پورے اور سچے طور پر اظہار کے لئے کافی الفاظ نہیں پاتے یہ لہذا بجائے اس اظہار افسوس کے اس ناچیز ایڈریس کے خاتمہ میں ان کلمات و عانیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم فیض گنہگار کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن و طرف میں پہنچائے اور یہ بہ بہ جلد حضور کو عہد گورنر جنرل پر پامور و معزز فرما کر سند و ستان میں لا ویا ہماری آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار کے فیض آثار سے مشور کرے

آمین ثم آمین

بوطن رفتت مبارک باد سلامت روی و باز آئی

یہ ایڈریس بذریعہ ڈیپوشن برائز رفتت گورنر کے حضور میں ۲۴ مارچ ۱۸۸۷ء کو پیش ہو چکا ہے لہذا الہدیش پنجاب اس ایڈریس کی تائید میں جب ہدایت دینا و تخطا ارباب کریں۔ ایڈریس پر الہدیش کو علاوہ دوسرے اسلامی فرقوں کے اعیان لاہور نے بھی دستخط کئے ہیں جنکے نام نامی موعظ اب فیل مین لکھ جاتے ہیں۔

(۱) جناب نواز علی صاحب سی آی ای لالیف پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ لاہور (۲) جناب نواب عبدالصاحب سی ایس آی پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ لاہور (۳) نواب غلام محمد بیک جانی صاحب ٹریس لاہور (۴) خان بہادر فقیر سید قمر الدین صاحب ٹریس انیریجسٹریٹ لاہور (۵) خان بہادر سید عالم شاہ (۶) پیشتر کٹر اسٹیشن کٹر۔ (۷) جناب مولوی خلیفہ حمید الدین صاحب قاضی شہر لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور (۸) جناب مولوی غلام محمد صاحب امام مسجد شاہی لاہور (۹) انعام علی صاحب بی اس کے (۱۰) منشی محمد علی صاحب چشتی ایڈیٹر فریق ہند (۱۱) ڈاکٹر انعام صاحب اسٹیشن سرجن (۱۲) منشی محمد اسماعیل صاحب وکیل لاہور۔ ان حضرات

ڈیپوشن الہدیش میں بھی شامل تھے۔ اور علاوہ براب ان کے مخطوطات ایڈریس پر بھی لکھے گئے۔



۲۴۱

۲۹۴۵.۵

This book was taken from the Library  
on the date last stamped. A fine of  
1 anna will be charged for each day  
the book is kept over time.

12 12 12



۱۲۹

URDU STACKS



URDU STACKS

۲۴۱  
۲۹۴۵۰۵  
۱۰۰ - ۱۰۰ - ۱۰۰

۲۴۱

۲۹۴۵۰۵

۱۰۰ - ۱۰۰ - ۱۰۰

۴۱۸۴۹

Date

No.

Date

No.

URDU STACKS